32123



www.KitaboSunnat.com

باہتمام اظہار احمد تھانوی مدرسہ تجوید القرآن، موتی بازار، کوچہ کندیگراں، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا

فوائدِ مکیہ

ازافادات، ماہر فنون قرأت وحید عصر فرید دہر استاذ اساتذۃ الہند والعرب حضرت مولانا قاری مقری عبدالرحمٰن صاحب مکی اخلاہ اللہ دار السلام

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔۔ بے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

مع حاشیہ

تعلیقاتِ مالکیہ

ازرشحات قلم، شہرۂ آفاق شیخ الکل ماہر تجوید وقرأت سیدنا حضرت مولینا القاری المقری عبدالمالک صاحب قدس سرہ العزیز، المتوفی ۱۳۷۹ھ

باہتمام اظہار احمد تھانوی (شعبۂ تجوید وقرأت) مدرسۂ تجوید القرآن، موتی بازار کوچہ کندی گراں، لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از محشی علّام قُدِّسَ سِرُّہٗ

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ رسالہ فوائد مکیہ مؤلفہ استاذ الاساتذہ استاذی حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم مکی ثم الالہ بادی طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔ جامعیت اور مقبولیت کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہے جو عرصہ سے اکثر مدارس اسلامیہ کے شعبہائے تجوید خصوصاً مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ کے درجاتِ تجوید و قرأت میں داخل نصاب رہا ہے تقسیم ملک سے پیشتر متعدد بار چھپا اور ختم ہو ہوگیا اس کے بعض مضامین و مسائل جو تشریح و توضیح طلب تھے ان کی وضاحت کے لئے چند حواشی مسمی بہ تعلیقاتِ مالکیہ ۱۳۵۲ھ کی اشاعت میں بزمانۂ قیام مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ بڑھائے گئے جو طلباء کے لئے مفید ثابت ہوئے پھر بعض احباب معلمین تجوید کی درخواست و اصرار پر بعض مزید حواشی اور چند ضروری مفید مضامین مستقلاً بطور ضمیمہ رسالہ ہذا کے آخر میں برائے افادۂ طلبائے تجوید و قرأت بڑھائے گئے۔ جو بحمداللہ طالبین کے لئے نافع اور مفید ثابت ہوئے یہ مضامین حسبِ ذیل عنوانات پر مشتمل ہیں:۔

(۱) النطق بالضاد

(۲) سجدۂ تلاوت کا بیان مع ضروری مسائل متعلقہ

(۳) باب التکبیر

(۴) الحال المرتحل

(۵) تکرار سورۃ التوحید فی التراویح

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹-۰۰ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 02983

تجوید و قرأت اور فقہ کی جن معتبر کتابوں سے یہ مضامین ضمیمہ وغیرہ نقل کئے گئے ہیں۔ اکثر ان کا حوالہ معہ تعیین صفحہ و باب اپنے اپنے موقعہ پر دے دیا گیا ہے بعض وہ حواشی جو خود حضرت مؤلف علام مرحوم کے ہیں ان کے آخر میں لفظ (منہ) لکھا گیا ہے۔

ان حواشی کے ساتھ پاکستان میں یہ رسالہ بالکل نایاب تھا طلباء و شائقین میں اس کمی کو شدت سے محسوس کیا جا رہا تھا بمقام مسرت ہے کہ یہ رسالہ اپنی پوری جامعیت کے ساتھ طبع ہو کر تجوید کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔

ناظرین خصوصاً طلبائے قرأت، حضرت مؤلف و محشی اور ان مخلص احباب کو جنہوں نے ان حواشی کی تحریر میں میری اعانت فرمائی دعائے خیر میں یاد رکھیں، کیا عجب ہے کہ یہ حقیر عمل ہی درجۂ قبولیت کو پہنچ کر میرے لئے باعثِ نجات ہو۔

خادم التجوید والقرآن عبدالمالک سابق صدر شعبۂ تجوید و قرأت مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ ——— حال لاہور

☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمۃ[1] الکتاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا و نبینا و شفیعنا و مولانا محمد و الہٖ و اصحابہٖ و ازواجہٖ و ذریاتہٖ اجمعین۔ جاننا چاہئے کہ قرآن مجید کو قواعد تجوید سے پڑھنا نہایت[2] ہی ضروری[3] ہے۔ اگر تجوید سے قرآن مجید نہ پڑھا گیا تو پڑھنے والا خطاوار کہلائے گا پھر اگر ایسی غلطی ہوئی کہ ایک حرف دُوسرے حرف سے بدل[4] گیا یا کوئی حرف گھٹا بڑھا[5] دیا گیا یا حرکات[6] میں غلطی کی یا ساکن[7] کو متحرک یا متحرک کو ساکن کر دیا۔ تو پڑھنے والا گنہگار ہوگا۔ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے لفظ کا ہر حرف مع حرکت اور سکون کے ثابت رہے صرف بعض صفات جو تحسین حرف سے تعلق رکھتے ہیں اور غیر ممیزہ[8] ہیں یہ اگر ادا نہ ہوں تو خوف عقاب اور تہدید کا ہے۔ پہلی قسم کی غلطیوں کو

---

[1] اصل مقصود سے قبل جو باتیں افہام تفہیم میں سہولت اور آسانی کی غرض سے بیان کی جاتی ہیں ان کو مقدمہ کہتے ہیں [2] لامر اللہ تعالیٰ ورتل القراٰن ترتیلا والترتیل تجوید الحروف ومعرفۃ الوقوف وفی الحدیث۔ ان اللہ یحب ان یقرأ القراٰن کما انزل۔ اخرجہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ عن زید ابن ثابت رضی اللہ عنہٗ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی منح الفکریۃ شرح الجزریۃ لملا علی القاری مطبوعہ مصر ص۲۱ واخذ القاری بتجوید القراٰن وھو تحسین الفاظہ باخراج الحروف من مخارجھا واعطاء حقوقھا من صفاتھا وما یترتب علی مفرداتھا ومرکباتھا فرض لازم وحتم دائم ثم ھذا العلم لاخلاف فی انہ فرض کفایۃ والعمل بہ فرض عین علی صاحب کل قراءۃ وروایۃ ولو کانت القراءۃ سنۃ ۱۲ [3] شرعی اور عرفی دونوں ضرورتوں کو یہ لفظ شامل ہے جن صورتوں میں تجوید کے خلاف پڑھنے سے لحن جلی اور فساد معنی لازم آئے وہاں شرعاً اور جہاں صرف لحن خفی لازم آئے وہاں عرفاً ضروری ہے ۱۲ [4] تبدیل حرف خواہ تبدیل مخرج کی وجہ سے یا تبدیل صفت کی وجہ سے مثلاً قاف کی جگہ کاف یا صاد کی جگہ س مثلاً بجائے قُل اعوذ کے کل اعوذ۔ عصیٰ اٰدم کے بجائے عسیٰ اٰدم [5] مثلاً ضرب لکم کی جگہ ضربا لکم۔ ولا تقربا ھذہٖ کی جگہ ولا تقرب ھذہ پڑھ دینا ۱۲ [6] مثلاً واذا بتلٰی ابراھیم ربہ میں بجائے فتحہ میم کے ضمہ اور بجائے ضمہ با کے فتحہ پڑھ دینا ۱۲ [7] مثلاً اَنۡعَمۡتَ کی جگہ اَنۡعَمَتَ۔ وضربنا لکم الامثال کی جگہ وضرَبَنا لکم ۱۲ [8] مؤلف[*] کی مراد اس سے بظاہر صفات عارضہ ہی ہیں کیونکہ ان کی عدم ادائیگی کی غلطی کو لحن خفی میں داخل کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ صفاتِ لازمہ کا فقدان اور انفکاک کسی نہ کسی درجہ میں ضرور موصوف

(باقی صفحہ ۴ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لحن جلی[1] اور دُوسری قسم کی غلطیوں کو لحن خفی[2] کہتے ہیں۔ تجوید کے معنے ہر حرف کو اپنے مخرج[3] سے مع جمیع صفات[4] کے ادا کرنا اس کا موضوع[5] حروف تہجی اور غایت[6] تصحیح حروف ہے اور خوش آوازی سے پڑھنا امر زائد مستحسن[7] ہے۔ اگر قواعد تجوید کے خلاف نہ ہو ورنہ مکروہ اگر لحن خفی لازم آئے اور اگر لحن جلی لازم آئے تو حرام ممنوع ہے پڑھنا اور سننا دونوں کا ایک حکم ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳) کے نقصان کا باعث ہوتا ہے اور مبنیٰ میں حروف کے مخرج اور صفات لازمہ کی غلطی کو لحن جلی میں لکھتے ہیں جیسا کہ نہایت القول المفید مطبوعہ مصر ص۲۲ میں ہے فاما الجلی فہو خطأ یطرأ علی الالفاظ فیخل بالعرف اعنی عرف القراءة سواء اخل بالمعنی ام لم یخل وانما سمی جلیا لانہ یخل اخلالاً ظاہرًا یشترک فی معرفتہ علماء القراءة وغیرہم وھو یکون فی المبنیٰ او الحرکۃ او السکون والمراد من المبنی حروف الکلمۃ ومن الخطاء فیہ تبدیل حرف باٰخر کتبدیل الطاد الا بترک اطباقہا واستعلائہا او تاء بترکہما وباعطائہا ہمسًا اور صفات لازمہ اکثر ممیزہ ہوتی ہیں اور جو صفات لازمہ ممیزہ نہیں وہ بہت کم ہیں اور للاکثر حکم الکل ظاہر ہے اور صفاتِ لازمہ متضادہ اکثر لازم النقیض بھی ہیں کہ ایک کے فقدان سے اس کی ضد ضرور واقع ہو جائے گی بہر حال صفات لازمہ گو کسی وقت ممیزہ نہ ہوں لیکن ان کے انفکاک سے موصوف میں ضرور کچھ نہ کچھ نقصان واقع ہو جائے گا۔

اُوپر معلوم ہو چکا کہ مبنیٰ کی غلطی لحن جلی میں شامل ہے خواہ مخل معنی ہو یا نہ ہو اور لحن خفی کی تعریف ص۲۳ میں یہ لکھی ہے ثم اعلم ان اللحن الخفی ینقسم الی قسمین احدہما لا یعرفہ الا علماء القراءة کترک الاخفاء والقلب والاظہار والادغام والغنۃ الخ اور کچھ آگے لکھتے ہیں والثانی لا یعرفہ الا مہرۃ القراء کتکریر الراءات وتطنین النونات وتغلیظ اللامات وتشویبہا الغنۃ وترعید الصوت بالمد ودوا الغنات وترقیق الراءات فی غیر محل الترقیق الخ اس عبارت سے یہی صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ لحن خفی کی غلطیوں میں تغلیظ لام اور ترقیق را وغیرہ کو بیان کیا ہے مخرج اور صفاتِ لازمہ میں غلطی کا ذکر نہیں اسی بنا پر یہاں بھی مؤلفؒ نے صفات غیر ممیزہ سے شاید بلکہ غالباً صفات لازمہ مراد نہیں لیں۔

(صفحہ ہذا) [1] جلی کے معنی واضح اور ظاہر کے ہیں یعنی یہ غلطیاں ایسی ظاہر ہیں کہ ان کا ادراک اور احساس علاوہ قراء کے عوام کو بھی ہو جاتا ہے ۱۲ [2] خفی کے معنی ہیں پوشیدہ اور باریک یعنی یہ غلطیاں عوام سے مخفی ہیں کہ ان کا علم اور احساس خاص ماہرین قراء کو ہی ہوتا ہے عوام کو نہیں ہوتا ۱۲ [3] حرف کے نکلنے کی جگہ کو مخرج کہتے ہیں اس کی جمع مخارج ہے ۱۲ [4] صفات جمع صفت کی ہے۔ صفت حرف کی وہ کیفیت اور حالت ہے جس سے حرف کا باعتبار ذات کے سخت یا نرم ہونا قوی یا ضعیف ہونا یا باعتبار محل کے حلقی یا شفوی ہونا معلوم ہو فائدہ صفات سے یہ ہوتا ہے کہ ایک مخرج کے چند حروف آپس میں ایک دُوسرے سے علیحدہ اور ممتاز ہو جاتے ہیں ۱۲ [5] نیز ادائیگی حروف میں اس کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ کسی قسم کا تکلف اور تصنع نہ ہو مثلاً ناانداز ضرورت ہونٹوں کا حرکت کرنا یا مُنہ ٹیڑھا ہونا یا چہرہ سے گرانی یا پریشانی کا ظاہر ہونا جلد جلد پلکوں کا بند ہونا یا ناک کا پھُولنا یا پیشانی پر شکن پڑنا وغیرہ وغیرہ غرض یہ کہ ان سب تکلفات

(باقی صفحہ ۵ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ صفحہ ۴) سے بچتے ہوئے مکمل طور پر لطافت کے ساتھ ادائیگی حروف ہونا چاہیئے اسی امر کی طرف علامہ جزریؒ نے توجہ دلائی ہے۔ بقولہ مکملا من غیر ما تکلف باللطف فی النطق بلا تعسف ۱۲ ؎ جس شے کے حالات ذاتیہ کسی فن میں بیان کئے جائیں اس شے کو اس فن کا موضوع کہتے ہیں ۱۲ ؎ کسی کام سے جو نتیجہ مقصود ہوتا ہے اس کو غایت کہتے ہیں ۱۲ ؎ اس کا استحسان بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے حسنوا القرآن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید فی القرآن حسنا ترجمہ اچھا کرو تم قرآن مجید کو اپنی آوازوں سے پس بیشک اچھی آواز زیادہ کرتی ہے قرآن مجید میں خوبصورتی کو زینوا القرآن باصواتکم ترجمہ زینت دو تم قرآن کو اپنی آوازوں سے لیکن چونکہ خوش آوازی داخل تجوید نہیں اس لئے خوش آوازی تجوید کے تابع ہوگی وہی مستحسن اور محمود ہوگی ۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

فصل اوّل استعاذہ اور بسملہ کے بیان میں

قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے استعاذہ ضروری[1] ہے اور الفاظ[2] اس کے یہ ہیں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم گو اور[3] طرح سے بھی ثابت ہے مگر بہتر[4] یہ ہے کہ انہیں الفاظ[5] سے استعاذہ کیا جائے اور جب سورہ شروع کی جائے تو (بسم اللہ) کا پڑھنا بھی ضروری[6] ہے سوائے سورۂ براءت[7] کے۔

---

[1] جیساکہ اللہ تعالیٰ نے استعاذہ کا امر فرمایا ہے فاذا قرات القراٰن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم ترجمہ جب پڑھیں آپ قرآن مجید تو پناہ مانگئے اللہ کے ساتھ شیطان راندۂ درگاہ سے اگرچہ یہ امر بالاتفاق وجوبی نہیں لیکن عرفاً ضروری ہے ۱۲ [2] مختار الفاظ [3] مثلاً اعوذ باللہ القادر من الشیطان الغادر۔ اعوذ باللہ القوی من الشیطان الغوی۔ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم وغیرہ وغیرہ [4] کیونکہ ان الفاظ سے استعاذہ کرنے میں الفاظ نص کی موافقت ہوتی ہے نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم تو آپ نے فرمایا کہ اس طرح پڑھو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور روایت کرتے ہیں نافع بن جبیر ابن مطعم سے اور وہ اپنے والد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قرآءت سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھا کرتے تھے گو یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں لیکن تخصیص الفاظ استعاذہ کی تائید کے درجہ میں مفید ہیں ۱۲ سراج القاری مطبوعہ مصر ص۲۷ [5] اگر یہ شبہ کیا جائے کہ موافقت تامہ الفاظ منصوصہ کی اسی وقت ہوسکتی ہے کہ جب بجائے اعوذ کے استعیذ یا استعذت یا نستعیذ کہا جائے جیساکہ بعض لوگوں مثل صاحب ہدایہ وغیرہ نے اختیار کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس مضمون کے امتثال امر کے لئے یہی صیغہ جا بجا تعلیم کیا گیا ہے مثلاً قل اعوذ برب الناس۔ قل رب اعوذ بک من همزات الشیاطین۔ انی اعوذ بالرحمن۔ قل اعوذ برب الفلق وغیرہ اور نشر مطبوعہ دمشق ص۲۴۳ میں ہے وفی صحیح ابی عوانۃ عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقبل علینا بوجهہ فقال تعوذوا باللہ من عذاب النار قلنا نعوذ باللہ من النار اور صفحہ ۲۴۸ میں ہے وقد علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یستعاذ۔ فقال اذا تشهد احدکم فلیستعذ باللہ من اربع یقول اللهم انی اعوذ بک من عذاب جهنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المحیا والممات ومن شر فتنۃ المسیح الدجال رواہ مسلم۔ مندرجہ بالا عبارات سے ثابت ہو گیا کہ مختار اور بہتر الفاظ استعاذہ یہی ہیں ۱۲ ؁ عن ابن خزیمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرا بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول الفاتحۃ فی الصلوٰۃ وعدھا ایۃ ایضا فھی ایۃ مستقلۃ منھا فی احدی الحروف السبعۃ المتفق علی تواترھا وعلیہ ثلثۃ من القراء السبعۃ ابن کثیر وعاصم والکسائی فیعتقدونھا ایۃ منھا بل من القران اول کل سورۃ (من الاتحاف فی القراءات الاربعۃ عشر) وقیل ایۃ تامۃ من کل سورۃ وھو قول ابن عباس وابن عمر وسعید بن جبیر والزھری وعطا وعبد اللہ بن المبارک وعلیہ قراء مکۃ والکوفۃ وفقھاؤھا وھو القول الجدید للشافعی (من منار الھدی فی الوقف والابتداء) والحاصل ان التارکین اخذوا بالحال الاول والمبسملین اخذوا بالاخیر المعول ولا یخفی قوۃ دلیل المبسملین لاسیما مع کتابۃ البسملۃ فی اول کل سورۃ اجماعا من الصحابۃ من شرح الشاطبیۃ لملاعلی قاری ثم المبسملون بعضھم یعدھا ایۃ من کل سورۃ سوی براءۃ وھم غیر قالون من کنز المعانی شرح حرز الامانی قال (السخاوی تلمیذ الشاطبی واتفق القراء علیھا فی اول الفاتحۃ کابن کثیر وعاصم والکسائی یعتقدونھا ایۃ منھا ومن کل سورۃ والصواب ان کلا من القولین حق وانھا ایۃ من القران فی بعض القراءات وھی قراءۃ الذین یفصلون بھا بین السورتین ولیست ایۃ فی قراءۃ من لم یفصل بھا النشر فی القراءات العشر للعلام الجزری ۱۲) منہ ؁ قراء جمہور کا مسلک یہی ہے کہ ابتدائے سورہ توبہ میں عام اس سے کہ ابتدائے قراۃ بھی یہیں سے ہو یا سورہ انفال وغیرہ کو ختم کر کے سورہ برأت شروع کی جائے بسم اللہ نہیں پڑھتے جیسا کہ علامہ شاطبی نے اپنی کتاب شاطبیہ مطبوعہ مصر باب البسملہ بین السورتین ص۸ میں بیان کیا ہے ومھما تصلھا او بدأت براءۃ + لتنزیلھا بالسیف لست مبسملا یعنی جب ملائے تو سورۃ توبہ کو کسی سورت سے یا ابتدا کرے سورۂ برأت سے تو بسم اللہ نہ پڑھے کیونکہ وہ سیف اور قتال کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔ اور کتاب النشر فی القراءات العشر مطبوعہ دمشق ص۲۶۳ میں ہے لاخلاف فی حذف البسملۃ بین الانفال وبراءۃ عن کل من بسمل بین السورتین وکذلک فی الابتداء ببراءۃ علی الصحیح عند اھل الاداء وممن حکی الاجماع علی ذلک ابو الحسن بن غلبون وابو القاسم بن الفحام ومکی وغیرھم وھو الذی لا یوجد نص بخلافہ یعنی درمیان انفال اور براءۃ کے حذف بسملہ میں خلاف نہیں ہے اُن قراء سے جنہوں نے دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ پڑھی ہے اور اسی طرح ابتداء سورۃ برأت میں بھی حذف بسملہ میں خلاف نہیں ہے بنا بر قول صحیح نزدیک اہل اداء کے اور (ابو الحسن بن غلبون اور ابو القاسم بن الفحام اور مکی وغیرہ اُن لوگوں سے ہیں جنہوں نے اس عدم تسمیہ پر اجماع بیان کیا ہے) ان دونوں عبارتوں سے صاف معلوم ہو گیا کہ جمہور قراء سورۂ برأت کے شروع میں ابتداءً اور اتصالاً کسی حالت میں بسم اللہ نہیں پڑھتے البتہ بعض لوگ مثل علامہ سخاوی اور (ابو الفتح بن شیطاء) وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ ابتداء سورۂ برأت میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسمیہ کو جائز سمجھتے ہیں جیسا کہ نشر صفحہ مذکور میں ہے وقد حاول بعضھم جواز البسملۃ فی اولھا قال ابو الحسن السخاوی انہ القیاس قال لان اسقاطھا اما ان یکون لان براءۃ نزلت بالسیف او لانھم لم یقطعوا بانھا سورۃ قائمۃ بنفسھا دون الانفال فان کان لانھا نزلت بالسیف فذاک مخصوص بمن نزلت فیہ ونحن انما نسمی للتبرک وان کان اسقاطھا لانہ لم یقطع بانھا سورۃ وحدھا فالتسمیۃ فی اوائل الاجزاء جایزۃ وقد علم الغرض باسقاطھا فلا مانع من التسمیۃ یعنی بعض لوگوں نے ابتداء سورۂ برأۃ میں جواز بسملہ کے ثابت کرنے کا ارادہ کیا ہے کہا ابوالحسن سخاوی نے کہ تسمیہ قیاس کے مطابق ہے اور کہا کہ عدم تسمیہ یا تو اس وجہ سے ہے کہ برأۃ سیف و قتال کے ساتھ نازل ہوئی ہے یا اس لئے کہ تارکین بسملہ کے نزدیک سورۃ برأت کا مستقلا ایک صورت ہونا بدون انفال کے قطعی طور پر ثابت نہیں ہے پس اگر عدم تسمیہ بسبب نزول بالسیف ہے تو وہ مخصوص ہے جن کے لئے نازل ہوئی یعنی کفار کے لئے اور ہم برکت کے لئے بسم اللہ پڑھتے ہیں اور اگر ترک بسملہ اس وجہ سے ہے کہ اس کا مستقلا ایک پوری سورۃ ہونا قطعی اور یقینی نہیں ہے تو بسم اللہ اوائل اجزاء میں جائز ہے پس بسم اللہ پڑھنے سے کوئی مانع نہیں ہے بہرحال ائمۂ قرأت نے ہر حالت میں اس سورت پر ترک بسملہ اختیار کیا اور اصل علت عدم تسمیہ کی دو معلوم ہوتی ہیں ایک سورۂ برأت کے جزء انفال ہونے کا احتمال دوم مصاحف کی رسم خط میں بسم اللہ کا نہ ہونا جامع القرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قول سے جو انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا اسی کی تائید ہوتی ہے۔

وقد اخرج احمد واصحاب السنن وصححہ ابن حبان والحاکم من حدیث ابن عباس قال قلت لعثمان ما حملکم علی ان عمدتم الی الانفال وھی من المثانی والی برأۃ وھی من المئین فقرنتم بھما ولم تکتبوا بینھما سطر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ووضعتموھما فی السبع الطوال فقال عثمان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ما ینزل علیہ السورۃ ذات العدد فاذا انزل علیہ الشئ یعنی منھا دعا بعض من کان یکتب فیقول ضعوا ھؤلاء الآیات فی السورۃ التی یذکر فیھا کذا وکانت الانفال من اوائل ما نزل بالمدینۃ وبراءۃ من آخر القران وکان قصتھا شبیھۃ بھا فظننت انھا منھا فقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبین لنا انھا منھا فتح الباری ج ۹ صفحہ ۳۵ تا ۳۶

ترجمہ احمد اور اصحاب سنن نے تخریج کی ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے بروایت ابن عباسؓ انہوں نے کہا کہ تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا اس بات پر کہ تم نے سورۂ انفال کو جو کہ مثانی میں سے ہے اور برأۃ کو جو مئین میں سے ہے باہم ملا دیا اور ان دونوں کے درمیان میں بسم اللہ نہیں لکھی اور دونوں کو تم نے سبع طوال میں رکھ دیا حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت مرتبہ لمبی سورتیں نازل ہوتی تھیں تو جب آپ پر ان میں سے کوئی حصہ نازل ہوتا تھا تو آپ اس شخص کو بلاتے تھے جو کاتب وحی تھا اور اس سے فرماتے کہ ان آیات کو اس سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور سورۂ انفال ان سورتوں میں سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اوساط اور اجزاء میں اختیار ہے چاہے (بسم اللہ) پڑھے اور چاہے نہ پڑھے (اعوذ[1]) اور (بسم اللہ) پڑھنے میں چار صورتیں ہیں فصل کل۔ وصل کل۔ فصل اول۔ وصل ثانی۔ وصل اول فصل ثانی۔ جب ایک[2] سورۃ کو ختم کرکے دوسری سورۃ شروع کرے تو تین صورتیں جائز ہیں اور چوتھی صورت جائز نہیں یعنی فصل کل اور وصل کل اور فصل اول وصل ثانی جائز ہیں اور وصل اول فصل ثانی جائز نہیں[3] (ف) امام عاصمؒ کے نزدیک جن کی روایت حفص تمام جہاں میں پڑھی جاتی ہے ان کے یہاں بسم اللہ ہر سورت کا جز[4] ہے تو اس لحاظ سے جس سورۃ کو قاری بلا بسم اللہ پڑھے گا تو وہ سورۃ امام عاصمؒ کے نزدیک ناقص ہو گی ایسے ہی اگر سارا قرآن پڑھا جائے تو جتنی سورتوں میں (بسم اللہ) نہیں پڑھی ہے اتنی آیتیں قرآن شریف میں ناقص ہوں گی **فائدہ** اگر درمیان قرأت کے کوئی کلام اجنبی ہو گیا گو کہ سلام کا جواب ہی کسی کو دیا ہو تو پھر استعاذہ کو دہرانا چاہیئے **فائدہ** قرأت جہریہ میں استعاذہ جہر کے ساتھ ہونا چاہیئے اور اگر آہستہ سے یا دل میں استعاذہ کرلیا جائے تو بھی کوئی حرج[5] نہیں (بعض کا قول ایسا ہے)

دُوسری فصل مخارج کے بیان میں

مخارج حروف کے چودہ[6] ہیں پہلا مخرج اقصٰی[7] حلق اس سے (ء ہ) نکلتے ہیں۔ دُوسرا مخرج وسط حلق اس سے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ہے جو شروع میں مدینہ شریف میں نازل ہوئیں اور سورۂ برأت قرآن کا وہ حصہ ہے جو آخر میں نازل ہوا اور اس کا قصہ سورہ انفال سے ملتا جلتا ہے میں نے گمان کیا کہ یہ اُسی کا جزو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور آپ نے ہم سے یہ ظاہر نہیں کیا کہ یہ اُسی کا جز ہے الخ (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] یہ چار صورتیں اس وقت ہیں جبکہ ابتداء قرأت شروع سورت سے ہو لیکن اگر ابتداء قرأت شروع سورت سے نہ ہو بلکہ اجزائے سورت سے ہو اور بسم اللہ بھی پڑھی جائے تو اس وقت فصل کل اور وصل اول فصل ثانی صرف یہی دو صورتیں ہوں گی بقیہ دو صورتیں یعنی وصل کل اور فصل اول وصل ثانی جائز نہ ہوں گی۔ اتحاف مطبوعہ مصر ص۲۶ یعلم مما تقدم من التخییر فی الابتداء بالاجزاء مع ثبوت البسملۃ بین السورانہ لا یجوز وصل البسملۃ بجزء من اجزاء السورۃ لا مع الوقف ولا مع وصلہ بما بعدہ اذ القراءۃ سنۃ متبعۃ ولیس اجزاء السورۃ محلا للبسملۃ عند احد والمنع من ذلک اولی من منع وصلہا باخر السورۃ الخ [2] اگرچہ ایک سورۃ ختم کرکے دُوسری کوئی بھی سورت شروع کی جائے ترتیب قرآنی کے بموجب ہو یا نہ ہو البتہ سورۂ برأت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ (اظہار احمد تھانوی) [3] کیونکہ اس صورت میں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ بسم اللہ پہلی سورۃ کے ختم کے سبب سے پڑھی گئی ہے حالانکہ بسم اللہ پڑھنے کا سبب دُوسری سورۃ کا شروع کرنا ہے ۱۲ [4] مگر یہ امر ظاہر ہے کہ بسم اللہ کا جزو ہر سورت ہونا امر قطعی نہیں کیونکہ مجتہدین و فقہا کا اختلاف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ع ح) نکلتے ہیں تیسرا مخرج ادنی احلق اس سے (غ خ) نکلتے ہیں چوتھا مخرج اقصٰی لسان اور اوپر کا تالو اس سے (ق) نکلتا ہے پانچواں مخرج قاف کے مخرج سے ذرا منہ کی طرف ہٹ کر اس سے (ک) نکلتا ہے ان دونوں حرفوں کو یعنی (ق اور ک) کو حروفِ لہویہ کہتے ہیں چھٹا مخرج وسط لسان اس سے (ج ش ی) نکلتے ہیں ساتواں مخرج حافۂ لسان اور ڈاڑھوں کی جڑ اس سے (ض) نکلتا ہے۔ آٹھواں مخرج طرف لسان اور دانتوں کی جڑ اس سے (ل ن ر) نکلتے ہیں۔ نواں مخرج نوک زبان اور ثنایا علیا کی جڑ اس سے (ط د ت) نکلتے ہیں۔ دسواں مخرج نوک زبان اور ثنایا علیا کا کنارہ اس سے (ظ ذ ث) نکلتے ہیں۔ گیارہواں مخرج نوک زبان اور ثنایا سفلی کا کنارہ مع اتصال ثنایا علیا کے اس سے (ص ز س) نکلتے ہیں۔ بارھواں مخرج نیچے کا لب اور ثنایا علیا کا کنارہ اس سے (ف) نکلتا ہے۔ تیرھواں مخرج دونوں لب اس سے (ب م و) نکلتے ہیں۔ چودھواں مخرج خیشوم اس سے غنہ نکلتا ہے مراد اس سے نون مخفی و مدغم با دغام ناقص ہے۔ **(فائدہ)** یہ مذہب فراء وغیرہ کا ہے۔ اور سیبویہ کے نزدیک سولہ مخارج ہیں انہوں نے (ل) کا مخرج حافہ لسان اس کے بعد (ن) کا مخرج کہا ہے اس کے بعد (ر) کا مخرج ہے اور خلیل کے نزدیک سترہ ہیں انہوں نے (ل ن ر) کا مخرج جُدا جُدا رکھا ہے اور حروفِ علت جب مدہ ہوں ان کا مخرج جوف کہا ہے۔

(متعلق صفحہ گذشتہ) ہے احناف جزء قرآن کے قائل ہیں اور شوافع جزء ہر سورت کے قائل۔ ایسے ہی ابن کثیر عاصم کسائی کی طرف نسبت اعتقاد جزء ہر سورت کا ہونا امر ظنی ہے قطعی نہیں۔ کیونکہ کتب تفسیر اور قراءت کی کتابوں میں جن کے مؤلف شافعی المذہب ہیں ان کا قول ہے کہ یہ قراء جزء ہر سورت کے قائل ہیں اور ان قراء سے روایت اعتقاد جزئیت ہر سورت کی نظر سے نہیں گذری البتہ بسم اللہ کی روایت ان قراء سے قطعی ہے اور اعتقاد جزئیت مسئلہ فقہی ہے علم قرأت سے اس کو تعلق نہیں ۱۲ منہ

ؔ کیونکہ آیت کے اندر اطلاق ہے استعاذہ بالسر یا بالجہر کی قید نہیں ۱۲ ؔ یہ اختلاف چودہ سولہ اور سترہ کا حقیقی اختلاف نہیں ہے قراء نے ل ن ر میں قرب کا لحاظ کر کے ایک کہہ دیا سیبویہ اور خلیل نے قرب کا لحاظ نہ کر کے الگ مخرج ہر ایک کا بیان کیا جیسا کہ محققین کا قول ہے کہ ہر حرف کا مخرج علیحدہ ہے مگر نہایت قرب کی وجہ سے ایک شمار کیا جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس حروف مدہ کا مخرج خلیل نے جوف کہا ہے فراء اور سیبویہ نے مدہ وغیرہ کا ایک ہی مخرج کہا ہے مخرج جوف زائد نہیں کیا اس میں تحقیق یہ ہے کہ الف بالکل ہوائی حرف ہے اس میں اعتماد صوت کا کسی جزء معین پر نہیں ہوتا اس واسطے فراء سیبویہ نے مبد مخارج یعنی اقصاء حلق اس کا مخرج کہا ہے اور حرف (و) (یا) جب مدہ ہوں تو اس وقت اعتماد صوت کا لسان و شفتین پر نہایت ضعیف ہوتا ہے مگر ہوتا ضرور ہے تو فراء سیبویہ نے اس اعتماد ضعیف کی وجہ سے مدہ وغیر مدہ کے مخرج میں فرق نہیں کیا خلیل نے ضعف و قوت کا لحاظ کر کے ایک مخرج جوف زائد کیا ہے ۱۲ منہ ؔ اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ حروف حلقی الف سمیت سات ہو گئے کیونکہ حروف حلقی کی تعداد مشہور جمہور کے نزدیک چھ ہی ہے چونکہ الف بالاتفاق ہوائی اور جوفی ہے۔ اور ابتدا جوف کی اقصاء حلق سے ہوتی ہے اس وجہ سے (باقی حاشیہ صفحہ ۱۱ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراء نے ابتداء جوف کے لحاظ سے الف کا مخرج اقصائے حلق قرار دے دیا جیسا کہ مخارج کے بیان میں فائدہ نمبرا سے واضح ہے۔

لہ نسبۃ الی اللہات وھی لحمۃ مشتبکۃ بآخر اللسان یعنی زبان کی جڑ کے مقابل ایک پارہ گوشت ہے جس کو اردو میں کوا کہتے ہیں اسی کی طرف نسبت ہے ۱۲ ؎ اور وسط تالو ۱۲ ؎ غنہ صوت خیشومی کا نام ہے اور یہ سب حرفوں میں ممکن الادا ہے مگر ن م میں صفت لازمہ کے طور سے ہے اور جب یہ دونوں حرف مشدد یا مخفی یا مدغم بالغنہ ہوں تو اس وقت یہ صفت علی وجہ الکمال پائی جاتی ہے اور ان حالتوں میں خیشوم کو ایسا دخل ہے کہ بغیر اس صفت کے ن م بالکل ادا ہی نہ ہوں گے یا نہایت ناقص ادا ہوں گے لہذا قراء نے لکھا ہے کہ ن م کا مخرج ان حالتوں میں خیشوم ہے اب کئی اعتراض ہوتے ہیں۔ اوّل۔ یہ کہ سب صفات لازمہ میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ بغیر ان کے حرف ادا نہیں ہوتا تو سب کا مخرج بیان کرنا چاہیئے اور مخرج بدلنا چاہیئے یا دو مخرج لکھنا چاہیئے۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ صفت غنہ کا مخرج سب مخارج سے علیحدہ ہے اس واسطے بیان کرنے کی حاجت ہوئی۔ بخلاف اور صفات کے کہ انہیں مخارج سے تعلق رکھتے ہیں جہاں سے حروف نکلتے ہیں۔ دُوسرا شبہ یہ ہوتا ہے کہ ن مشدد اور مدغم بالغنہ اور م مطلقاً خواہ مشدد ہو یا مخفی ان صورتوں میں اصلی مخارج سے نکلنے میں تبدیل مخرج تو نہیں معلوم ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مخرج اصلی کو بھی دخل ہے اور خیشوم کو بھی، تاکہ علی وجہ الکمال ادا ہوں تیسرا شبہ یہ ہے کہ نون مخفی کو بعض قراء زمانہ لکھتے ہیں کہ اس میں لسان کو ذرہ بھر دخل نہیں اور کتب تجوید کی بعض عبارت سے اُن کی تائید ہوتی ہے مگر غور و خوض کیا جائے اور سب کے اقوال مختلفہ پر نظر کی جائے تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ ن مخفی میں لسان کو بھی دخل ہے مگر ضعیف اسی وجہ سے کالعدم سمجھا گیا جیسا کہ حروف مدہ میں اعتماد ضعیف سے قطع نظر کر کے خلیل وغیرہ نے ان کا مخرج جوف بیان کیا ہے ایسا ہی نون مخفی کا حال ہے کہ اس کی تعریف یہ کی جاتی ہے حرف خفی یخرج من الخیشوم لا عمل للسان فیہ ترجمہ (یعنی ایک حرف خفی ہے جو نکلتا ہے ناک کے بانسہ سے زبان کا اس میں کوئی کام نہیں) اب لا عمل للسان کو دیکھ کر خیال پیدا ہوتا ہے کہ لسان کو ذرہ بھر دخل نہیں کیونکہ نکرہ منفی عموم کا فائدہ دیتا ہے اگر یہ صحیح مانا جائے تو حرف کا اطلاق صحیح نہیں اس واسطے کہ حرف کی تعریف ملا علی قاری وغیرہ نے لکھی ہے کہ صوت یعتمد علی مقطع محقق او مقدر (ترجمہ یعنی حرف ایک آواز ہے جو ٹکتی ہے کسی مخرج محقق یا مقدر پر مقطع محقق کو اجزاء حلق لسان شفت بیان کیا اور مقطع مقدر جوف کو بیان کیا لہذا لا عمل للسان میں عمل خاص کی نفی ہے جیسا کہ آگے کی عبارات سے معلوم ہو جائے گا۔ ثانیاً ملا علی قاری کی عبارت سے بھی عمل لسان ثابت ہے وہ لکھتے ہیں کہ وان النون المخفاۃ مرکبۃ من مخرج الذات ومن تحقق الصفۃ فی تحصیل الکمالات ترجمہ نون مخفی مرکب ہے مخرج ذات سے اور کمالات کی تحصیل میں صفت کے پائے جانے سے تحقق الصفت کے معنے وجود غنہ اور اس کا مخرج خیشوم ہے فثبت ما قلنا ثالثاً امام جزری نشر فی القراءت العشر میں لکھتے ہیں المخرج السابع عشر الخیشوم وھو الغنۃ وھی تکون فی النون والمیم الساکنین حالۃ الاخفاء وما فی حکمہ من الادغام بالغنۃ فان مخرج ھذین الحرفین یتحول فی ھذہ الحالۃ عن مخرجھا الاصلی علی القول الصحیح کما یتحول مخرج حروف المد من مخرجھا الی الجوف علی الصواب ترجمہ سترھواں مخرج خیشوم ہے اور وہ غنہ کا مخرج ہے جو کہ نون ساکن میں اخفاء یا ادغام بالغنہ کی حالت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں حرفوں کا مخرج اس حالت میں قول صحیح کی بناء پر اپنے اصلی مخرج سے پلٹ جاتا ہے جیساکہ حروف مد کا مخرج ان کے مخرج سے جوف کی طرف پلٹ جاتا ہے بنا بر قول صواب کے پھر آگے احکام النون الساکنہ والتنوین کی تنبیہات میں لکھتے ہیں۔ الاول مخرج النون والتنوین مع حروف الاخفاء الخمسۃ عشر من الخیشوم فقط ولاحظ لہما معہن فی الفم لانہ لاعمل للسان فیہما کعملہ فیہما مع مایظہران او یدغمان بغنۃ ترجمہ۔ اول نون اور تنوین کا مخرج معہ پندرہ حروف اخفاء کے فقط خیشوم سے ہے اور ان دونوں میں ان حروف کے ساتھ منہ میں زبان کا کوئی حصّہ نہیں اس لئے کہ ان دونوں میں زبان کا کوئی کام نہیں پڑتا جیساکہ ان دونوں میں اظہار یا ادغام بالغنہ کی صورت میں ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا نفی قید کی ہے مطلق عمل کی نہیں یعنی اظہار اور ادغام بالغنہ میں جو عمل ہے یہ نون مخفی میں نہیں اب اگر تحول کے معنے انتقال اور تبدل کے مُراد ہوں تو لاعمل کعملہ مع ما یدغمان بغنۃ اس کے معارض ہوگا لہٰذا مراد تحول سے توجہ ومیلان ہے اس طرح پر کہ محول عنہ ومحول الیہ دونوں کو دخل ہے مگر نون خفیفہ میں بہ نسبت نون مشدّدہ کے لسان کو بہت کم دخل ہے بخلاف نون مشدّد ومدغم بالغنہ ومیم مخفاۃ کے کہ ان میں لسان وشفت کو زیادہ دخل وعمل ہے ایک بات اور یہاں سے ظاہر ہوتی ہے کہ نون مخفی میں لسان کو ایسا عمل بھی نہ ہو جیساکہ نون اور میم مشدّد میں ہوتا ہے۔ اور نہ مابعد کے حرف کے مخرج پر اعتماد ہو جیساکہ (و۔ یا۔ ل۔ ر) میں بحالت ادغام بالغنہ اعتماد ہوتا ہے کیونکہ ان حرفوں میں ادغام بالغنہ کی صورت یہ ہے کہ نون کو مابعد کے حرف سے بدل کر اوّل حرف کو اس کے مخرج سے معہ صوت خیشومی کے ادا کریں اسی وجہ سے اس نون کو جو (یا۔ و۔ ل۔ ر) میں مدغم بالغنہ ہوتا ہے اس کو حرف کے ساتھ کسی نے تعبیر نہیں کیا کیونکہ یہاں ذات نون بالکل منعدم ہوگئی ہے اور نہ اصلی مخرج سے کچھ تعلق رہا ہے صرف غنہ باقی ہے جس کا محل خیشوم ہے بخلاف نون مخفی کے کہ اس کی تعریف یہ کی جاتی ہے حرف خفی یخرج من الخیشوم ولا عمل للسان فیہ ولا شائبۃ حرف اٰخر فیہ ترجمہ۔ (وہ ایک حرف خفی ہے جو خیشوم سے نکلتا ہے اور زبان کا اس میں کوئی کام نہیں رہا اور مابعد کے حرف کا اس میں کوئی شائبہ نہیں) اب امام جزری کے قول سے بھی ثابت ہوگیا کہ نون مخفی میں لسان کو بھی کچھ دخل ہے نہایت القول المفید میں نشر سے زیادہ صاف مطلب نکلتا ہے پہلے لکھا ہے کہ خیشوم مخرج ہے نون میم غیر مظہر کا پھر لکھتے ہیں کہ لایقال لابد من عمل اللسان فی النون والشفتین فی المیم مطلقا حتی فی حالۃ الاخفاء والادغام بغنۃ وکذا للخیشوم عمل حتی فی حالۃ الاظہار والتحریك فلم ہٰذا التخصیص لانہم نظروا للاغلب فحکموا لہ بانہ المخرج فلما کان الاغلب فی حالۃ اخفائہما وادغامہما بغنۃ عمل الخیشوم جعلوہ مخرجہما حینئذ وان عمل اللسان والشفتان ایضاً ولما کان الاغلب فی حالۃ التحرك والاظہار عمل اللسان والشفتین جعلوہا المخرج وان عمل الخیشوم حینئذٍ ایضًا الخ رابعاً غنہ اور اخفاء سے بغرض تحسین لفظ اور جو ثقل ترکیب حروف سے پیدا ہو اس کی تخفیف مقصود ہوتی ہے اور ایسے اخفاء سے کہ جس میں لسان کو ذرہ بھر بھی تعلق نہ ہو محال نہیں متعسر ضرور ہے اور صورت بھی کریہہ ہو جاتی ہے۔ اگر کچھ بنا کر تکلف سے ادا کیا جائے حاصل یہ ہے کہ نون مخفاۃ کے ادا کرتے وقت زبان حنک سے قریب منفصل ہوگی۔ مگر اتصال نہایت ضعیف ہوگا۔ ۱۲ منہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل صفات کے بیان میں

جہر کے معنی شدتؔ[1] اور زور سے پڑھنے کے ہیں اس کی ضد ہمسؔ ہے یعنی نرمیؔ[2] کے ساتھ پڑھنا اور اس کے دس حرف ہیں جن کا مجموعہ (فَحَثَّهٗ شَخْصٌ سَكَتَ) ہے ان حروف کے ماسوا سب مجہورہ ہیں شدید کے آٹھ حرف ہیں جن کا مجموعہ (اَجِدُ قَطٍ بَكَتْ) ہے۔ ان کے سکونؔ[3] کے وقت آواز رُک جاتی ہے۔ پانچ حروف متوسطہ ہیں جن کا مجموعہ (لِنْ عُمَرُ) ہے ان میں بالکل آواز بند نہیں ہوتی باقی حروف ماسوا شدیدہ اور متوسطہ کے سب رخوہ ہیں یعنی ان کی آواز جاری ہو سکتی ہے[4] (خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ) یہ حروف متصف ہیں ساتھ استعلاءؔ[5] کے یعنی ان کے ادا کرتے وقت اکثر حصہ زبان کا تالو کی طرف بلند ہو جاتا ہے۔ ان کے ماسواء سب حروف استفالؔ[5] کے ساتھ متصف ہیں ان کے ادا کرتے وقت اکثر حصہ زبان کا بلند نہ ہوگا۔ (صطظض) یہ حروف متصف ہیں ساتھ اطباقؔ[6] کے یعنی ان کے ادا کرتے وقت اکثر حصہ زبان کا تالو سے مل جاتا ہے ان چاروں حرفوں کے سوا باقی حروف انفتاح سے متصف ہیں یعنی ان کے ادا کرتے وقت اکثر زبان تالو سے ملتی نہیں یہ صفات جو ذکر کئے گئے ہیں متضادہ ہیں جہر کی ضد ہمس ہے اور رخوۃ کی ضد شدت ہے اور استعلاء کی ضد استفال ہے اور اطباق کی ضد انفتاح ہے تو ہر

---

[1] اس جگہ شدت سے قوت کے معنی مراد ہیں سختی کے معنی مراد نہیں ورنہ جہر اور شدت کا شے واحد ہونا اور ہر حرف مجہورہ کا شدید ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ بعض حروف مجہورہ صفت رخاوت سے متصف ہیں مثلاً (ذ ز وغیرہ) جیسا کہ نقشۂ صفات لازمہ سے واضح ہے ۱۲

[2] یہاں نرمی سے ضعف مراد ہے جو مقابل ہے قوت کا وہ نرمی مراد نہیں جو سختی کے مقابل ہے ورنہ ہر حرف مہموسہ کا رخوہ ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ کاف اور تاء مہموسہ شدیدہ ہیں ۱۲

[3] چونکہ جریان اور احتباس صوت کا ادراک اور احساس سکون کی حالت میں واضح طور پر ہوتا ہے اس لئے سکون کی قید لگائی ورنہ مطلقاً ہر حالت میں یہ صفت پائی جاتی ہے جیسا کہ صفت غنہ نون اور میم متحرک میں بھی ہوتی ہے مگر سکون کی حالت میں زیادہ صاف معلوم ہوتی ہے ۱۲

[4] مطلب یہ ہے کہ ان کے تلفظ میں جس درجہ کا جریان صوت ضروری ہے اس سے زیادہ بھی ممکن ہے جیسا کہ مشاہدہ سے ثابت ہے ۱۲

[5] استفال کو انفتاح لازم ہے لہذا ہر مستفلہ حرف منفتحہ ضرور ہوگا اور انفتاح کو استفال لازم نہیں پس ہر منفتحہ حرف کا مستفلہ ہونا ضروری نہیں جیسا کہ غ خ ق سے ظاہر ہے حاصل یہ کہ صفت انفتاح ایک ایسی کیفیت ہے جو استفال اور استعلاء دونوں کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے ۱۲

[6] اطباق اور استعلاء میں بھی وہی نسبت عموم و خصوص کی ہے یعنی ہر مطبقہ مستعلیہ ضرور ہوگا لیکن ہر مستعلیہ کا مطبقہ ہونا ضروری نہیں ہے ۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف چار صفتوں[1] کے ساتھ ضرور متصف ہو گا باقی صفات کی ضد نہیں ہے قلقلہ کے پانچ حرف ہیں جن کا مجموعہ (قُطُبُ جَدٍّ) ہے مگر قاف میں قلقلہ واجب باقی چار حروف میں جائز[2] ہے قلقلہ کے معنی مخرج میں جنبش دینا سختی کے ساتھ

---

[1] اکثر مصنفین نے صفت اصمات اور اذلاق کو بھی صفات متضادہ کے سلسلہ میں بیان کیا ہے چنانچہ جزری میں بھی موجود ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے شاید اس لئے یہ صفات بیان نہیں فرمائیں کہ ان دونوں صفتوں کو دیگر صفات لازمہ کی سی اہمیت حاصل نہیں چنانچہ مطولات کتب فن مثل نشر وجہد المقل میں ان کا کہیں پتہ نہیں اور نہ ان کی تعریف میں کوئی وصف یا کیفیت بیان کی گئی ہے واللہ اعلم ۱۲

[2] اس کا مقصود یہ نہیں کہ علاوہ قاف کے بقیہ چار حرفوں میں قلقلہ کرنا یا نہ کرنا دونوں کا اختیار دیا گیا یا قلقلہ کا وجود اور عدم دونوں مساویانہ ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ قاف میں صفت قلقلہ کا اظہار بمقابلہ بقیہ حروف کے زیادہ کرنا چاہیئے جیساکہ تجوید کی معتبر کتابوں سے معلوم ہوتا ہے مثلاً علامہ شاطبی فرماتے ہیں وفی قطب جد خمس قلقلۃ علا + واعرفهن القاف کل یعدها ترجمہ۔ اور کلمہ قطب جد میں پانچ حروف قلقلہ کے مشہور ہیں اور ان میں زیادہ مشہور قاف ہے جس کو سب لوگ اعرف حروف قلقلہ سے شمار کرتے ہیں۔ اور علامہ جزری فرماتے ہیں وبینن مقلقلا ان سکنا ۔ وان یکن فی الوقف کان ابینا ۔ اور شرح شاطبی علامہ ملا علی قاری مطبوعہ دہلی ۱۳۰۱ھ میں ہے وقال ابن الحاجب هو صوت فلق الحیز وکل من القراء یجعل القاف منها القوۃ ضغطها قال ابوالحسن اصل القلقلۃ القاف وقال ابو العباس بعضها اشد من بعض والمستقرۃ غیرها اور تمام قاری قاف کو حروف قلقلہ سے قرار دیتے ہیں بسبب اس کی گرفت کی قوۃ کے ابوالحسن نے کہا اصل حروف قلقلہ میں قاف ہے ابوالعباس نے کہا کہ ان میں سے بعض بعض سے زیادہ شدید ہیں۔ اور علاوہ حروف قلقلہ کے بقیہ حروف مستقرہ یعنی غیر قلقلہ ہیں اور نہایت القول المفید مطبوعہ مصر صفحہ ۵۲ میں ہے والحال ان القلقلۃ صفۃ لازمۃ لهذه الاحرف الخمسۃ لکنها فی الموقوف علیها اقوی منها فی الساکن الذی لم یوقف علیه وفی المتحرك قلقلۃ ایضا لکنها اقل فیه من الساکن الذی لم یوقف علیه لان تعریف القلقلۃ باجتماع الشدۃ والجهر کما فی المرعشی یشیر الی ان حروف القلقلۃ لا تنفك عن القلقلۃ عند تحرکها وان لم تکن القلقلۃ عند تحرکها ظاهرۃ کما ان حرفی الغنۃ وهما النون والمیم لا یخلوان عن الغنۃ عند تحرکها وان لم تظهر فبذلك تبین ان مراتبها ثلثۃ وهذه القلقلۃ بعضها اشد من بعض واقواها القاف بالاتفاق لشدۃ ضغطه واستعلائه انتهی۔ ترجمہ۔ اور حاصل یہ ہے کہ قلقلہ ان پانچوں حرفوں کی صفت لازمہ ہے لیکن وہ موقوف علیہ میں بہ نسبت اس ساکن کے جس پر وقف نہ کیا جائے زیادہ قوی ہوتا ہے اور متحرک میں بھی قلقلہ ہوتا ہے مگر وہ اس ساکن کی نسبت کم ہوتا ہے جس پر وقف نہ کیا جائے اس لئے کہ قلقلہ کی تعریف شدت اور جہر کے اجتماع کے ساتھ جیساکہ مرعشی میں ہے اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ حرف قلقلہ اپنے تحرک کے وقت قلقلہ سے جدا نہیں ہوتے گو حرکت کے وقت قلقلہ ظاہر نہ ہو جیساکہ دونوں حروف غنہ یعنی نون اور میم حرکت کی حالت میں غنہ سے خالی نہیں ہوتے اگرچہ غنہ ظاہر نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ قلقلہ کے تین درجے

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۵ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(را) میں صفت تکرار کی ہے مگر اس سے جہاں تک ممکن ہو احتراز کرنا چاہیئے (ش) میں صفت تفشی ہے یعنی منہ میں صوت پھیلتی ہے اور (ض) میں صفت استطالہ ہے اور (ص ز س) حروف صفیرہ کہلاتے ہیں۔ (ن م) میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ ناک میں آواز جاتی ہے اور کسی حرف میں یہ صفت نہیں ہے اور ان صفات متضادہ سے چار صفتیں یعنی جہر شدت استعلاء اطباق قویہ ہیں باقی ضعیف ہیں اور صفات غیر متضادہ سب قویہ ہیں تو ہر حرف میں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہیں اور یہ حروف قلقلہ بعض بعض سے زیادہ شدید ہیں اور سب سے زیادہ قوی قاف ہے بالاتفاق بسبب اس کی گرفت کی سختی اور اس کے استعلا کے انتہی، پس جملہ عبارتوں کا خلاصہ یہی ہوا کہ قاف میں صفت قلقلہ نسبتاً دوسرے حرفوں کے اقوی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بقیہ حروف میں یہ صفت معدوم ہے ورنہ بعض خرابیاں پیدا ہوتی ہیں (۱) تجوید کی معتبر کتابوں میں صفت قلقلہ کو صفات لازمہ کے سلسلہ میں بیان کیا ہے۔ اور صفت لازمہ کے انفکاک سے موصوف کا ناقص ادا ہونا مسلّم ہے پس انعدام صفت قلقلہ سے حروف قلقلہ کی ادائیگی کامل طور پر کس طرح ہوسکتی ہے۔ (۲) کلمات احطت بسطت فرطت وغیرہ میں سب کے نزدیک ادغام ناقص ثابت ہے بالفرض اگر طا میں صفت قلقلہ کا انعدام صحیح اور جائز رکھا جائے تو پھر اظہار اور ادغام میں کوئی فرق مابہ الامتیاز باقی نہیں رہتا اور نہ ثبوت ادغام کے لئے کوئی دلیل پائی جاتی ہے واللہ اعلم ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) لے تکرار کے لغوی معنی اعادۃ الشیئ مرۃ او اکثر (یعنی کسی شئے کا مکرر سہ کرر ہونا) اور اصطلاحی معنی مشابہت تکرار کے ہیں مطلب یہ کہ را کی ادائیگی میں کچھ مشابہت تکرار ہونا چاہیئے یہ صفت ادائی اور لازمی ہے ورنہ بجائے (را) کے دائے مفخمہ ہو جاوے گا جیسا کہ بعض لوگوں کا تلفظ مشاہد ہے اور چونکہ تکرار حقیقی کی بھی صلاحیت را میں پائی جاتی ہے اس لئے اس سے احتراز ضروری ہے ورنہ بجائے ایک را کے دو اور بجائے دو کے چار ہو جائیں گے خصوصاً را مشدد میں اس کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیئے جیسا کہ مرعشی میں ہے لیس معنی اخفاء تکریرہ اعدام تکریرہ بالکلیۃ باعدام ارتعاد راس اللسان بالکلیۃ لان ذالك لا یمکن الا بالمبالغۃ فی لصق راس اللسان باللثۃ بحیث ینحصر الصوت بینهما بالکلیۃ کما فی الطاء المهملۃ وذالك خطأ لا یجوز ترجمہ (را کی تکریر کو پوشیدہ کرنے کے معنی یہ نہیں کہ زبان کے سرے کی کپکپی کو مٹا کر اس کی تکریر کو بالکل مٹا دیا جائے۔ اس لئے کہ یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ جب زبان کے سرے کو مسوڑھے کے ساتھ چمٹانے میں اتنا مبالغہ کیا جائے کہ آواز ان دونوں کے درمیان بالکل رُک جائے جیسا کہ طا میں ہوتا ہے اور یہ غلطی ہے جو جائز نہیں) اور نہایت القول المفید ص۵ میں ہے قال سیبویہ اذا تکلمت بالراء خرجت کانها مضاعفۃ وذلك لما فیها من التکریر الذی انفردت بہ دون سائر الحروف وقد توهم بعض الناس ان حقیقۃ التکریر ترعید اللسان بها المرۃ بعد المرۃ فاظهر ذالك تشدیدها کما یفعلہ بعض الاندلسیین والصواب التحفظ من ذالك باخفاء تکریرها کما هو مذهب المحققین وقد یبالغ قوم فی اخفاء تکریرها مشددۃ فیاتی بها منحصرۃ شبیهۃ بالطاء و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جتنی صفتیں قوت کی ہوں گی اتنا ہی حرف قوی ہوگا۔ اور جتنی صفتیں ضعف کی ہوں گی اتنا ہی حرف ضعیف ہوگا۔

اقوی حروف	قوی حروف	متوسط حروف	ضعیف حروف	اضعف حروف
ط ض ظ ق	ج د ص غ ر ب	ز ت خ ذ ع ک ا ء	س ش ل و ی	ث ح ن م ف ہ

(فائدہ) ہمزہ میں شدت اور جہر کی وجہ سے کسی قدر سختی ہے مگر نہ اس قدر کہ ناف ہل جائے ناف سے حروف کو کچھ علاقہ ہی نہیں (فائدہ) (ف ہ) یہ دونوں حرف اضعف الحروف ہیں۔ نہایت ہی نرمی سے ادا ہونا چاہیئے (فائدہ) حرف (ع ح) کے ادا کرتے وقت گلا نہ گھونٹا جائے بلکہ وسط حلق سے نہایت لطافت سے بلا تکلف نکالنا چاہیئے

(حاشیہ صفحہ ۱۵) ذالک خطائٌ لایجوز لان ذالک یوؤی الی ان یکون الراء من الحروف الشدید مع انہ من الحروف البینیۃ فینبغی للقاری عند النطق بھا ان یلصق ظھر لسانہ با علی حنکہ لصقا محکما مرۃ واحدۃ بحیث لا یرتعد لانہ متی ارتعد حدث من کل مرۃ راء فاذا نطق بھا مشددۃ وجب علیہ التحفظ من تکریرھا و تادینھا برفق من غیر مبالغۃ فی الحصر نحو قولہ الرحمٰن الرحیم الخ ترجمہ (سیبویہ نے کہا جب تم را کا تلفظ کرو گے تو گویا وہ دوہری ہوکر نکلے گی اس لئے کہ اس میں وہ تکرار پائی جاتی ہے کہ جس کے ساتھ باقی حروف کے علاوہ وہی مخصوص ہے بعض لوگوں نے وہم کیا ہے کہ تکریر کی حقیقت زبان کو بار بار کپکپانا ہے اور راس نے اس کی تشدید کے وقت اس بات کو ظاہر کیا جیسا کہ بعض اندلسی کرتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ تکرار کو پوشیدہ رکھ کر اس سے بچا جائے کہ محققین کا مذہب ہے اور بعض لوگ تشدید کی حالت میں اس کی تکریر کے چھپانے میں مبالغہ کرتے ہیں اور راس کو رکا ہوا نکالتے ہیں۔ طاء کے مشابہ اور یہ غلطی ہے جو جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ راء حروف شدیدہ میں سے ہو جائے گی باوجودیکہ حروف بینیہ یعنی متوسط میں سے ہے اس لئے قاری کو مناسب ہے کہ اس کے تلفظ کے وقت اپنی زبان کی پشت کو تالو کے اعلیٰ حصہ سے ایکبار مضبوط چمٹائے اس طرح کہ لرزے نہیں۔ اس لئے کہ اگر زبان لرزے گی تو ہر مرتبہ ایک را پیدا ہوگی اور جب اس کو مشدد تلفظ کرے تو واجب ہے اس کی تکریر سے بچنا اور اس کو نرمی کے ساتھ بلا حصر میں مبالغہ کئے ہوئے ادا کرے جیسا الرحمٰن الرحیم الخ پس ان اقوال سے واضح ہوگیا کہ نفس مشابہت تکرار صفت لازمہ اور ادائی ہے وہ ادا ہونا چاہیئے اور اعتراض کا حکم حقیقی تکرار سے ہے جو غیر ادائی ہے اس سے بچنا لازمی ہے۔ ۲ جس کو غنہ کہتے ہیں اور غنہ کی تعریف یہ ہے ھی صوت | غن شبیہ بصوت الغزال اذا ضاع ولدھا یعنی غنہ ایک بھنبھناہٹ والی آواز ہے جو مشابہ ہے ہرنی کی اس آواز سے جب وہ اپنے بچے کے گم ہو جانے پر بولتی ہے

(حاشیہ صفحہ ہذا) لے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے ضعیف اور نرم ادا کرنے میں اتنا مبالغہ کیا جائے کہ (ف) مثل واؤ کے اور (ہ) مثل ہمزہ مسہلہ کے ہو جائے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا تلفظ مشاہدہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل ہر حرف کی صفات لازمہ[1] کے بیان میں

نمبر شمار	اشکال حروف	اسمائے صفات لازمہ	نمبر شمار	اشکال حروف	اسمائے صفات لازمہ
۱	ا	مجہور رخو مستفل منفتح مدہ مفخم یا مرقق	۱۶	ط	مجہور شدید مستعلی مطبق مقلقل مفخم
۲	ب	مجہور شدید مستفل منفتح قلقلہ	۱۷	ظ	مجہور رخو مستعلی مطبق مفخم
۳	ت	مہموس شدید مستفل منفتح	۱۸	ع	مجہور متوسط مستفل منفتح
۴	ث	مہموس رخو مستفل منفتح	۱۹	غ	مجہور رخو مستعلی منفتح
۵	ج	مجہور شدید مستفل منفتح قلقلہ	۲۰	ف	مہموس رخو مستفل منفتح
۶	ح	مہموس رخو مستفل منفتح	۲۱	ق	مجہور شدید مستعلی منفتح قلقلہ مفخم
۷	خ	مہموس رخو مستعلیہ منفتح	۲۲	ک	مہموس شدید مستفل منفتح
۸	د	مجہور شدید مستفل منفتح مقلقل	۲۳	ل	مجہور متوسط مستفل منفتح مرقق یا مفخم
۹	ذ	مجہور رخو مستفل منفتح	۲۴	م	مجہور متوسط مستفل منفتح غنہ
۱۰	ر	مجہور متوسط مستفل منفتح تکرار مفخم یا مرقق	۲۵	ن	مجہور متوسط مستفل منفتح غنہ
۱۱	ز	مجہور رخو مستفل منفتح صفیر	۲۶	و	مجہور رخو مستفل منفتح
۱۲	س	مہموس رخو مستفل منفتح صفیر	۲۷	ہ	مہموس رخو مستفل منفتح
۱۳	ش	مہموس رخو مستفل منفتح تفشی	۲۸	ء	مجہور شدید مستفل منفتح
۱۴	ص	مہموس رخو مستعلی مطبق صفیر مفخم	۲۹	ی	مجہور رخو مستفل منفتح
۱۵	ض	مجہور رخو مستعلی مطبق مستطیل مفخم			

[1] نقشہ ہذا میں جو بعض حروف کے صفات کے سلسلہ میں مفخم یا مرقق لکھا ہے اس ترقیق یا تفخیم کو صفات لازمہ سے نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ استعلاء کو تفخیم اور استفال کو ترقیق عارض ہو جاتی ہے مگر چونکہ للاکثر حکم الکل سوائے ترقیق اور تفخیم کے بقیہ تمام صفات لازمہ ہی ہیں اس وجہ سے شرحی میں صفات لازمہ ہی لکھ دینے پر اکتفا کیا گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں فصل صفات ممیزہ کے بیان میں

حروف اگر صفات لازمہ میں مشترک ہوں تو مخرج سے ممتاز ہوتے ہیں اگر مخرج میں متحد ہوں تو صفت لازمہ منفردہ[1] سے ممتاز ہوتے ہیں جن حرفوں میں تمائز بالمخرج ہے ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں البتہ حروف متحد فی المخرج کے بیان کرنے کی ضرورت ہے (ا و ء ہ) میں الف ممتاز ہے مدیت میں اور (ء) ممتاز ہے (ہ) سے جہر اور شدت میں باقی صفات میں یہ دونوں متحد ہیں۔ (ع ح) ح میں ہمس اور رخاوت ہے (ع) میں جہر و توسط باقی میں اتحاد (غ خ) غ میں جہر ہے باقی میں اتحاد (ج ش ی) ج میں شدت ہے (ش) میں ہمس و تفشی ہے باقی استفال اور انفتاح میں تینوں مشترک ہیں اور جہر میں (ج ی) اور رخاوت میں (ش ی) (ط د ت) شدت میں اشتراک اور (ط د) جہر میں بھی مشترک ہیں اور (ت د) استفال و انفتاح میں مشترک ہیں۔ اور (ط) میں اطباق استعلا ہے اور (ت) میں ہمس ہے (ظ ذ ث) رخاوت میں اشتراک ہے اور (ظ ذ) جہر میں اور (ذ ث) میں صفت ممیزہ جہر ہمس ہے (ص ز س) رخاوت صفیر میں مشترک اور (ص س) ہمس میں اور (ز س) استفال انفتاح میں مشترک ہیں اور (ص) میں صفت ممیزہ استعلا اطباق اور (ز س) میں جہر ہمس ہے (ل ن ر) جہر توسط استفال انفتاح میں مشترک ہیں اور (ل ر) انحراف[2] میں مشترک ہیں اور ان میں تمائز مخرج سے ہے اسی واسطے سیبویہ اور خلیل نے ان کا مخرج الگ ترتیب وار رکھا ہے اور فراء نے قرب کا لحاظ کر کے ایک مخرج بیان کیا ہے دُوسرے یہ کہ (ن) میں غنہ ہے اور (ر) میں تکرار (و ب م) جہر استفال انفتاح میں مشترک اور (و) کے ادا کرتے وقت شفتین میں کسی قدر انفتاح رہتا ہے اس وجہ سے اپنے مجانسوں سے ممتاز ہو جاتا ہے گویا اس میں بھی تمایز بالمخرج ہے اور (ب) میں شدت اور قلقلہ اور (م) میں توسط اور غنہ ممیزہ ہے اور (ض ظ) میں جہر رخاوت استعلاء اطباق ہے اور (ض) میں استطالہ ہے اور ممیز مخرج ہے مگر اشتراک صفات ذاتیہ کی وجہ سے فرق کرنا اور ایک کو دُوسرے سے ممتاز کرنا ماہرین کا کام ہے اور ماہر کے فرق کو بھی ماہر ہی خوب سمجھتا ہے[3]۔

---

[1] اس جگہ منفردہ متضادہ کے مقابل مراد نہیں بلکہ اس کا انفراد اس حیثیت سے ہے کہ اپنے مجانس متحد المخرج میں نہ پائی جائے صرف تنہا اسی حرف میں ہو مثلاً ع ح متحد المخرج ہیں ایک میں صفت ممیزہ ہمس ہے اور دُوسرے میں جہر ۱۲ [2] صفات منفردہ میں ایک صفت انحراف بھی ہے جس کے لغوی معنی میل اور عدول کے ہیں اور اصطلاحی معنے لوٹنے اور پھرنے کے ہیں یہ صفت (ل ر) کی ہے مطلب یہ ہے کہ لام کی ادائیگی میں زبان کا کنارہ را کی طرف آگے بڑھتا ہے اور را کی ادائیگی میں کچھ لام اور کچھ پشت کی طرف مائل ہوتا ہے ۱۲
(باقی حاشیہ صفحہ ۱۹ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے فائدہ:۔ حرفِ ضاد ضعیف کو ابن الحاجب نے جو کہ امام شاطبی کے شاگرد ہیں شافیہ میں حروف مستہجنہ سے لکھا ہے اور امام رضی اس کی شرح میں لکھتے ہیں قال السیرافی انہا فی لغۃ قوم لیس فی لغتھم ضاد فاذا احتاجوا الی التکلم بہا فی العربیۃ اعتاصت علیہم فربما اخرجوھا ظاء لاخراجہم ایاھا من طرف اللسان و اطراف الثنایا و ربما تکلفوا فی اخراجہا من مخرج الضاد فلم یتأت لہم فخرجت بین الضاد والظاء ترجمہ:۔ سیرافی نے کہا کہ یہ بات اس قوم کی زبان میں ہے جن کی زبان میں ضاد نہیں جب انہیں عربی زبان میں ضاد کے تلفظ کی ضرورت پڑی تو ان کو اس کا تلفظ دشوار معلوم ہوا اس لئے وہ اس کو ظاء پڑھتے ہیں اس لئے کہ زبان کے کنارے اور اگلے دانتوں کے کنارے سے نکالتے ہیں اور کبھی اس کو مخرج ضاد سے نکالنے کا تکلف کرتے ہیں۔ مگر ان سے بن نہیں پڑتا اس لئے ضاد اور ظاء کے درمیان نکلتا ہے (شافیہ اور اس کی شرح سے بعض متاخرین نیز روافض و غیر مقلدین کی تردید ہو گئی جو کہ قائل ہیں کہ ضاد و ظاء میں اشتراک صفات ذاتیہ کی وجہ سے حرف ضاد مثل ظاء کے مسموع ہوتا ہے بلکہ ان میں فرق کرنا نہایت دشوار ہے۔ لہٰذا اگر ضاد کی جگہ ظاء پڑھی جائے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ اشتراک کو تشابہ لازم نہیں اس واسطے کہ جیم و دال بھی جمیع صفات میں مشترک ہیں مگر تخالف مخرج کی وجہ سے دونوں کی صوت میں بالکل تباین ہے اصلاً تشابہ نہیں اور ضاد ظاء میں تخالف مخرج موجود ہے مگر چونکہ مخرج ضاد کا اکثر حافۂ لسان مع کل اضراس اور مخرج ظاء کا طرف لسان مع طرف ثنایا علیا ہے اور پھر ان دونوں حرفوں میں استعلاء اطباق ہے اس وجہ سے ان میں تقارب ہو گیا پھر صفت رخاوت کی وجہ سے ان میں تشابہ صوتی پیدا ہو گیا یہ وجہ ہے تشابہ کی بخلاف جیم و دال کے کہ ان میں یہ وجوہ نہیں اب تشابہ ضاد ظاء میں ثابت ہو گیا مگر ایسا تشابہ کہ حرف ضاد قریب حرف ظاء مسموع ہو اس طرح کا تشابہ ممنوع ہے اسی کو ابن حاجب اور رضی نے مستہجن لکھا ہے کیونکہ باعث تشابہ صفت رخوت ہے اور یہ صفت ضاد میں بہ نسبت ظاء کے ضعیف ہو گئی ہے اس واسطے کہ ضاد میں صفت اطباق کی بہ نسبت ظاء کے قوی ہے اور لامحالہ جتنی صفت اطباق قوی ہو گی۔ اتنی ہی صفت رخاوت میں ضعف پیدا ہو گا۔ کیونکہ الصاق محکم منافی رخاوت ہے، دوسری وجہ ضعف رخاوت یہ ہے کہ ضاد کا مخرج مجری صوت ہوا سے ایک کنارے واقع ہوا ہے بخلاف مخرج ظاء کے کہ وہ محاذات میں واقع ہے اسی وجہ سے ظاء میں رخاوت قوی ہے اور جب رخاوت قوی ہو گی تو لامحالہ اطباق ضعیف ہو گا۔ ماحصل یہ کہ جب ضاد کو اپنے مخرج سے مع جمیع صفات ادا کیا جائے گا تو اس وقت اس کی صوت اہل عرب کے ضاد کی صوت سے جو آج کل مروج ہے بہت مشابہ ہو گی اور ظاء کے ساتھ بھی تشابہ ہو گا مگر کم درجہ میں اس واسطے کہ ضاد میں اطباق و تفخیم بہ نسبت ظاء کے زیادہ ہے کیونکہ رخاوت ظاء کی بہ نسبت ضاد کے قوی ہے اور رخاوت و اطباق میں تقابل ہے ایک قوی ہو گی تو دوسری ضعیف ہو گی اب اگر ضاد میں صفت رخاوت زیادہ ہو جائے گی تو اشبہ بظاء ہو جائیگا۔ اور اسی کو صاحب شافیہ اور رضی نے مستہجن لکھا ہے اور اگر اطباق قوی ادا کیا جاوے گا مع رخاوت کے تو اشبہ بضاد مروج بین العرب ادا ہو گا اور کسی قدر ظاء کے ساتھ بھی مشابہ ہو گا بعض کتب تفسیر و تجوید میں جو ضاد و ظاء کو متشابہ الصوت لکھا ہے اس سے یہی مراد ہے نہ یہ کہ ظاء مسموع ہو اب تعارض بھی نہیں رہا۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ بعض قراء عجم اہل عرب کو کہتے ہیں کہ ضاد کی جگہ دال مفخم پڑھتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ دال مفخم کوئی حرف ہی نہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دُوسرا

پہلی فصل تفخیم اور ترقیق کے بیان میں

حروف مستعلیہ ہمیشہ ہر حالؔ میں پُر پڑھے جائیں گے اور حروف مستفلہ سب باریک پڑھے جاتے ہیں مگر (الف)[۲] اور (اَللّٰہ) کا لامؔ اور (ر) کہیں باریک کہیں پُر ہوتے ہیں الف کے پہلے پُر حرف ہوگا تو الف بھی پُر ہوگا اور اس کے پہلے کا حرف باریک ہوگا تو الف بھی باریک ہوگا اور (اللہ) کے لام کے پہلے زبر یا پیش ہو تو پُر ہوگا۔ مثل (وَاللّٰہُ۔ اَللّٰہُ۔ رَفَعَہُ اللّٰہُ) اگر اس کے پہلے زیر ہو تو باریک ہوگا مثل بِاللّٰہِ (ر) متحرک ہوگی یا ساکن اگر متحرک ہو تو فتحہ اور ضمہ کی حالت میں پُر ہوگی اور کسرہ کی حالت میں باریک ہوگی مثل (رَعْدٌ رُزِقُوا رِزْقًا) اور اگر (ر) ساکن ہے تو اس کے ماقبل متحرک ہوگا۔ یا ساکن اگر ماقبل متحرک ہے تو فتحہ اور ضمہ کی حالت میں پُر ہوگی اور کسرہ کی حالت میں باریک ہوگی۔ مثل (یُرْزَقُوْنَ بَرْقٌ شِرْعَۃً) مگر جب (ر) ساکن کے ماقبل کسرہ دوسرے کلمہ میں ہو مثل (رَبِّ ارْجِعُوْنِ) یا کسرہ عارضی مثل (اِرْتَابُوْا اِنِ ارْتَبْتُمْ یا (م) ساکن کے بعد حرف استعلاء کا اسی کلمہ میں ہو جس کلمہ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹) اس واسطے کہ دال کی صفت ذاتی استفال انفتاح اور مخرج طرف لسان اور جڑ ثنایا علیا ہے۔ اور اہل عرب ضاد کو اپنے مخرج مع استعلاء و اطباق سے عموماً ادا کرتے ہیں۔ اور ایک حرف دوسرے مخرج مباین سے ادا ہی نہیں ہوتا اور جب صفات ذاتیہ بھی بدل گئیں تو دال اسے نہیں کہہ سکتے اصل میں وہ ضاد ہے مگر ضعف رخاوت جو قلت اور ضعف کے ساتھ اس میں پائی جاتی تھی وہ اکثر عرب سے شاید ادا نہ ہوتی ہو۔ غایت ما فی الباب یہ لحن خفی ہوگا اور ظاء خالص پڑھنا اور دال خالص یا دال کو اپنے مخرج سے پُر کرکے پڑھنا یہ لحن جلی ہے۔ کیونکہ پہلی صورت میں صرف ایک صفت جو کہ نہایت کمزور درجہ میں تھی اس کا ابدال یا انعدام ہوا ہے باقی صورتوں میں ابدال حرف بحرف آخر لازم آتا ہے واللہ اعلم بالصواب منہ عفی عنہ مؤلف کے زمانۂ قیام عرب کو تقریباً پچاس سال گذر چکے اس وقت اہل عرب کا تلفظ اعتدال کے درجہ میں تھا لیکن آج کل اختلاط عجم سے بڑا انقلاب اور تغیر عام تلفظ میں ہوگیا ہے جیسا کہ تجربہ شاہد ہے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] خواہ ساکن ہوں یا متحرک گو اختلاف حرکات سے یا بحالت سکون اختلاف حرکات ماقبل سے تفخیم میں کمی زیادتی ہو لیکن نفس تفخیم ہر حالت میں ہوگی۔ ۱۲۔ [۲] ترقیق اور تفخیم میں الف کا ماقبل کے تابع ہونا سب کے نزدیک متفق علیہ ہے اور یائے مدہ کا باریک ہونا بھی عام اس سے کہ اس کے ماقبل مفخم حرف ہو یا مرقق سب کے نزدیک مسلم ہے رہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ر) ہے تو یہ (ر) باریک نہ ہوگی بلکہ پُر ہوگی مثل (قِرْطَاسٍ فِرْقَةٌ) اور (فِرْقٍ) میں خلف[1] ہے اور اگر (ر) موقوفہ بالاسکان یا بالاشمام کے ماقبل سوائے (ی) کے اور کوئی حرف ساکن ہو تو اس کا ماقبل دیکھا جائے گا۔ اگر مفتوح یا مضموم ہے تو (ر) پُر ہوگی مثل (فَنْدُ) (امُوْرُ) اور اگر مکسور ہے تو (ر) باریک ہوگی مثل (حِجْرٌ) کے اگر ساکن (ی) ہو تو باریک ہوگی جیسے (خَیْرٌ ضَیْرٌ خَبِیْرٌ قَدِیْرٌ) (ر) ممالہ یعنی موقوفہ بالروم اپنی حرکت کے موافق پڑھی جائے گی اور (را) ممالہ باریک ہی پڑھی جاوے گی مثل (مجْرٖیھَا) فائدہ (ر) مشدد حکم میں ایک راء کے ہوتی ہے جیسی حرکت ہوگی اُسی کے موافق پڑھی جاوے گی پہلی دُوسری کے تابع ہوگی فائدہ حروف مفخمہ میں تفخیم ایسی افراط سے نہ کی جائے کہ وہ حرف مشدد سُنائی دے یا کسرہ مشابہ فتحہ کے یا فتحہ مشابہ ضمہ کے یا مفخم حرف کے بعد الف ہے تو وہ (واؤ) کی طرح ہو جاوے تفخیم میں مراتب ہیں حرف مفخم مفتوح جس کے بعد الف ہو تو اس کی تفخیم اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے مثل (طَالَ) اس کے بعد مفتوح جو الف کے قبل نہ ہو مثل (اِنْطَلِقُوْا) اس کے بعد مضموم مثل (محیط) اس کے بعد مکسور مثل (ظِلٍّ قِرْطَاسٍ) اور ساکن مفخم ماقبل کی حرکت کے تابع ہے مثل (یَقْطَعُوْنَ یُرْزَقُوْنَ مِرْصَادًا) اب معلوم ہُوا کہ حرف مفخم کے فتحہ کو مانند ضمہ کے اور اس کے مابعد کے الف کو مانند (واؤ) کے پڑھنا بالکل خلاف اصل ہے ایسا ہی حرف مرقق کے فتحہ کو اس قدر مرقق کرنا کہ مانند امالہ صغریٰ کے ہو جاوے یہ خلاف قاعدہ ہے یہ افراط و تفریط کلام عرب میں نہیں اہل عجم کا طریقہ ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) (واؤ) مدہ اس کی تفخیم کے متعلق جب کہ اس کے ماقبل مفخم حرف ہو اکثر کتب تجوید میں کوئی صراحت نہیں ملتی لیکن علامہ مرعشی نے اپنے رسالہ جہد المقل مطبوعہ علیگڈھ ص۳۰ میں (واؤ) مدہ کی تفخیم کے بارہ میں اپنی رائے کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے۔ ولعل الحق ان الواو المدیۃ تفخم بعد الحرف المفخم لیکن ساتھ ہی اس کے اس کی شرح میں اس کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ کتب تجوید میں اس کا کوئی ذکر صراحتہً یا اشارۃً باوجود تلاش کے نہیں ملا چنانچہ لکھتے ہیں وقد رجوت ان یوجد التصریح بذلک او الاشارۃ الیہ فی کتب ھذا الفن لکن اعیانی الطلب فمن وجدہ فلیکتبہ ھنا چونکہ تفخیم (واؤ) مدہ بعد حرف مفخم جمہور کے مسلک کے خلاف تھی اسی لئے مؤلف رسالہ ہذا نے بھی اس موقعہ پر اس کا ذکر قابل اعتنا نہیں سمجھا۔ واللہ اعلم ورنہ ان تینوں حرفوں کے ساتھ (واؤ) مدہ کی تفخیم کا بھی ذکر فرماتے ۱۲ [2] لام اسم الجلالہ اور لام تعریف دونوں پر پڑھے جائیں گے۔ کیونکہ لام حروف شمسیہ میں سے ہے جن میں لام تعریف ادغام کیا جاتا ہے۔ لام تعریف کا باریک پڑھا جانا ادغام تام کے منافی ہے اور مثلین میں ادغام تام ہی ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس لفظ میں را کا پُر پڑھنا تو قاعدے کے مطابق ظاہر ہے لیکن قاف کے مکسور ہونے کی وجہ سے بعض کے نزدیک باریک پڑھنا بھی صحیح ہے جیسا کہ جزری میں ہے والخلف فی فرق لکسر یوجد ترجمہ۔ اور خلف پایا جاتا ہے فرق میں بسبب کسرہ کے ۱۲ [2] اشمام کے معنی احکام وقف میں آئیں گے۔

(باقی حاشیہ صفحہ ۲۲ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُوسری فصل نون ساکن اور تنوین کے بیان میں

نون[1] ساکن اور تنوین[2] کے چار حال ہیں، اظہار[3]، ادغام[4]، قلب[5]، اخفاء[6]۔ حرف حلقی نون ساکن اور تنوین کے بعد آئے تو اظہار ہوگا مثل (ینعق عذاب الیم) اور جب نون ساکن اور تنوین کے بعد (یرملون) کے حروف سے کوئی حرف آئے تو ادغام ہوگا۔ مگر (لام) (را) میں ادغام بلا غنہ ہوگا اور ادغام بالغنہ بھی نون ساکن اور تنوین میں ثابت ہے۔ مگر نون ساکن میں یہ شرط ہے کہ مقطوع یعنی مرسوم ہو اور اگر موصول ہے یعنی مرسوم نہیں ہے تو غنہ جائز نہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱) ؎ جس راء میں روم کیا جاوے روم کے معنے حرکت کا نہایت خفی آواز سے ادا کرنا ۱۲ ؎ یعنی جس راء میں امالہ کیا جاوے امالہ کے معنے الف کا مائل کرنا یاء کی طرف جس کی وجہ سے فتحہ ماقبل الف کا کسرہ کی جانب میلان لازمی ہے یا صرف فتحہ کا کسرہ کی طرف مائل کرنا ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا) ؎ جس نون پر کوئی حرکت نہ ہو اس کو نون ساکن کہتے ہیں مثلاً منکم اور ان کنتم ۱۲ ؎ تنوین کی تعریف نہایت القول المفید ص۱۰۹ میں ہے واما التنوین فھو نون ساکنۃ زائدۃ تلحق آخر الاسم تثبت لفظاً ووصلاً وتسقط خطاً ووقفاً یعنی تنوین ایک نون ساکنہ زائدہ ہے جو اسم کے آخر میں آتا ہے اور بحالت وصل تلفظ میں ثابت رہتا ہے لیکن رسم خط میں ساقط ہوتا ہے اسی طرح بحالت وقف بھی تلفظ سے ساقط کر دیا جاتا ہے ۱۲ ؎ (تعریف اظہار) حرف کو اس کے مخرج سے معہ اس کی صفات لازمہ کے ادا کرنا بغیر کسی تغیر و تبدل کے یعنی اس کے مخرج یا صفت میں کسی قسم کا تصرف نہ کیا جائے ۱۲ ؎ تعریف ادغام کسی ساکن حرف کو کسی متحرک حرف میں اس طرح پر ملانا کہ وہ دونوں ایک حرف مشدد بن جائیں اور ایک ہی تلفظ سے دونوں حرف ادا ہو جائیں پہلے حرف کو مدغم اور دُوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں ادغام ہمیشہ ایسے دو حرفوں میں کیا جاتا ہے جو متحد المخرج یا قریب المخرج ہوتے ہیں جن کا تکرار تلفظ زبان عرب میں ثقیل سمجھا جاتا ہے ادغام سے یہ ثقالت جاتی رہتی ہے پس معلوم ہو گیا کہ ادغام کی حالت میں در صورت عدم اتحاد مخرج وصفت مدغم کے مخرج اور صفت دونوں میں بوقت ادغام تام یہ تصرف و تغیر کیا جاتا ہے کہ اس کو مدغم فیہ کے مخرج وصفت سے بدل دیتے ہیں اور بوقت ادغام ناقص در صورت اختلاف مخرج مدغم کے مخرج میں تغیر کیا جاتا ہے۔ اب واضح ہو گیا کہ ایسے دو حرفوں کا تلفظ جو آپس میں بعید المخرج ہوں کلام عرب میں ثقیل نہیں مانا گیا۔ اسی وجہ سے اظہار کی حالت میں پہلے حرف کے مخرج اور صفت میں کسی قسم کے تصرف اور تغیر کی ضرورت نہیں پڑتی ۱۲ ؎ قلب اور اقلاب کے معنی بدلنا ہے نون کو خاص میم ہی سے بدلنے کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں حرفوں میں بجز اختلاف مخرج اور تمام صفات میں اتحاد ہے خصوصاً صفت غنہ میں کہ یہ صفت اور کسی حرف میں نہیں پائی جاتی۔ ۱۲ ؎ اخفاء کے لغوی معنی ستر کے ہیں اور اصطلاح قراء میں الاخفاء حالۃ بین الاظھار والادغام یعنی اظہار اور ادغام کے درمیانی حالت کو اخفاء

(باقی حاشیہ صفحہ ۲۳ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی حروف میں بالغنہ ہوگا۔ مثل (من یقول من وال ھدی للمتقین من ربھم) چار لفظ یعنی (دنیا قنوان بنیان صنوان) ان میں ادغام نہ ہوگا۔ اظہار ہوگا۔ اور جب نون ساکن اور تنوین کے بعد (ب) آوے تو نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر اخفاء مع الغنہ کریں گے مثل (من بعد صم بکم) باقی پندرہ حرفوں میں اخفا مع الغنہ ہوگا مثل (تنفقون انداداً) وغیرہ کے۔

تیسری فصل میم ساکن کے بیان میں

میم ساکن کے تین حال ہیں (ادغام، اخفاء، اظہار) میم ساکن کے بعد دوسری میم آئے تو ادغام ہوگا مثل (ام من) اور اگر میم ساکن کے بعد (ب) آوے تو اخفاء ہوگا اور اظہار بھی جائز ہے بشرطیکہ میم منقلب نون ساکن اور تنوین سے نہ ہو مثل (وما ھم بمؤمنین) باقی حروف میں اظہار ہوگا مثل (علیھم ولا الضالین وکیدھم فی تضلیل)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲) کہتے ہیں ادغام کی تعریف کے ذیل میں یہ بات معلوم ہو چکی کہ مطلقاً ادغام کا سبب مخارج کا اتحاد یا قرب ہوتا ہے اسی سے اظہار بھی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ اظہار کا سبب بُعد مخرج ہے اب کچھ ایسے حرف بھی بچے جن کے مخارج کو نون کے مخرج سے نہ اتنا قرب ہے جو ادغام کو مقتضی ہو نہ اتنا بُعد ہے جو اظہار کو مقتضی ہو لہذا جب نون ساکن یا تنوین کا اتصال ایسے حروف سے ہو تو توسط قرب و بُعد مخارج کا لحاظ کرتے ہوئے اخفاء جو اظہار اور ادغام کے درمیان حالت تھی اختیار کی گئی پس نون مخفی کے صحیح ادا کرنے کا طریقہ مضمون بالا سے بخوبی واضح ہو گیا کہ نون مخفی کی ادائیگی میں کنارہ زبان کو اوپر کے تالو سے نہ ایسا اعتماد ہو جیسا کہ نون مظہرہ کی ادائیگی میں ہوتا ہے ورنہ اظہار کی تعریف صادق آئے گی۔ اور نہ مثل نون مدغمہ کے مابعد والے حرف میں ملا کر ادا کیا جائے ورنہ ادغام کی صورت ہو جائے گی بلکہ کنارہ زبان کو تالو سے نہایت ضعیف اعتماد اور لگاؤ ہو جس کی تفصیل گذر چکی ہے ۱۲ ؎ نون ساکن کے مقطوع یعنی مرسوم ہونے کی شرط اس وجہ سے لگائی گئی ہے کہ غنہ نون کی صفت ہونے کی حیثیت سے بمنزلہ عرض کے ہے اور عرض قائم بالغیر ہوتا ہے پس وجود صفت کے لئے وجود موصوف اور عرض کے لئے وجود جوہر ضروری ہے لہذا رسم خط میں نون کا موجود ہونا ادغام بالغنہ کے لئے ضروری ہوا صرف منوی ہونا کافی نہیں ؎ نون مقطوع علے ان لا اقول ان لا تعبدوا الشیطان فان لم تفعلوا ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) ؎ ادغام سے غرض رفع ثقالت اور تخفیف فی اللفظ ہوتی ہے لیکن اسی حد تک کہ ادغام سے اور کوئی خرابی یا کسی اور شے سے التباس وغیرہ نہ ہوتا ہو کلمات مذکورہ میں چونکہ نون ساکن اور حرف واو اور یاء دونوں ایک کلمہ میں جمع ہیں اگر ادغام کیا جاوے گا تو مضاعف سے التباس کا احتمال ہو سکتا ہے اس وجہ سے اظہار ہی ہوگا۔ علامہ شاطبی نے

(باقی حاشیہ صفحہ ۲۴ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(فائدہ ۵) بوقت کا قاعدہ جو مشہور ہے یعنی میم ساکن کے بعد (ب) آوے تو اخفاء ہوگا۔ اور (ف) آوے تو اظہار اس طرح کیا جاوے کہ میم کے سکون میں حرکت کی بُو آوے یہ اظہار بالکل بے اصل ہے بلکہ میم کا سکون بالکل تام ہونا چاہیئے کہ حرکت کی ہوا بھی نہ لگے۔

چوتھی فصل حروف غنہ کے بیان میں

نون میم مشدد[1] ہوں تو غنہ ہوگا ایسے ہی نون ساکن اور تنوین کے آگے سوائے حرف حلقی اور (لام، را) کے جو حرف آئے گا غنہ ہوگا ایسے ہی میم ساکن کے بعد (ب) آوے تو اخفاء کی حالت میں غنہ ہوگا۔ غنہ کی مقدار ایک الف ہے۔

پانچویں فصل ہائے ضمیر کے بیان میں

ہائے ضمیر[2] کے ماقبل کسرہ یا (یائے) ساکنہ ہو تو ہائے ضمیر مکسور ہوگی مثل (بِہٖ دَالِیْہِ) کے مگر دو جگہ مضموم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳) اسی کو علت اظہار قرار دیا ہے۔ کما قال ۔ وعندھا اللکل اظہر بکلمۃ ۔ مخافۃ اشباہ المضاعف انثقلا

(حاشیہ صفحہ ہذا) لہ یہ تینوں حرف بھی مثل میم کے شفویہ ہیں گو (ف) کلینۃً شفویہ نہیں لیکن فی الجملہ شفت سے تعلق رکھتا ہے تو گویا ان حرفوں کو میم سے ذاتاً قرب ہوا اور صفت غنہ کے اعتبار سے بُعد اور جب میم ساکن قبل با کے واقع ہوتی ہے تو اخفاء کیا ہی جاتا ہے اسی پر قیاس کر کے بعض نے (و-ف) کے قبل بھی میم ساکن میں اخفاء کرنا شروع کر دیا جس پر علماء تجوید نے خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی اور ممانعت کی چنانچہ جزری وغیرہ میں واحذر لدی واو وفا ان تختفی بخ تو نزدیک واؤ وفا کے اخفا کرنے سے اس ممانعت کے بعد بعض لوگوں نے اجتناب عن الاخفاء کے خیال سے میم ساکن میں قلقلہ کر کے کچھ حرکت دے کر پڑھنا اختیار کیا۔ اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۱۲ [1] نون اور میم کا مشدد ہونا کبھی تو ادغام کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ ادغام کو تشدید لازم ہے مثلاً (من نشاء۔ ام من یکون) اور کبھی ان دونوں کا مشدد ہونا وضعاً ہوتا ہے کیونکہ ہر تشدید کو ادغام لازم نہیں۔ جیسے :-
انّ لکنّ جنّت جھنّم وغیرہ چونکہ ادغام کے بیان میں اس دوسری صورت کے غنہ کا ذکر صراحۃً نہیں کیا گیا تھا۔ اس وجہ سے یہاں اس کو شامل کرنا مقصود تھا۔ ۱۲ [2] عبارت میں جب کسی اسم ظاہر کو بیان کرنے کے بعد اگر پھر اس کا اعادہ ذکر مقصود ہوتا ہے تو طوالت سے بچنے اور اختصار فی الکلام کی غرض سے بجائے اسم ظاہر کے ایک ہ لاتے ہیں جس کو ہائے ضمیر اور ہائے کنایہ کہتے ہیں مثلاً ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ اور مراد اس سے خاص ضمیر مفرد مذکر غائب ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگی ایک (وما انسانیہ) سورۂ کہف میں دُوسرے (علیہُ اللہ) سورۂ فتح میں اور دو لفظ میں ساکن ہوگی ایک تو (ارجِہ) دوسرا (فالقہ) اور جب ضمیر کے ماقبل نہ کسرہ ہو نہ یائے ساکنہ تو مضموم ہوگی مثل (لہ رسولہ منہ اخاہ رآیتموہ) مگر (ویتقہِ فاولٰئک) میں مکسور ہوگی اور جب ہائے ضمیر کے ماقبل اور مابعد متحرک ہو تو ضمیر کی حرکت اشباع کے ساتھ پڑھی جاوے گی یعنی اگر ضمیر پر ضمہ ہو تو اس کے مابعد واوٴ ساکن زائد ہوگا اگر ضمیر پر کسرہ ہے تو اس کے مابعد یاء ساکنہ زائد ہوگی مثل (من ربہ والمؤمنون ورسولہ احقُّ) مگر ایک جگہ اشباع نہ ہوگا یعنی (وان تشکروا یرضہ لکم) اس کا ضمہ غیر موصولہ پڑھا جائے گا اور اگر ماقبل یا مابعد ساکن ہو تو اشباع نہ ہوگا۔ مثل (منہ ویعلمہ الکتب) مگر (فیہ مہانا) جو سورۂ فرقان میں ہے اس میں اشباع ہوگا۔

چھٹی فصل ادغام کے بیان میں

ادغام تین قسم پر ہے مثلین۔ متقاربین۔ متجانسین اگر حرف مکرر میں ادغام ہوا ہے تو ادغام مثلین کہلائیگا مثل (اذ ذھب) اور اگر ادغام ایسے دو حرفوں میں ہوا ہے جن کا مخرج ایک گنا جاتا ہے تو اس ادغام کو ادغام متجانسین کہتے ہیں مثل (وقالت طآئفۃ) اور اگر ادغام ایسے دو حرفوں میں ہوا ہے کہ وہ دو حرف نہ مثلین ہیں نہ متجانسین تو ادغام متقاربین کہلائے گا۔ مثل (الم نخلقکم) پھر ادغام متجانسین اور متقاربین دو قسم پر ہے۔ ناقص اور تام اگر پہلے حرف کو دُوسرے حرف سے بدل کر ادغام کیا ہے تو ادغام تام کہلائے گا۔ مثل (قل رّب) اور (وقالت طّآئفۃ عمّ) اور اگر پہلے حرف کی کوئی صفت باقی ہے تو ادغام ناقص ہوگا مثل (من یقول من قال) اور (بسطتّ احطتُّ) مثلین اور متجانسین کا پہلا حرف جب ساکن ہو تو ادغام واجب ہے۔ مثل

لہ ان دونوں جگہ قاعدہ کے مطابق ہائے ضمیر مکسور ہونا چاہیئے تھی لیکن چونکہ ہائے ضمیر میں ضمہ اصل ہے اس لئے یہاں اتباعاً للاصل ضمہ ہی رہا جیساکہ علامہ جعبریؒ نے ذکر کیا ہے۔۱۲ ۲ اصل اس کلمہ کی مہموز ومعتل دونوں لغتیں ہیں حفصؒ کی روایت میں معتل ہے ——— جس کی وجہ سے یائے ساکنہ حذف ہوکر ہائے ضمیر کو اس کا قائم مقام کر دیا گیا اور کلمہ فالقہ میں بھی اسی بنا پر ہائے ضمیر ساکن ہے۔۱۲ ۳ حفصؒ کی روایت میں اگرچہ بسکون قاف ہے مگر چونکہ اصل میں قاف مکسور ہے اس وجہ سے مطابق قاعدۂ کلیہ کے ہائے ضمیر مکسور ہی ہے۔۱۲ ۴ اس کی اصل یرضاہ ہے بنابر شرط الف گر گیا اس وجہ سے اصل کا لحاظ کرتے ہوئے صلہ نہیں کیا گیا۔۱۲ ۵ اس جگہ جمعاً بین اللغتین صلہ کیا گیا۔۱۲ ۶ ہائے ضمیر پہ وقف بالاسکان تو مطلقاً جمیع قراء کے نزدیک ثابت اور جائز ہے لیکن وقف بالروم اور وقف بالاشمام مختلف فیہ ہے۔ یعنی بعض کے نزدیک تو روم اور اشمام ہر حالت میں جائز ہے اور (باقی حاشیہ صفحہ ۲۶ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ان اضرب بعصاك الحجر وقالت طائفة عبدتم اذ ظلموا اذ ذهب قد تبين قد دخلوا قل رب بل رفعه) اور (يلهث ذلك يا بني اركب معنا) میں اظہار بھی ثابت ہے اور جب دو واؤ یا دو یاء جمع ہوں اور پہلا حرف مدہ ہو مثل (قالوا وهم في يوم) تو ادغام نہ ہوگا۔ ایسے ہی حرف حلقی کسی حرف غیر حلقی میں مثل (لا تزغ قلوبنا) اور اپنے مجانس میں مثل (فاصفح عنهم) مدغم نہ ہوگا اور اپنے مماثل میں مدغم ہوگا مثل بوجهه ماليه هلك) ایسے ہی لام کا ادغام (ن) میں نہ ہوگا مثل (قلنا) فائدہ لام تعریف اگر ان چودہ حروف کے قبل آوے تو اظہار ہوگا۔ اور چودہ حروف یہ ہیں (ابغ حجك وخف عقيمه) اور ان حروف کو حروف قمریہ کہتے ہیں جیسے (الان البخل الغر والحسنة بالجنود الكوثر الواقعة الخاشعين الفائزون العلي القانتين اليوم المحسنات باقی چودہ حرفوں میں ادغام کیا جائے گا جن کو حروف شمسیہ کہتے ہیں جیسے (والصافات والذاريات الثاقب الداعي التائبون الزاني السالكين الرحمن الشمس ولا الضالين الطارق الظالمين الله النجم) (فائدہ) نون ساکن اور تنوین کا ادغام (ی) اور (و) میں اور (ط) کا ادغام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵)
بعض کے نزدیک جس وقت ہائے ضمیر کے ماقبل واؤ مدہ اور یائے مدہ نہ ہوں یا ضمہ اور کسرہ نہ ہو تو اس وقت وقف بالروم اور وقف بالاشمام جائز ہے۔ مثل لن نخلفه واجتباه وهداه باقی صورتوں میں روم اور اشمام جائز نہیں جیسے ما عقلوه به فيه يرفعه اور یہی مذہب معتدل اور پسندیدہ ہے جیسا کہ علامہ شاطبی نے بیان کیا وفي الهاء للاضمار قوم ابوهما۔ ومن قبله ضم او الكسر مثلا + اوامًا هما واو وياء وبعضهم - يرى لهما في كل حال محللا۔ یعنی ہائے ضمیر میں روم اشمام کا ایک جماعت نے انکار کیا ہے جبکہ ماقبل ہائے ضمیر ضمہ یا کسرہ یا ان دونوں کی اصل یعنی واؤ اور یائے مدہ ہوں اور بعض نے مطلقاً ہر حال میں روم اور اشمام کو جائز رکھا ہے۔ ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا) لہ ایسے مواضع میں ادغام کرنے کی وجہ سے واؤ اور یاء کی مدیت جو صفت ذاتی ہے جاتی رہے گی ۔ لہ حروف حلقی کا ادغام غیر حروف حلقی میں نہ ہونا تو اس لئے ظاہر ہے کہ ادغام کے لئے اتحاد مخرج یا قرب مخرج ضروری ہے اور یہاں یہ شرط مفقود ہے (غ) حلقی ہے اور (ق) لسانی ہے۔ باعتبار اصول مخارج ہر ایک کی اصل علیحدہ ہے۔ ۱۲ لہ تتبع کرنے سے معلوم ہوا کہ حروف حلقیہ کا ادغام آپس میں اہل زبان کے نزدیک نہایت قلیل ہے صرف (ہ) کا ادغام مماثلت کی صورت میں ہوتا ہے یا صرف ایک جزیہ میں (ح) کا ادغام (ع) میں ابو عمر بصری کے یہاں ہوتا ہے۔ یعنی فزحزح عن النار میں اور (غ) کا ادغام (غ) میں بالخلف موضع ومن يبتغ غير الاسلام میں کیا جاتا ہے اور وجہ عدم ادغام کی یہ ہے کہ ادغام سے مقصود خفت فی التلفظ ہے اور حروف حلقیہ میں ادغام سے اہل زبان کے نزدیک بجائے خفت کے ثقالت آجاتی ہے۔ ۱۲ لہ اس میں اظہار بھی ثابت ہے بلکہ ارجح اظہار ہی ہے کیونکہ یہ ہائے سکتہ ہے لیکن اظہار بدون سکتہ لطیفہ کے ناممکن ہے پس اظہار کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ وصل کی حالت میں ہائے سکتہ پر سکتہ لطیفہ کیا جائے
(باقی حاشیہ صفحہ ۲۷ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ت) میں ناقص ہوگا اور (اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ) میں ادغام ناقص بھی جائز ہے مگر ادغام تام اولیٰ ہے اور (ن والقلم اور یٰس والقرآن) میں اظہار ہوگا اور ادغام[1] بھی ثابت ہے **فائدہ** (عِوَجًا قَیِّمًا) سورۂ کہف میں اور (مَنْ رَاقٍ) سورۂ قیامہ میں اور (بَلْ رَانَ) سورۂ مطففین میں اظہار ہوگا سکتہ[2] کی وجہ سے اور ایک جگہ حفصؒ کی روایت میں اور بھی سکتہ ہے یعنی (مِنْ مَّرْقَدِنَا)[3] سورۂ یٰسین میں اور چونکہ سکتہ ایک لحاظ سے حکم وقف کا رکھتا ہے اس وجہ سے (عِوَجًا) کی تنوین کو الف[4] سے بدل دیا جائے گا اور حفصؒ کی روایت میں ترک سکتہ[5] بھی ان مواضع میں ثابت ہے تو اس وقت موضع اول میں اخفاء ہوگا اور ثانیین میں ادغام ہوگا (فائدہ) مشدد حرفوں میں دیر دو حرف کی ہوتی ہے (فائدہ) جب دو حرف مثلین غیر مدغم ہوں تو ہر ایک کو خوب ظاہر کرکے پڑھنا چاہیئے مثل اَعْيُنَنَا شِرْكِكُمْ يُحْيِي دَاوٗدُ ایسا ہی متقاربین متصل ہوں یا قریب قریب ہوں اور ادغام نہ کیا جائے تو بھی خوب ہر ایک کو صاف پڑھنا چاہیئے مثل (قَدْ جَاءَ قَدْ ضَلُّوْا اِذْ تَقُوْلُ اِذْ زَيَّنَ) ایسا ہی جب دو حرف ضعیف جمع ہوں مثل (جباههم) یا قوی حرف کے قریب ضعیف حرف ہو مثل (اھدنا) یا دو حرف مفخم متصل یا قریب ہوں مثل (مضطر صلصال) یا دو حرف مشدد قریب یا متصل ہوں مثل (ذریۃ مطھرین من منی یمنی تحی یغشیہ وعلی امم ممن معک) ایسا ہی دو حرف متشابہ الصوت جمع ہوں مثل (صاد سین (ط) (ت) (ض) (ظ ذ) - ق ک) تو ہر ایک کو ممتاز کرکے پڑھنا چاہیئے اور جو صفت جس کی ہے اس کو پورے طور سے ادا کرنا چاہیئے۔ ادا کرنا چاہیے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) اگر سکتہ نہ کیا جائے گا تو لامحالہ ادغام ہی ہوگا یا ہائے سکتہ متحرک ہو جائے گی جیسا کہ نہایت القول المفید اور اتحاف سے معلوم ہوتا ہے الشرط الاول ان لا یکون اول المثلین هاء سکتۃ وهی فی قولہ تعالیٰ ماليه هلك بسورة الحاقۃ فان فیها لكل القراء ممن اثبت الهاء وجهين الاظهار والادغام والاول ارجح وكيفيته ان تقف على الهاء من ماليه وقفۃ لطيفۃ حال الوصل من غير قطع نفس لانها هاء سكت لاحظ لها فى الادغام ۱۲۔ [5] یہاں ایک تعلیل بصورت حذف عین کلمہ ہو چکی ہے اور ادغام سے لام کلمہ میں بھی تغیر کرنا پڑے گا تو گویا کلمہ واحدہ پہ توالی علال لازم آئے گا۔ یہی وجہ قل نعم میں بھی ہو سکتی ہے اور فالتقمہ الحوت میں اظہار کی وجہ یہ ہے کہ یہ فعل ہے اور ادغام کرنے سے لام تعریف کے ساتھ التباس ہوگا جس کی مصاحبت اسماء کے ساتھ مخصوص ہے ۱۲ شرح جزری ملا علی مطبوعہ مصر ملا[3] [6] وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ چاند کی روشنی ستاروں کی روشنی کو اپنے اندر جذب نہیں کرتی بخلاف آفتاب کے کہ اس کی روشنی ستاروں کی چمک اور روشنی کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ [7] بالاتفاق سب کے نزدیک ان دو حرفوں میں ادغام ناقص ہے اور نون ساکن و تنوین کا ادغام (میم) میں مختلف فیہ ہے بعض ناقص کہتے ہیں اور بعض تام لیکن نون کا ادغام نون میں اکثر کے نزدیک تام ہی ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ مثلین میں ادغام تام ہی ہو سکتا ہے مگر بعض لوگ اس طرف بھی گئے ہیں کہ ناقص ہے۔ لیکن یہ مذہب ضعیف ہے کیونکہ نقص ادغام مقتضی ہے اختلاف صفات کو اور مثلین میں اختلاف صفات نہیں ہوتا واللہ اعلم (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] بطریق طیبہ ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں فصل ہمزہ کے بیان میں

جب دو ہمزہ متحرک جمع ہوں اور دونوں قطعی[1] ہوں تو تحقیق سے یعنی خوب صاف طور سے پڑھنا چاہیئے مگر ءَا عْجَمِیٌّ) جو سورۂ (حٰمٓ سجدہ) میں ہے اس کے دُوسرے ہمزہ میں تسہیل ہو گی اور اگر پہلا ہمزہ استفہام کا ہے اور دُوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہے تو جائز ہے دُوسرے ہمزہ میں تسہیل اور ابدال مگر ابدال اولیٰ ہے اور یہ چھ جگہ ہے (آلْـٰٔنَ) سورۂ یونس میں دو جگہ (ءَآلذَّكَرَيْنِ) سورۂ انعام میں دو جگہ ہے (آللّٰهُ) دو جگہ ہے ایک سورۂ یونس میں دُوسرا سورۂ نمل میں ہے اور جب پہلا ہمزہ استفہام کا ہو اور دُوسرا ہمزہ وصلی مفتوح نہ ہو تو یہ دُوسرا ہمزہ حذف کیا جائے گا مثل (اَفْتَرٰی عَلَى اللهِ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ اَسْتَكْبَرْتَ) اور فتحہ کی حالت میں جو حذف نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں التباس انشا کا خبر کے ساتھ ہو جائے گا اور چونکہ ہمزہ وصل وسط کلام میں حذف ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اُس میں تغیر کیا جاتا ہے اسی وجہ سے ابدال اولیٰ ہے کیونکہ اس میں تغیر تام ہے بخلاف تسہیل کے اور جب دو ہمزہ جمع ہوں اور پہلا متحرک دُوسرا ساکن ہو تو واجب ہے ہمزہ ساکن کو پہلے ہمزہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷) [2] سکتہ کے لغوی معنی امتناع اور باز رہنے کے ہیں یقال سکت الرجل عن الکلام ای امتنع منہ ترجمہ:۔ کہا جاتا ہے سکوت کیا رجل نے کلام سے یعنی باز رہا کلام سے اور اصطلاح قراء میں تلاوت کو جاری رکھتے ہوئے کسی کلمہ پر بغیر سانس توڑے تھوڑی دیر کے لیئے آواز کو روک لینا اور پھر فوراً اسی سانس سے آگے پڑھنا قطع الکلمۃ من غیر تنفس بنیۃ القرأۃ سکتہ کی دو قسمیں ہیں سکتہ لفظی و سکتہ معنوی جن مواضع میں از روئے انفصال معنوی بین الکلمتین سکتہ کیا جائے اس کو سکتہ معنوی کہتے ہیں جیسا کہ ان چاروں جگہ حفصؒ کے لیئے سکتہ کیا جاتا ہے اور کبھی تقویۃ الھمز یعنی ہمزہ کو صاف اور محقق ادا کرنے کی غرض سے سکتہ کیا جاتا ہے اس کو سکتہ لفظی کہتے ہیں جیسا کہ امام حمزہ کی قراءت اور حفص کے بعض طریق میں ہے ۱۲

[3] چونکہ اس جگہ وقف لازم ہے اور سورۂ کہف میں عوجا پر بھی آیتہ ہے اس لیئے ان دونوں جگہ وقف کرنا بمقابلہ سکتہ کے زیادہ بہتر اور اَولیٰ ہے۔ ۱۲ [4] یہ شبہ نہ کیا جائے کہ عوجًا قیمًا اور مثل مرقدنا و دغیرہ کے جب کہ دونوں منصوب منون ہیں اور سکتہ حکم میں وقف کے ہے تو دونوں کی کیفیت سکتہ میں یہ فرق کیوں ہے کہ عوجًا کی تنوین سکتہ کی حالت میں الف سے بدل جاتی ہے اور مثل مرقدنا و کی تنوین سکتہ کے وقت الف سے نہیں بدلی جاتی جواب یہ ہے کہ مثل (مرقدنا و) میں اگر تنوین کو الف سے بدلیں گے تو پھر ایک اور نیا ثقل پیدا ہو جائے گا یعنی حرف مد کے بعد ہمزہ کا آنا جو ثقیل ہے اسی ثقالت کو رفع کرنے کی غرض سے مد متصل و منفصل میں زیادتی علی القصر کی جاتی ہے کہ حرف مد ضعیف اور ہمزہ قوی ہے اور جو الف کہ تنوین سے بدلا ہوا ہو اس میں توسط اور طول

(باقی حاشیہ صفحہ ۲۹ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی حرکت کے موافق حرف مد سے بدلنا مثل (اٰمَنُوا - اِیْمَانًا اُوْتُمِنَ اِیْتِ) اور جب پہلا ہمزہ وصلی ہو تو ابتدا کی حالت میں ہمزہ ساکنہ بدلا جائے گا اور جب ہمزہ وصلی گر جائے گا تب ابدال نہ ہوگا مثل (الَّذِی اؤْتُمِنَ فِی السَّمٰوٰتِ ائْتُوْنِی فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِی) ہمزۂ وصلی کے ماقبل جب کوئی کلمہ بڑھایا جائے گا تو یہ ہمزہ حذف کیا جائیگا اور ثابت رکھنا درست نہیں البتہ ابتدا میں ثابت رہتا ہے اب اگر لام تعریف کا ہمزہ ہے تو مفتوح ہوگا اور اگر کسی اسم کا ہمزہ ہے تو مکسور ہوگا۔ اور اگر فعل کا ہے تو تیسرے حرف کا ضمہ اگر اصلی ہے تو ہمزہ بھی مضموم ہوگا ورنہ مکسور مثل (الَّذِیْنَ اِسْمُهٗ اِبْنُ اِنْتِقَامُ اُجْتُثَّتْ اِضْرِبْ انْفَجَرَتْ اِفْتَحْ) اور (اِمْشُوا اتَّقُوا ائْتُوا) میں چونکہ ضمہ عارضی ہے اس وجہ سے ہمزہ مضموم نہ ہوگا بلکہ مکسور ہوگا (فائدہ) ہمزہ عین کے ساتھ یا (ح) کے ساتھ یا حرف مدہ (ع) یا (ح) کے ساتھ جمع ہوں ایسا ہی (ع ح) ایک ساتھ آوے یا (ع ح) اور (ہ) ایک ساتھ آوے یا (ع ح ہ) مکرر آئیں یا مشدد ہوں تو ہر ایک کو خوب صاف طور سے ادا کرنا چاہیئے مثل (اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ لَنْ نُّزَحْزِحَ عَنِ النَّارِ فَاعِلِیْنَ یَدْعُوْنَ دُعَآءً سُبْحٰنَهٗ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْ اَحْسَنَ الْقَصَصِ عَلٰی عَقِبَیْهِ اَعُوْذُ عَهِدَ عَاهِدُ عَامِلِیْنَ طُبِعَ عَلٰی سَاحِرٌ سَحَّارٌ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ مَبْعُوْثُوْنَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ جِبَاهُهُمْ) (فائدہ) ہمزہ متحرک یا ساکن جہاں ہو اس کو خوب صاف طور سے پڑھنا چاہیئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمزہ الف سے بدل جاتا ہے یا حذف ہو جاتا ہے یا صاف طور سے نہیں نکلتا خصوصاً جہاں دو ہمزہ ہوں وہاں زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کہ دونوں ہمزہ خوب صاف ادا ہوں مثل (ءَاَنْذَرْتَهُمْ) **فائدہ** حرف ساکن کے بعد جب ہمزہ آئے تو اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ساکن کا سکون تام ادا ہوا اور ہمزہ خوب صاف ادا ہو ایسا نہ ہو کہ ہمزہ حذف ہو جائے اور اس کی حرکت سے ماقبل کا ساکن متحرک ہو جائے جیسا کہ اکثر خیال نہ کرنے سے ایسا ہو جاتا ہے بلکہ وہ ساکن کبھی مشدد بھی ہو جاتا ہے مثل (قَدْ اَفْلَحَ الْاِنْسَانُ) اسی وجہ سے حفص کے بعض طرق میں ساکن پر سکتہ کیا جاتا ہے تاکہ ہمزہ صاف ادا ہو خواہ وہ ساکن اور ہمزہ ایک کلمہ میں ہو یا دو کلمہ میں ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷، ۲۸) مروی نہیں جیسا کہ ورش کی روایت میں مد بالہمز السابق کے قبیل سے مثل ماءً نداءً میں توسط اور طول نہیں کیا جاتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ منفصل میں قصر بھی جائز ہے صرف قصر ہی رہتا تو کیا خرابی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ الف میں لینیت کی وجہ سے تقریباً ہمزہ کا درجہ حاصل نہیں ہوتا جو تنوین پر سکتہ کرنے سے مقصود ہے ۱۲ [۸] بطریق طیبہ ۱۲ (حاشیہ صفحہ ۲۸) [۱] مثلاً ءاندرتهم ءاسجد ءانتم کہ ان امثلہ میں کوئی ہمزۂ وصل نہیں ہے ۱۲ [۲] ہمزہ کو خالص اقصائے حلق سے مع صفت شدت کے اگر ادا کیا جائے اس کو تحقیق کہتے ہیں اور اگر ہمزہ کو الف یا بقیہ حروف مدہ سے بالکل بدل دیا جائے تو اس کو ابدال کہتے ہیں اور اگر ان دونوں کے درمیان پڑھا جاوے تو اس کو تسہیل کہتے ہیں جیسا کہ شاطبی میں ہے والابدال محض والمسھل بین ما ھو الھمز والحرف (حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] بطریق طیبہ ۱۲

الف ی منہ اتشکل ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں فصل حرکات کی ادا کے بیان میں

فتحہ ساتھ انفتاح فم اور صوت کے اور کسرہ ساتھ انخفاض فم اور صوت کے اور ضمہ ساتھ انضمام شفتین کے ظاہر ہوتا ہے ورنہ اگر فتحہ میں کچھ انخفاض ہوا تو فتحہ مشابہ کسرہ کے ہو جائے گا۔ اور اگر کچھ انضمام ہو گیا تو فتحہ مشابہ ضمہ کے ہو جائے گا ایسا ہی کسرہ میں اگر کامل انخفاض نہ ہو گا تو مشابہ فتحہ کے ہو جائے گا بشرطیکہ انفتاح ہو گیا ہو اور اگر کچھ انضمام ہو گیا تو کسرہ مشابہ ضمہ کے ہو جائے گا۔ اور ضمہ میں اگر انضمام کامل نہ ہوا تو ضمہ مشابہ کسرہ کے ہو جائے گا۔ بشرطیکہ کسی قدر انخفاض ہو گیا ہو اور اگر کسی قدر انفتاح پایا گیا تو فتحہ کے مشابہ ہو جائے گا (فائدہ) فتحہ جس کے بعد الف نہ ہو اور ضمہ جس کے بعد واؤ ساکن اور کسرہ جس کے بعد یا ساکن نہ ہو ان حرکات کو اشباع[1] سے بچانا چاہیئے ورنہ یہی حروف پیدا ہو جائیں گے ایسا ہی ضمہ کے بعد جب واؤ مشدّد ہو اور کسرہ کے بعد یا مشدّد ہو مثل (عَدُوٌّ سَوِیٌّ لُجِّیٌّ) اس وقت بھی اشباع سے احتراز نہایت ضروری ہے خصوصاً وقف میں زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔ ورنہ مشدّد مخفف ہو جائے گا (فائدہ) جب فتحہ کے بعد الف اور ضمہ کے بعد واؤ ساکن غیر مشدّد اور کسرہ کے بعد یاء ساکن غیر مشدّد ہو تو اس وقت ان حرکات کو اشباع سے ضرور پڑھنا چاہیئے ورنہ یہ حرف ادا نہ ہوں گے خصوصاً جب کئی حرف مدہ قریب قریب جمع ہوں تو زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ اکثر خیال نہ کرنے سے کہیں اشباع ہوتا ہے اور کہیں نہیں (فائدہ) (مَجْرٖىهَا) جو سورۂ ہود میں ہے اصل میں لفظ (مجریها) ہے یعنی (ر) مفتوح ہے اور اس کے بعد الف ہے اس جگہ چونکہ امالہ ہے اس وجہ سے فتحہ خالص اور الف خالص نہ پڑھا جائے گا۔ اور کسرہ اور نہ یاء خالص پڑھی جائے گی بلکہ فتحہ کسرہ کی طرف اور الف یاء کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے گا جس سے فتحہ کسرہ مجہول کے مانند ہو جائے گا اور اس کے بعد یاء مجہول ہو گی اور اس کے سوا اور کہیں امالہ نہیں[2] ہے (فائدہ) کسرہ اور ضمہ کلام عرب میں مجہول نہیں بلکہ معروف ہیں اور ادا کی صورت یہ ہے کہ کسرہ میں انخفاض کامل کے ساتھ آواز کسرہ کی باریک نکلے اور ضمہ میں انضمام شفتین کے ساتھ ضمہ کی آواز باریک نکلے (فائدہ) حرکات کو خوب ظاہر کر کے پڑھنا چاہیئے یہ نہ ہو کہ مشابہ سکون کے ہو جائے ایسا ہی سکون کامل کرنا چاہیئے تاکہ مشابہ حرکت کے نہ ہو جائے اور اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ ساکن حرف کی صوت مخرج میں بند ہو جائے اور اس کے بعد ہی دوسرا حرف نکلے اور اگر دوسرے حرف کے ظاہر ہونے سے پہلے مخرج میں جنبش ہو گئی تو لامحالہ یہ سکون حرکت کے مشابہ ہو جائے گا

---

[1] یعنی دراز کرنا اور کھینچنا ۱۲ [2] یعنی روایت حفص میں علاوہ اس لفظ کے اور کہیں امالہ نہیں ۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ حروف قلقلہ اور (کاف اور تاء) کے مخرج میں جنبش ہوتی ہے فرق اتنا ہے کہ حروف قلقلہ میں جنبش سختی کے ساتھ ہوتی ہے اور کاف و تاء میں نہایت نرمی کے ساتھ جنبش ہوتی ہے (فائدہ) کاف تاء میں جو جنبش ہوتی ہے اس میں (ہ) کی یا (س) یا (ث) کی بُو نہ آنی چاہیئے۔

تیسرا باب

پہلی فصل اجتماع ساکنین کے بیان میں

اجتماع ساکنین (یعنی دو ساکن کا اکٹھا ہونا) ایک علیٰ حدہ ہے دُوسرا علیٰ غیر حدہ۔ علیٰ حدہ اس کو کہتے ہیں کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو اور دونوں ساکن ایک کلمہ میں ہوں مثل (دٓابّۃٌ اٰلْاٰنَ) اور یہ اجتماع ساکنین جائز ہے اور اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ جائز نہیں البتہ وقف میں جائز ہے اور اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ اس کو کہتے ہیں کہ پہلا حرف ساکن مدہ نہ ہو یا دونوں ساکن ایک کلمہ میں نہ ہوں اب اگر پہلا ساکن حرف مدہ ہے تو اس کو حذف کر دیں گے۔ مثل (وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوا اِعْدِلُوْا وَقَالُوا الْاٰنَ فِی الْاَرْضِ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ[1] وَقَالَا الْحَمْدُ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَۃَ) اگر پہلا ساکن حرف مدہ نہ ہو تو اس کو حرکت کسرہ کی دیجائے گی مثل

---

[1] بعض لوگ اجتماع ساکنین میں جب پہلا ساکن الف تثنیہ ہوتا ہے تو بوجہ التباس بصیغۂ واحد الف تثنیہ کو کچھ کھینچ کر پڑھتے ہیں یہ طریقہ اور عمل قواعد تجوید و اصول عربی کے خلاف ہے اور غلط ہے کتاب النشر مطبوعہ دمشق ص ۱۳۸ ج ۲ باب الوقف علی مرسوم الخط ومن المتفق علیہ ما حذف من الیاءات والواوات والالفات لالتقاء الساکنین وھو ثابت رسما نحو یوتی الحکمۃ (الی ان قال بعد ستۃ سطور قریباً) ونحو وقالا الحمد واستبقا الباب وادخلا النار فالوقف علی جمیع ذلک وما اشبہ بالاثبات لثبوتہا رسماً وحکما وھذا ایضاً مما لم یختلف فیہ انتھی ترجمہ التقائے ساکنین کی وجہ سے الف اور یاء اور واؤ کا حذف کیا جانا جمیع قراء کے متفق علیہ مسائل میں سے ہے اور وہ حروف ثلثہ رسم خط میں ثابت ہوں گے جیسے یؤتی الحکمۃ اور اس عبارت کی چھ سطروں کے بعد یہ امثلہ بھی ہیں۔ وقالا الحمد۔ واستبقا الباب۔ وادخلا النار پس وقف ان جمیع مواضع اور ان کے مشابہ الفاظ میں ساتھ اثبات حروف مد کے وقف کیا جائے گا۔ بوجہ ثابت ہونے ان کے رسماً وحکماً اور ان الفات کا وقف میں ثابت رکھنا بھی مختلف فیہ مسائل میں سے نہیں ہے اور سراج القاری شرح (باقی حاشیہ صفحہ ۳۲ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اِنِ ارْتَبْتُمْ وَانْذِرِالنَّاسَ مِمَّالَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللهِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ) مگر جب پہلا ساکن میم جمع ہو تو ضمہ دیا جائے گا مثل (عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ) اور من جو حرف جر ہے اس کے بعد جب کوئی حرف ساکن آئے گا تو نون مفتوح پڑھا جائے گا جیسے (مِنَ اللهِ) ایسا ہی میم (الٓمّٓ اللهُ) کی وصل میں مفتوح پڑھی جائے گی (فائدہ) بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ) جو سورۂ حجرات میں ہے اس میں (بِئْسَ) کے بعد لام مکسور اس کے بعد سین ساکن ہے اور لام کے قبل اور بعد جو ہمزہ ہے وہ ہمزۂ وصلی ہے اس وجہ حذف کیے جائیں گے اور لام کا کسرہ بسبب اجتماع ساکنین کے ہے (فائدہ) کلمہ منونہ یعنی جس کلمہ کے اخیر حرف پہ دوزبر یا دوزیر یا دو پیش ہوں تو وہاں پر ایک نون ساکن پڑھا جاتا ہے اور لکھا نہیں جاتا اس کو نون تنوین کہتے ہیں یہ تنوین وقف میں حذف کی جاتی ہے۔ مگر دو زبر ہوں تو اس تنوین کو الف سے بدل دیتے ہیں مثلاً (قَلِيْلًا وَرَسُوْلًا وَبَصِيْرًا) اور وصل میں جب اس کے بعد ہمزہ وصلی ہو تو ہمزہ وصلی حذف ہو جائے گا۔ اور یہ تنوین بسبب اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کے مکسور پڑھی جائے گی اور اکثر جگہ خلاف قیاس چھوٹا نون لکھ دیتے ہیں۔ مثل (بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ خَيْرَا ۨالْوَصِيَّةُ۔ خَبِيْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ۔ طُوًى ۨاذْهَبْ) (فائدہ) تنوین سے ابتداء کرنا یا دھرانا درست نہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱) شاطبیہ مطبوعہ مصر ص ۱۳۱ باب مذکور میں ہے۔ واما الالف فان کل الف سقطت من اللفظ لساکن لقیہا فانک اذا وقفت علیہا وفصلتہا من الساکن اثبتہا فی الوقف لجمیع القراء وذلک نحو فان کانتا اثنتین ودعوا اللہ ربہما۔ وقالا الحمد وقیل ادخلا النار واستبقا الباب وشبہہ۔ انتہی۔ ترجمہ:۔ اور لیکن الف پس ہر وہ الف جو لفظ سے یعنی پڑھنے میں ساقط ہوا ہو بسبب ایسے ساکن کے جو اس کے بعد ہی واقع ہوا ہے پس بیشک اگر وقف کرے تو اس پہ اور اس کو اس ساکن سے جدا کر دے تو جمیع قراء کے لئے وقف میں اس الف کو ثابت کرے گا مانند امثلہ مذکورہ کے انتہی ان ہر دو کتابوں میں جو تجوید و قراءۃ کی معتبر اور مستند اور معتمد کتابوں میں سے ہیں ان کی عبارات مذکورہ سے بہ تصریح یہ ثابت اور معلوم ہو گیا کہ الفاظ مذکورۂ بالا میں الف تثنیہ کا مطلق نہ پڑھا جائے گا بلکہ صرف وقف میں پڑھا جائے گا پس الفاظ مذکورۂ بالا میں بحالت وقف الف پڑھنا چاہیئے اور وصل میں نہ پڑھنا چاہیئے یہی عمل تمام قراء عرب کا ہے اس کے خلاف ممنوع اور غیر صحیح ہوگا۔ کیونکہ قواعد و اصول عربیہ کے لحاظ سے ایسے اجتماع ساکنین میں بحالت وصل پہلا ساکن اگر حرف مد ہو تو گرا دیا جاتا ہے اور تلفظ میں ثابت اور باقی رکھنا جائز نہیں۔ من تحتہا الانہار۔ فی الارض۔ قل ادعوا اللہ بحالت وصل حرف مد کو بالاتفاق سب گرا کر پڑھتے ہیں اسی قاعدے کے مطابق ان کلمات مذکورۂ بالا میں بھی الف تثنیہ گرا دیا جائے گا۔ کسی قراءۃ متواترہ میں باقی رکھنا ثابت نہیں اگر یہ شبہ کیا جائے کہ حذف الف کی صورت میں تثنیہ کا

(باقی حاشیہ صفحہ ۳۳ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دُوسری فصل مدّ کے بیان میں

مد دو قسم ہے اصلی اور فرعی۔ مد اصلی اس کو کہتے ہیں کہ حرف مدہ کے بعد نہ سکون ہو اور نہ ہمزہ ہو۔ فرعی اس کو کہتے ہیں کہ حرف مدہ کے بعد سکون یا ہمزہ ہو اور یہ چار قسمیں ہیں متصل اور منفصل لازم اور عارض یعنی حرف مدہ کے بعد اگر ہمزہ آئے اور ایک کلمہ میں ہو تو اس کو مد متصل کہتے ہیں اور اگر ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو تو اس کو مد منفصل کہتے ہیں مثل (جاء جیٓ سوٓء فی انفسکم قالوا امنا ما انزل) حرف مد کے بعد جب سکون وقفی ہو مثل (رحیم تعلمون۔ تکذبان) کے تو اس کو مد عارض کہتے ہیں اور اس میں طول توسط قصر تینوں جائز ہیں اور جب حرف مدہ کے بعد ایسا سکون ہو کہ کسی حالت میں حرف مدہ سے جدا نہ ہو سکے اس کو لازم کہتے ہیں۔ اور یہ چار قسم ہے اس واسطے کہ اگر حرف مدہ حروف مقطعات میں ہو تو حرفی کہتے ہیں ورنہ کلمی کہیں گے پھر ہر ایک کلمی اور حرفی دو قسم ہے مثقل اور مخفف اگر حرف مدہ کے بعد مشدد حرف ہے تو مثقل کہیں گے اور اگر محض سکون ہے تو مخفف ہو گی مد لازم حرفی مثقل اور مد لازم حرفی مخفف کی مثال (الٓمٓ، الٓر، الٓمٓر، کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ، حٰمٓعٓسٓقٓ، حٰمٓ طٰسٓ طٰسٓمٓ نٓ صٓ قٓ) اور مد لازم کلمی مثقل کی مثال (دابۃ) اور مد لازم کلمی مخفف کی مثال (آلٰٓئن) اور جب (و) یا (یاء) ساکن کے پہلے فتحہ ہو اور اس کے بعد ساکن حرف ہو تو اس کو مد لین کہتے ہیں۔ اور اس میں قصر توسط طول تینوں جائز ہیں اور (عین مریم اور (عین شوریٰ میں قصر نہایت ضعیف ہے اور طول افضل اور اَولیٰ ہے۔ (رفاشدہ) سورۂ آل عمران کا (الٓمٓ اللّٰہ) وصل کی حالت میں میم ساکن اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کی وجہ سے مفتوح پڑھی جاوے گی اور اللہ کا ہمزہ نہ پڑھا جائے گا۔ اور میم میں مد لازم ہے اس وجہ سے وصل میں طول اور قصر دونوں جائز ہیں (رفاشدہ) حرف مدہ جب موقوف ہو تو اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ایک الف سے زائد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲) التباس واحد کے صیغہ سے ہو گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیاق وسباق سے اہلِ علم حضرات پر خود ہی واضح اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ تثنیہ کا صیغہ ہے۔ واللہ اعلم۔

اگرچہ حذف حرف مد کا سبب امثلہ مذکورہ میں التقائے ساکنین ہے جو اتنا عام مستعمل ہے کہ بعض صورتوں میں باوجود عدم التقائے ساکنین کے بھی ان حروف کو حذف ہی کیا جاتا ہے مثلاً روایت ورش میں من تحتھا الانھار اور فی الارض اور قالوا الٰئن ان امثلہ میں بوجہ نقل حرکت باوجود عدم التقائے ساکنین کے حروف مد حذف ہی کیئے جاتے ہیں۔ تو پھر التقائے ساکنین کی صورت میں بطریقِ اولیٰ حذف ہونا چاہیئے واللہ اعلم۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) لہ لغوی معنے مد کے مطلقاً زیادتی کے ہیں یمددکم باموال وبنین۔ ای یزدکم اور اصطلاح مجودین میں اطالۃ الصوت علی حرف المد خاص حروف مد پہ آواز کو دراز کرنا اگر کسی اور حرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو جائے دُوسرے یہ کہ بعد حرف مدہ کے ہا و ہمزہ نہ زائد ہو جاوے مثل (قالوا فی مالا) جیسا کہ اکثر خیال نہ کرنے سے ہو جاتا ہے۔

تیسری فصل مقدار اوراوجہ مد کے بیان میں

مدعارض اور مدلین عارض میں تین وجہ ہیں طول توسط قصر فرق اتنا ہے کہ مدعارض میں طول اُولیٰ ہے اس کے بعد توسط اس کے بعد قصر کا مرتبہ ہے بخلاف مدلین عارض کے اس میں پہلا مرتبہ قصر کا ہے اس کے بعد توسط کا اس کے بعد طول کا اب معلوم کرنا چاہیئے کہ مقدار طول کی کیا ہے طول کی مقدار تین الف ہے اور توسط کی مقدار دو الف ہے اور ایک قول میں طول کی مقدار پانچ الف اور توسط کی مقدار تین الف ہے اور قصر کی مقدار دونوں قول میں ایک ہی الف ہے (فائدہ) مدلازم کی چاروں قسموں میں طول علی التساوی ہوگا اور بعض کے نزدیک مثقل میں زیادہ مد ہے اور بعض کے نزدیک مخفف میں زیادہ مد ہے مگر جمہور کے نزدیک تساوی ہے (فائدہ) حرف موقوف مفتوح کے قبل جب حرف مدہ یا حرف لین ہو مثل (عالمین لاضیر) تو تین وجہ وقف میں ہوں گی۔ طول مع الاسکان توسط مع الاسکان قصر مع الاسکان اور اگر حرف موقوف مکسور ہے تو وجہ عقلی چھ نکلتی ہیں اس میں سے چار جائز ہیں۔ طول توسط۔ قصر مع الاسکان۔ قصر مع الروم اور طول توسط مع الروم غیر جائز ہے اس لئے کہ مد کے واسطے بعد حرف مد کے سکون چاہیئے اور روم کی حالت میں سکون نہیں ہوتا بلکہ حرف متحرک ہوتا ہے اور اگر حرف موقوف مضموم ہے مثل (نستعین) کے تو ضربی عقلی وجہیں نو ہیں طول و توسط قصر مع الاسکان۔ طول توسط قصر مع الاشمام قصر مع الروم یہ سات وجہیں جائز ہیں اور طول توسط مع الروم غیر جائز ہیں جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا (فائدہ) جب مدعارض یا مدلین کئی جگہ ہوں تو ان میں تساوی اور توافق کا خیال رکھنا چاہیئے۔ یعنی اگر ایک جگہ مدعارض میں طول کیا ہے تو دُوسری جگہ بھی طول کیا جائے اگر توسط کیا ہے تو دُوسری جگہ بھی توسط کرنا چاہیئے۔ اگر قصر کیا ہے تو دُوسری جگہ بھی قصر کرنا چاہیئے ایسا ہی مدلین بھی جب کئی جگہ ہوں تو توافق ہونا چاہیئے اور جیسا کہ طول توسط میں توافق ہونا چاہیئے ایسا ہی مقدار طول توسط میں بھی توافق ہونا چاہیئے مثلاً اَعُوْذُ اور بسملہ سے رَبِّ الْعٰلَمِیْن) تک فصل کل کی حالت میں ضربی وجہیں اڑتالیس نکلتی ہیں اس طرح پر کہ رحیم کے اوجہ ثلاثہ مع الاسکان اور قصر مع الروم کو رحیم کے مدود ثلاثہ اور قصر مع الروم میں ضرب دینے سے سولہ وجہیں ہوتی ہیں اور ان سولہ کو (العالمین) سے اوجہ ثلاثہ میں ضرب دینے سے اڑتالیس وجہیں ہوتی ہیں جن میں چار بالاتفاق جائز ہیں یعنی (رحیم رحیم العالمین) میں طول مع الاسکان توسط مع الاسکان قصر مع الاسکان (رحیم رحیم) میں قصر مع الروم کی حالت میں (العالمین) میں قصر مع الاسکان اور بعض نے (رحیم رحیم) کے قصر مع الروم کی حالت میں (العالمین) میں طول توسط کو جائز رکھا ہے باقی بیالیس وجہیں بالاتفاق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر جائز ہیں اور فصل اوّل وصل ثانی کی صورت میں عقلی وجہیں بارہ نکلتی ہیں اس طرح پر کہ (رجیم) کے مدودِ ثلاثہ اور قصر مع الروم کو (العالمین) کے اوجہ ثلاثہ میں ضرب دینے سے بارہ وجہیں ہوتی ہیں۔ ان میں چار وجہیں بالاتفاق جائز ہیں طول مع الطول مع الاسکان توسط مع التوسط مع الاسکان۔ قصر مع القصر مع الاسکان قصر مع الروم مع القصر بالاسکان اور قصر مع الروم مع التوسط بالاسکان اور قصر مع الروم مع الطول بالاسکان یہ دو وجہیں مختلف فیہ ہیں باقی وجہیں بالاتفاق غیر جائز اور وصل اوّل فصل ثانی میں بھی بارہ وجہیں عقلی نکلتی ہیں اور ان میں چار صحیح ہیں اور دو مختلف فیہ ہیں۔ اور اس صورت میں جو وجہیں نکلتی ہیں وہ بعینہٖ مثل فصل اوّل اور وصل ثانی کے ہیں اس وجہ سے نہیں بیان کی گئیں اور وصل کل کی حالت میں (العالمین) کے مدودِ ثلاثہ ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ استعاذہ اور بسملہ میں پندرہ یا اکیس وجہیں صحیح ہیں۔ (فائدہ) یہ وجہیں جو بیان کی گئی ہیں اس وقت ہیں کہ (العالمین) پہ وقف کیا جائے اور اگر (الرحمٰن الرحیم) پہ یا (یوم الدین یا نستعین) پہ وقف کیا جائے گا۔ یا کہیں وصل اور کہیں وقف کیا جائے گا۔ تو بہت سی وجہیں ضربی نکلیں گی اور ان میں وجہ صحیح نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس وجہ سے ضعیف کو قوی پر ترجیح ہو جائے یا مساوات نہ رہے یا اقوال مختلفہ میں خلط ہو جائے تب یہ وجہ غیر صحیح ہو گی (فائدہ) جب مد عارض اور مدلین عارض جمع ہوں تو اس وقت عقلی وجہیں کم از کم نو نکلتی ہیں اب اگر مد عارض مقدم ہے مدلین پر مثلاً (من جوع و من خوف) تو چھ وجہیں جائز ہیں یعنی طولؔ مع الطول، طولؔ مع التوسط، طولؔ مع القصر، توسطؔ مع التوسط، توسطؔ مع القصر، قصرؔ مع القصر اور تین وجہیں غیر جائز ہیں یعنی توسط مع الطول قصر مع التوسط قصر مع الطول اور جب مدلین مقدم ہو مثل (لا ریب فیہ ھدًی للمتقین) تو اس وقت بھی نو وجہیں نکلتی ہیں اس میں سے چھ وجہیں جائز ہیں یعنی قصرؔ مع القصر قصرؔ مع التوسط قصرؔ مع الطول توسطؔ مع الطول توسطؔ مع التوسط طول مع الطول اور طول مع التوسط اور طول مع القصر اور توسط مع القصر یہ تین غیر جائز ہیں اور یہ وجہیں غیر جائز اس وجہ سے ہیں کہ حروفِ مدہ میں مد اصل اور قوی ہے اور حرف لین میں جو مد ہوتا ہے وہ تشبیہ کی وجہ سے ہوتا ہے اس وجہ سے حرف لین میں مد ضعیف ہے اور ان صورتوں میں ترجیح ضعیف کی قوی پر ہوتی ہے اور یہ غیر جائز ہے اور اگر موقوف علیہ میں بسبب اختلاف حرکات کے روم و اشمام جائز ہو۔ تو اس میں اور وجہیں زائد پیدا ہوں گی اس میں بھی مساوات اور ترجیح کا خیال رکھنا چاہیئے مثل (من جوع و من خوف) فائدہ مد متصل اور منفصل کی مقدار میں کئی قول ہیں دو الف ڈھائی الف چار الف اور منفصل میں قصر بھی جائز ہے ان اقوال میں جس پہ چاہے عمل کیا جاوے مگر اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ مد متصل جب کئی جگہ ہوں تو جس قول کو پہلی جگہ لیا ہے وہی دوسری تیسری جگہ رہے مثلاً (والسماء بناءً) میں اگر اقوال کو ضرب دیا جائے تو نو وجہیں ہوتی ہیں اور ان میں سے تین وجہ جو مساوات کی ہیں وہ صحیح ہیں باقی چھ وجہیں غیر صحیح ہیں الیا ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب مدِ منفصل کئی جمع ہوں تو اُن میں بھی اقوال کو خلط نہ کرے مثلاً (لا تؤاخذنا ان نسینا او) اس میں بھی یہ نہ ہونا چاہیئے، کہ پہلی جگہ ایک قول لے دُوسری جگہ دُوسرا قول لیا جائے بلکہ مساوات کا خیال رکھنا چاہیئے

(فائدہ) جب مدِ منفصل اور متصل جمع ہوا ور مثلاً منفصل مقدم ہو متصل پر مثل (هؤلاء) کے تو جائز ہے منفصل میں قصر اور دو الفی اور متصل میں دو الف ڈھائی الف چار الف اور جب منفصل میں ڈھائی الف مد کیا جاوے تو متصل میں ڈھائی الف چار الف مد جائز ہے اور دو الف غیر جائز ہے اس واسطے کہ متصل منفصل سے اقوی ہے اور ترجیح ضعیف کی قوی پر غیر جائز ہے اور جب منفصل میں چار الف مد کیا تو متصل میں صرف چار الف مد ہوگا۔ اور ڈھائی الف دو الف اس صورت میں غیر جائز ہوگا۔ وجہ وہی رجحان کی ہے اور جب مدِ متصل منفصل پر مقدم ہو مثل (جاءو اباھم) تو اگر متصل میں چار الف مد کیا ہے تو منفصل میں چار الف ڈھائی الف دو الف اور قصر جائز ہے اور اگر ڈھائی الف مد کیا ہے تو منفصل میں ڈھائی الف دو الف اور قصر جائز ہے اور چار الف غیر جائز ہے ایسا ہی اگر متصل میں دو الف مد کیا ہے تو منفصل میں صرف دو الف اور قصر ہوگا۔ اور ڈھائی الف چار الف مد نہ ہوگا (فائدہ) جب متصل منفصل کئی جمع ہوں مثل (باسماء هؤلاء) تو انہیں قواعد پر قیاس کرکے وجہ صحیح غیر صحیح نکال لی جائے

(فائدہ) جب متصل کا ہمزہ اخیر کلمہ میں واقع ہوا اور اس پر وقف اسکان یا اشمام کے ساتھ کیا جائے مثل (یشاء قروء نسیئ) تو اس وقت میں طول[1] بھی جائز ہے اور سکون کی وجہ سے قصر[2] جائز نہ ہوگا۔ اس واسطے کہ اس صورت میں سبب اصلی کا الغاء اور سبب عارضی کا اعتبار لازم آتا ہے اور یہ غیر جائز ہے اور اگر وقف بالروم کیا ہے تو صرف توسط ہوگا (فائدہ) خلاف جائز سے جو وجہیں نکلتی ہیں مثل اوجہ بسملہ وغیرہ کے ان میں سب وجہوں کا ہر جگہ پڑھنا معیوب ہے اس قسم کی وجہوں میں ایک وجہ کا پڑھنا کافی ہے البتہ افادہ کے لحاظ سے سب وجہوں کا ایک جگہ جمع کر لینا معیوب نہیں (فائدہ) اس فصل میں جو غیر جائز اور غیر صحیح کہا گیا ہے مُراد اس سے غیر اَولیٰ ہے قاری ماہر کے لئے معیوب ہے (فائدہ) اختلاف مراتب میں خلط کرنا یعنی ایک لفظ کا

---

[1] شروع مد کی فصل میں معلوم ہو چکا کہ زیادتی علی القصر یعنی مد فرعی کے دو سبب ہیں (۱) حرف مد کے بعد سکون کا آنا اجتماع ساکنین سے جو ثقل پیدا ہو اس کے رفع کرنے کی غرض سے مد کیا جاتا ہے (۲) حرف مد کے بعد ہمزہ کا آنا حرف مد ضعیف ہے ہمزہ قوی ہے اور ضعیف کے بعد قوی ہوگا تو یہ تلفظ اہلِ زبان کے نزدیک ثقیل ہے اسی لئے مد کیا جاتا ہے اور یہاں مد متصل پر وقف کرنے کی صورت میں دونوں سبب اکٹھے ہو گئے پس اجتماعِ سببین سے اور زیادہ ثقالت پیدا ہو گئی اس وجہ سے طول بھی جائز رکھا گیا ۱۲

[2] چونکہ مد متصل میں مستقل اور اصلی سبب ہمزہ ہے اور وقف کی وجہ سے سکون بھی عارض ہو گیا اس عارضی سبب کا لحاظ کرتے ہوئے مثل مد عارض وقفی کے قصر جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں سبب ضعیف کو سبب قوی پر ترجیح ہو جائے گی ۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف دُوسرے پر موقوف ہو مثلاً (فتلقی ادم من ربہ کلمات) اس میں ادم کو مرفوع پڑھیں تو کلمات کو منصوب پڑھنا ضروری ہے ایسا ہی بالعکس ایسے اختلاف کے موقع پر خلط بالکل حرام ہے اور اگر ایک روایت کا التزام کر کے پڑھا اور اس میں دُوسرے کو خلط کر دیا تو کذب فی الروایت لازم آئے گا اور علی حسب التلاوۃ خلط جائز ہے مثلاً حفص کی روایت میں دو طریق[له] مشہور ہیں۔ ایک امام شاطبی دوم جزری تو ان میں خلط کرنا اس لحاظ سے کہ دونوں وجہ حفصؒ سے ثابت ہیں کچھ حرج نہیں خصوصاً جب ایک وجہ عوام میں شائع ہوگئی ہو اور دُوسری وجہ مشہور ثابت عند القراء متروک ہو تو ایسی صورت میں لکھنا پڑھنا پڑھانا نہایت ضروری ہے۔ متاخرین کے اقوال و آراء میں خلط کرنا چنداں مضائقہ نہیں۔

فصل چوتھی وقف[۵] کے احکام میں

له مثلاً نون ساکن اور تنوین کا ادغام لام اور راء میں تمام قراء کے لئے بلا غنہ بطریق شاطبی ہے کما قال الشاطبی صد۲۰ وکلھم التنوین والنون ادغموا، بلاغنۃ فی اللام والرا لیجملا۔ اور بطریق علامہ جزری علاوہ حمزہ کسائی اور شعبہ کے بقیہ قراء کے لئے ادغام بالغنہ بھی ثابت ہے کما قال الطیبۃ صد۱۱۲ وادغم بلاغنۃ فی لام وراء، وھی لغیر صحبۃ ایضا تری خلاصہ یہ ہوا کہ حفصؒ کی روایت میں ہر دو طریق کے لحاظ سے نون کا ادغام لام وراء میں بلا غنہ اور باغنہ دونوں طرح سے ثابت ہے لیکن عوام میں ادغام بلا غنہ ہی مشہور و معروف ہے اور ادغام باغنہ متروک ہوگیا ہے ۱۲

یا ایک ہی کتاب سے کسی قاری یا راوی کے لئے دو وجہیں نکلتی ہوں اور ثابت ہوں مثلاً آخر سورۂ روم میں تین جگہ جو لفظ ضعف آیا ہے اس میں شاطبی کے طریق سے حفص کے لئے ضمہ ضاد اور فتحہ ضاد دونوں ثابت ہیں لیکن ضمہ مشہور اور معروف ہوگیا اور فتح متروک ہے۔ کما قال الشاطبی صد۴۶ و فی الروم صف عن خلف فصل الخ

۵ معرفت وقف اور ابتداء کی ضرورت اور اہمیت میں ایک ذمہ دار قاری مقری کے لئے علم اوقاف اور ابتداء جتنا ضروری ہے وہ مندرجہ ذیل کتب معتبرہ تجوید سے ظاہر ہے قول المفید صد۷ لغایۃ صد۱۴ اعلم ان ھذا الباب مما ینبغی للقاری ان یھتم بمعرفتہ ویصرف فی اتقانہ اکبر ھمتہ حتی ان بعضھم جعل تعلم الوقف واجبا لما ورد ان علیا رضی اللہ عنہ سئل عن قولہ تعالی ورتل القراٰن ترتیلا، فقال الترتیل تجوید الحروف ومعرفۃ الوقوف اور اسی صفحہ میں کچھ آگے چل کر کہتے ہیں، ومن ثم اشترط کثیر من الائمۃ الخلف علی المجیز ان لا یجیز احدا الابعد معرفۃ الوقف والابتداء اور اس سے آگے یہ ہے قال بعضھم ان معرفۃ الوقف تظھر مذھب اھل السنۃ من مذھب المعتزلۃ لنفی اختیار الخلق لا اختیار الحق فلیس لاحد ان یختار بل الخیرۃ للہ تعالی اخرج

(باقی حاشیہ صفحہ ۳۸ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷) ھذا الاثر البیھقی فی سننہ در صفحہ ۳۴۲ میں ہے وقال الھذلی فی کاملہ الوقف حلیۃ التلاوۃ وزینۃ القاری وبلاغ التالی وفھم المستمع وفخر العالم وبہ یعرف الفرق بین المعنیین المختلفین والنقیضین المتنافیین والحکم المتغایرین۔ وقال ابو حاتم من لم یعرف الوقف لم یعرف القرآن وقال ابن الانباری من تمام معرفۃ القرآن معرفۃ الوقف والابتداء اذ لا یتاتی لاحد معرفۃ معانی القرآن الا بمعرفۃ الفواصل فھذا ادل دلیل علی وجوب تعلمہ وتعلیمہ اور قول ابن عمر لقد عشنا برھۃ من دھرنا الخ اور اسی طرح کی عبارتیں کتاب النشر ص۲۲۴ لغایۃ ص۲۲۵ اور شرح جزری ملا علی قاری ص۹ میں موجود ہیں جن سے علم اوقاف وابتدا کی سخت ضرورت ظاہر اور ثابت ہوتی ہے۔

لیکن بعض آیتیں اور مضامین طویل ہونے کی بنا پر اگر قبل اختتام مضمون بحسب المعنی سانس کی تنگی وغیرہ سے وقف کر دیا جائے جس کو وقف اضطراری کہتے ہیں تو پھر اعادہ از ما قبل چونکہ وہ اختیاری ہے اس کا خیال ولحاظ رکھنا ضروری ہے کہ کلام مفید اور مربوط ہو جائے اور سامع کو فہم معنی میں کسی جملہ وغیرہ کا انتظار نہ رہے جیسا کہ نشر جزو اول ص۲۲۹ میں ہے واما الابتداء فلا یکون الا اختیاریا لانہ لیس کالوقف تدعوا الیہ ضرورۃ فلا یجوز الا بمستقل بالمعنی موفی بالمقصود اور قول المفید ص۲۴۳ میں ہے فان عرض لہ ای للقاری عجز بعطاس او قطع نفس او نحوہ عند ما یکرہ الوقف علیہ عاد من اول الکلام لیکون الکلام متصلا بعضہ ببعض اور شرح جزری ملا علی قاری ص۵ میں ہے الا ان یکون القاری مضطرا فانہ یجوز الوقف حال اضطرارہ کانقطاع نفس ونحوہ لکن اذا وقف یبتدی من الکلمۃ التی وقف علیھا یعنی اذا حسن الابتداء بھا اور قول المفید ص۱۴۲ میں یہ عبارت ہے۔ واضطراری وھو ما یعرض بسبب ضیق النفس ونحوہ کعجز ونسیان فحینئذٍ یجوز الوقف علی ای کلمۃ وان لم یتم المعنی کما ان وقف علی شرط دون جوابہ او علی موصول دون صلتہ لکن یجب الابتداء من الکلمۃ التی وقف علیھا ان صلح الابتداء بھا رفائدہ ۷) اور قول المفید ص۱۰۱ میں ہے قبح الابتداء لا یختص بالمجرور بل الابتداء بکل تابع قبیح الخ پس ان عبارتہائے مرقومۂ بالا سے صاف معلوم ہو گیا کہ وقف تو اضطراری ہو سکتا ہے لیکن اعادہ اور ابتداء چونکہ یقینی اختیاری ہے اس لئے اعادہ میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ کلام مرتبط اور مرکب مفید کے درجہ میں ہو لہذا اس قاعدۂ کلیہ کے مطابق جار مجرور سے اعادہ کرنا بدون متعلق کے یا محض مفعول سے بدون فعل وفاعل کے یا صرف جزا سے بدون شرط کے یا صلہ سے بدون موصول کے وغیرہ وغیرہ عرفاً مکروہ اور قبیح ہے۔

تنبیہ (۱) قراء سبعہ میں امام نافع اور امام عاصم اور امام کسائی ان تینوں قاریوں کا مسلک اور مذہب وقف وابتدا کے بارہ میں یہ ہے نشر جزو اول ص۲۳۷ لغایۃ ص۲۳۸ (نافع) کان یراعی محاسن الوقف والابتداء بحسب المعنی کما ورد عنہ النص بذلک رو عاصم) ذکر عنہ ابو الفضل الرازی انہ کان یراعی حسن الابتداء و

(باقی حاشیہ صفحہ ۳۹ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقف کے معنے اخیر کلمہ غیر موصول پر سانس کا توڑنا[1] اب اگر وہاں پر کوئی آیت ہے یا کوئی وقف اوقاف معتبرہ سے ہے تو بعد کے کلمہ سے ابتدا کرے ورنہ جس کلمہ پر سانس توڑے اس کو اعادہ کرے اور وسط کلمہ پر اور ایسا ہی جو کلمہ دوسرے کلمہ سے موصول ہو اس پر وقف جائز نہیں، ایسا ہی ابتداء اور اعادہ بھی جائز نہیں اب معلوم ہونا چاہیئے کہ جس کلمہ پر سانس توڑنا چاہتا ہے اگر وہ پہلے سے ساکن ہے تو محض وہاں پر سانس توڑ دیں گے اور اگر وہ کلمہ اصل میں ساکن ہے مگر حرکت اس میں عارض ہو گئی ہے تب بھی وقف محض اسکان کے ساتھ ہو گا۔ مثل (علیھم الذلۃ وانذر الناس) اور اگر وہ حرف موقوف متحرک ہے تو اس کے اخیر میں (تا) بصورت (ۃ) ہے تو وقف میں اس (تا) کو (ہا) ساکنہ[2] سے بدل دیں گے مثل (رَحْمَۃٌ نِعْمَۃً) اور اگر ایسا نہ ہو تو آخر حرف پر اگر دو زبر ہیں تو تنوین کو الف سے بدل دیں گے مثل (سواءً ھدیً) اور اگر حرف موقوف پر ایک زیر ہے تو وقف صرف اسکان کے ساتھ ہو گا مثل (یعلمون) کے اور اگر اخیر حرف پر ایک پیش یا دو پیش ہوں مثل (رؤوفٌ یفعلُ) تو وقف اسکان اور اشمام اور روم تینوں سے جائز ہے، اشمام کے معنے ہیں حرف کو ساکن کر کے ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا اور روم کے معنے ہیں حرکت کو خفی صوت سے ادا کرنا اور اگر اخیر حرف پر ایک زیر یا دو زیر ہوں مثل (ذو انتقامٍ ولا فی السّماءِ) تو وقف میں اسکان اور روم دونوں جائز ہیں (فائدہ) روم اور اشمام اسی حرکت پر ہو گا جو کہ اصلی ہو گی اور حرکت عارضی ہو گی تو روم و اشمام جائز نہ ہو گا۔ مثل (اُنْذِرِ الَّذِیْنَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ) (فائدہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) ذکر الخزاعی ان عاصما والکسائی کانا یطلبان الوقف من حیث یتم الکلام۔ جب امام عاصم کا مذہب معلوم ہو گیا تو اب روایت حفصؒ میں تلاوت کرنے والوں کو اتباعاً للامام وقف اور ابتداء میں اتمام کلام بحسب المعنی کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے خصوصاً ایک قاری مقری ذمہ دار کے لئے اور اس کا التزام نہ کرنے اور اس کے خلاف کرنے سے یہ نقصان اور خرابی ہو گی کہ وہ طلبہ جو اس سے اخذ کر رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں ان کی نظر میں اس چیز کی اہمیت اور ضرورت نہ رہے گی۔ اور وقف و ابتداء کے مسئلہ میں عملاً وہ شتر بے مہار کی طرح آزاد ہو جائیں گے۔ اور اس کوتاہی کا سلسلہ آئندہ ان فارغین کے تلامذہ میں بھی جاری و ساری رہے گا جس کی تمام تر ذمہ داری قاری مقری پر عائد ہو گی۔

تنبیہ (۲) اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جب اعادہ اور ابتداء میں قاری مقری کو کلام کے ربط وغیرہ کا خیال رکھنا ضروری ہے تو پھر بوقت افتتاح تلاوت خصوصاً مجالس میں کسی ایسی جگہ سے شروع نہ کرنا چاہیئے کہ سامعین کو تفہیم معنی میں کسی ماقبل کے مضمون متعلقہ کا انتظار رہے مثلاً ان تعذبھم فانھم عبادك اور لھم فیھا زفیر وھم فیھا لا یسمعون۔ اور ذالك عیسی ابن مریم وغیرہ سے افتتاح تلاوت کرنا۔ کہ موضع اولین میں سامعین کو ضمائر کے مرجع کی تلاش اور فکر رہیگی اور موضع ثالث میں ذلك کا مشار الیہ تلاش کرنا ہو گا فقط (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] وقف کی مشہور تعریف عند القراء یہ ہے قطع الصوت (باقی حاشیہ صفحہ ۴۰ پر)

www.KitaboSunnat.com

روم کی حالت میں تنوین حذف ہو جائے گی جیسا کہ رہا ضمیر کا صلہ وقف بالروم اور بالاسکان میں حذف ہوتا ہے مثل بہٖ لہٗ کے (فائدہ) الظنونا اور الرسولا اور السبیلا جو سورۂ احزاب میں ہے اور پہلا قواریرا[1] جو سورۂ دہر میں ہے اور (انا) جو ضمیر مرفوع منفصل ہے ایسے ہی (لکنا) جو سورۂ کہف میں ہے ان کے آخر کا الف وقف میں پڑھا جائے گا۔ اور وصل میں نہیں پڑھا جائے گا۔ (سلاسلاً) جو سورۂ دہر میں ہے جائز ہے وقف کی حالت میں اثبات الف اور حذف الف (فائدہ) آیات پر وقف کرنا زیادہ احب اور مستحسن ہے اور اس کے بعد جہاں م لکھی ہو اور اس کے بعد جہاں (ط) لکھی ہو اور اس کے بعد جہاں (ج) لکھی ہو اس کے بعد جہاں (ز) لکھی ہو غیر اولیٰ کو اولیٰ پر ترجیح نہ دینا چاہیئے یعنی آیت کو چھوڑ کر غیر آیت پر وقف کرنا یا (م) کی جگہ وصل کر کے (ط) وغیرہ پر وقف کرنا۔ بلکہ ایسا انداز رکھے کہ جب سانس توڑے تو آیت پر یا (م ط) پر بعض کے نزدیک جس آیت کو ما بعد سے تعلق لفظی ہو تو وہاں پر وصل اولیٰ ہے فصل سے اور وصل[2] کی جگہ صرف وقف یا وقف[3] کی جگہ صرف وصل کرنے سے معنے نہیں بدلتے اور محققین کے نزدیک نہ گناہ نہ کفر ہے البتہ قواعد عرفیہ کے خلاف ہے جن کا اتباع کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ ایہام معنے غیر مراد لازم نہ آئے ایسا ہی اعادہ میں بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ بعض جگہ اعادہ نہایت قبیح ہوتا ہے جیسا کہ وقف کہیں حسن کہیں احسن کہیں قبیح کہیں اقبح ہوتا ہے۔ ایسا ہی اعادہ بھی چار قسم ہے تو جہاں سے اعادہ حسن یا احسن ہو وہاں سے کرنا چاہیئے ورنہ اعادہ قبیح سے ابتداء بہتر ہے مثلاً (قالوا ان اللہ فقیر) سے اعادہ حسن ہے اور (ان اللہ) سے قبیح ہے (فائدہ) تمام اوقاف پر سانس توڑنا باوجود (م) ہونے کے ایسا نہ چاہیئے قاری کی مثال مثل مسافر اور اوقاف کو مثل منازل کے لکھتے ہیں تو جب ہر منزل پر بلا ضرورت ٹھہرنا فضول اور وقت کو ضائع کرنا ہے تو ایسا ہر جگہ وقف کرنا فعل عبث ہے جتنی دیر وقف کرے گا اتنی دیر میں ایک دو کلمہ ہو جائیں گے البتہ لازم مطلق پر اور ایسے ہی جس آیت کو ما بعد سے تعلق لفظی نہ ہو ایسی جگہ وقف کرنا ضروری اور مستحسن ہے اور کلمہ کو محض ساکن کرنا یا اور جو احکام وقف کے ہیں ان کو کرنا بلا سانس توڑے اس کو وقف نہیں کہتے یہ سخت غلطی ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) مع النفس واسکان المتحرک ان کان متحرکا۔ یعنی آواز اور سانس دونوں کا انقطاع اور متحرک حرف کا ساکن کر دینا۔ لیکن چونکہ سانس کا انقطاع آواز کے انقطاع کو مستلزم ہے اس وجہ سے مؤلف نے صرف سانس کے انقطاع پر اکتفا کیا ۱۲ سبحان اللہ کتنے لطیف پیرایہ میں حضرت مؤلف نے یہ بتا دیا کہ تاء مربوطہ پر وقف بالاسکان ہی ہوگا۔ روم اور اشمام جائز نہیں۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] چونکہ راس آیتہ ہے رعایت سجع کی وجہ سے الف پر وقف ہوگا۔ گو حفص کے نزدیک غیر منون ہے لیکن دوسرا قواریرا چونکہ راس آیتہ نہیں غیر منون ہونے کی وجہ سے وصل اور وقف دونوں حالتوں میں الف نہ پڑھا جائے گا۔ ۱۲ [2] مثلاً مامن یا انی کفرت پر وقف کرنا۔ ۱۲ [3] مثلاً ولا یحزنک قولھم کا ما بعد ان العزۃ سے وصل کر دینا۔ ۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(فائدہ) کلمات میں تقطیع اور سکتات نہ ہونا چاہیئے خصوصاً سکون پر البتہ جہاں روایتہً ثابت ہوا ہے وہاں سکتہ کرنا چاہیئے اور یہ چار جگہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے آیات پر سکتہ کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور عوام میں جو مشہور ہے کہ سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگر سکتہ نہ کیا جائے تو شیطان کا نام ہو جائے گا۔ یہ سخت غلطی ہے وہ سات جگہ یہ ہیں (دلل۔ ھرب۔ کیو۔ کنع۔ کنس۔ تعل۔ بعل) اگر ایسا ہی کسی کلمہ کا اوّل کسی کلمہ کا آخر ملا کر کلمات گھڑ لئے جائیں تو اور بھی بہت سے سکتے نکلیں گے۔ جیسا کہ ملا علی قاری شرح مقدمہ جزریہ میں تحریر فرماتے ہیں وَمَا[ا] اشتهر علی لسان بعض الجهلة من القران فی سورة الفاتحة للشیطن کذا من الاسماء فی مثل هذه التراکیب من البناء فخطاء فاحش واطلاق قبیح ثم سکتهم علی نحو دال الحمد وکاف ایاك وامثالها غلط صریح (فائدہ) (کاَیِّن) میں جو نون ساکن ہے یہ نون تنوین کا ہے اور مرسوم ہے اس لفظ کے سوا مصحف عثمانی میں کہیں تنوین نہیں لکھی جاتی اور قاعدے سے یہاں تنوین وقف کی حالت میں حذف ہونا چاہیئے مگر چونکہ وقف تابع رسم خط کے ہوتا ہے اور یہاں تنوین مرسوم ہے اس وجہ سے وقف میں ثابت رہے گی (فائدہ) آخر کلمہ کا حرف علت جب غیر مرسوم ہو تو وقف میں بھی محذوف ہوگا۔ اور جو مرسوم ہوگا وہ وقف میں بھی ثابت ہوگا ثابت فی الرسم کی مثال (واقیموا الصلوٰة تحتها الانهار ولا تسقی الحرث) اور محذوف فی الرسم کی مثال (فارهبونِ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰه) سورۂ نساء میں (ننج المؤمنین) سورۂ یونس میں (متاب عقاب) سورۂ رعد میں مگر سورۂ نمل میں جو (فما اتانِ اللّٰه) ہے اس کی یا باوجودیکہ غیر مرسوم ہے وقف میں جائز ہے اثبات اور حذف اس واسطے کہ وصل میں حفص اس کو مفتوح پڑھتے ہیں (ویدع الانسان) سورۂ اسرا میں (ویمح اللّٰه الباطِلَ) سورۂ شوریٰ میں (یدع الداع) سورۂ قمر میں (سندع الزبانیة) سورۂ علق میں (ایه المؤمنونَ) سورۂ نور میں (ایه الساحر) سورۂ زخرف میں (ایه الثقلان) سورۂ رحمن میں البتہ اگر تماثل فی الرسم کی وجہ سے غیر مرسوم ہوگا۔ تو اس قسم کا محذوف وقف میں ثابت ہوگا اس کی مثال جیسے لیستحی وان تلوا ولیستوٗا جاءٓ ماءٓ سواءٓ (تراءٓ الجمعٰن) (فائدہ) (لا تامنا علی یوسف) اصل میں

[ا] یعنی اور بعض ناواقف لوگوں کی زبان پر جو مشہور ہو گیا ہے کہ قرآن میں سورۂ فاتحہ کے دلل۔ ھرب۔ کیو۔ کنع۔ کنس۔ تعل۔ بعل کی ترکیبوں سے شیطان کے نام ہیں یہ فحش غلطی ہے پھر سکتہ کرنا ان ناواقفوں کا مثل دال الحمد اور کاف ایاک وغیرہ پر صریح غلط ہے ۱۲ [۲] محذوف فی الرسم بوجہ تماثل ثابت فی الوقف کی امثلہ کے سلسلہ میں مؤلفؒ کلمہ جاء بھی لائے ہیں حالانکہ ہمزہ کی رسم کے جو اصول ہیں ان کے اعتبار سے جاء میں ہمزہ متطرفہ متحرکہ ماقبل ساکن کو ضوابط کے مطابق محذوف الشکل ہونا چاہیئے جیسا کہ خود حضرت مؤلفؒ نے شرح رائیہ مسمی بدر العقیلہ مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۶۰ میں جاء شاء وغیرہ کو محذوف الشکل بتلایا ہے (ربانی حاشیہ صفحہ ۴۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(لا تأمنّا) دو نون ہیں اور پہلا نون مضموم ہے دُوسرا مفتوح اور لا نافیہ ہے اس میں محض اظہار اور محض ادغام جائز نہیں۔ بلکہ ادغام کے ساتھ اشمام ضرور کرنا چاہیئے اور اظہار کی حالت میں روم ضروری ہے (فائدہ) حرف مبدا اور موقوف کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کامل طور سے ادا ہو خاص کر جب ہمزہ یا عین موقوف کسی حرف ساکن کے بعد ہو مثل (شیئ سُوٓءٍ جوع) اکثر خیال نہ کرنے سے ایسے موقع پر حرف بالکل نہیں ادا ہوتا۔ یا ناقص ادا ہوتا ہے۔

(فائدہ) نون خفیفہ قرآن شریف میں دو جگہ ہے ایک (ولیکونًا من الصاغرین) سورۂ یوسف میں دُوسرا (لنسفعًا) سورۂ اقرا میں یہ نون وقف میں الف سے بدل جائے گا اس وجہ سے کہ اس کی رسم الف کے ساتھ ہے۔

خاتمہ

پہلی فصل

جاننا چاہیئے کہ قاری مقری[1] کے واسطے چار علموں کا جاننا ضروری ہے ایک تو علم تجوید یعنے حروف کے مخارج اور اس کے صفات کا جاننا دُوسرا علم اوقاف ہے یعنی اس بات کو جاننا کہ اس کلمہ پر کس طرح وقف کرنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱) تطبیق کی صورت یہ ہے کہ کلمہ جاءٓ اصل میں جیا اجوف یائی ہے اور ہمزہ متحرک درحقیقت متحرک کے بعد مثل مبدا اور قرا کے الف کی شکل میں تھا لیکن جب حسب قاعدہ تعلیل کی گئی ی متحرک ماقبل مفتوح اُس ی کو الف سے بدلا گیا۔ اب تماثل ہوا جس کی وجہ سے ہمزہ کی شکل کو حذف کر دیا گیا۔ تو گویا فوائد مکیہ میں کلمہ کی اصل کے اعتبار سے جاءٓ کو اس قبیل میں داخل کیا اور شرح رائیہ میں کلمہ کی اصل اور تعلیل وغیرہ سے قطع نظر کرتے ہوئے اس کی ظاہری شکل یعنی ہمزہ متطرفہ متحرکہ بعد ساکن۔ ان امثلہ میں شامل کر دیا جن میں تماثل کی وجہ سے حذف نہیں بلکہ وضعاً ہمزہ محذوف ہے مثل سفہا اور یشاء اور من ماءٍ وغیرہ کے ۱۲ ماءً اور سواءً یہ دونوں منصوب منون مراد ہیں کیونکہ ان دونوں کلموں کی بقیہ صورتوں میں ہمزہ کی شکل وضعاً محذوف ہے نہ کہ تماثل کی وجہ سے البتہ منصوب منون ہونے کی حالتیں ہمزہ متوسط متحرک ماقبل الف اپنی حرکت کے مطابق الف کی شکل میں ہونا چاہیئے اور چونکہ تنوین نصبی کا رسم خط بالالف ہوتا ہے اس لئے الف شکل ہمزہ اور الف تنوین اور الف ماقبل ہمزہ ان میں تماثل ہونے کی وجہ سے آخر کے دو الف حذف ہوں گے،

[2] اس کلمہ کی اصل تراءیی بروزن تخاصم ہے اس میں علاوہ الف بنائی کے دو الف اور ہونا چاہئیں ایک الف شکل ہمزہ متوسط دوسرا الف مبدل عن الیاء بوجہ تماثل دو الف محذوف ہوں گے جیسا کہ شرح رائیہ مسمی بدر العقلیہ مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۵۲

(باقی حاشیہ صفحہ ۴۳ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیئے اور کس طرح نہ کرنا چاہیئے اور کہاں معنی کے اعتبار سے قبیح اور حسن ہے اور کہاں لازم اور غیر لازم ہے تجوید کے اکثر مسائل بیان ہو چکے ہیں اور اوقاف جو قبیل[1] ادا سے ہیں وہ بھی بیان کر دیئے گئے اور جو قبیل معانی[2] سے ہیں مختصر طور سے ان کے رموز کا بھی جو دال علی المعانی ہیں بیان کر دیا اور بالتفصیل بیان کرنے سے کتاب طویل ہو جائیگی اور مقصود اختصار ہے اور تیسرے رسم عثمانی ہے اس کا بھی جاننا ضروری ہے یعنی کس کلمہ کو کہاں پر کس طرح لکھنا چاہیئے کیونکہ کہیں تو رسم مطابق تلفظ کے ہے اور کہیں غیر مطابق اب اگر ایسے مواقع پر جہاں مطابقت نہیں ہے وہاں لفظ کو مطابق رسم کے تلفظ کیا تو بڑی بھاری غلطی ہو جائے گی مثلاً (رحمٰن) بے الف کے لکھا جاتا ہے اور (بأییدٍ) سورۂ ذاریات میں دو (ی) سے لکھا جاتا ہے اور (لا الی اللہ تحشرون) لا اوضعوا لا اذبحنّہٗ لا انتم[3]) ان چار جگہوں میں لام تاکید کا ہے اور لکھنے میں لام الف ہے ان جگہوں میں مطابقت رسم سے لفظ مہمل اور مثبت منفی ہو جاتا ہے اور یہ رسم توقیفی اور سماعی ہے اس کے خلاف لکھنا جائز نہیں اس واسطے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس وقت قرآن شریف نازل ہوتا تھا اسی وقت لکھا جاتا تھا۔ صحابۂ کرام کے پاس متفرق طور سے لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اکٹھا ایک جگہ جمع کیا گیا تھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نہایت ہی اہتمام اور اجماع صحابہ سے متعدد قرآن شریف لکھوا کر جا بجا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱، ۴۲) دوسرے بیت یعنی واکتب تراء وجاء انابواحدۃ + تبوّءَ املجأ ماءً مع النظر) اور اس کی شرح سے ظاہر ہے شرح یہ ہے:- ای اذا کان فی اٰخر الکلمۃ الفان او ثلثۃ فلم ترسم الا واحدۃ نحو تراء من قولہ تعالیٰ فلما تراء الجمعان وھو علی وزن تفاعل الف بعد الراء وبعدھا ھمزۃ اذا رسمت بصورۃ الالف والف لام الفعل فلم ترسم الا واحدۃ اور کچھ آگے چل کر کہتے ہیں ملجا وماءً حالۃ النصب فیہ الفان صورۃ الھمزہ والف التنوین ۱۲ (حاشیہ صفحہ ۴۲) [1] یعنی معلم ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] مثلاً وقف بالروم وقف بالاشمام ۱۲ [2] مثلاً وقف حسن یا احسن یا قبیح اور اقبح اور لازم وغیرہ ۱۲

[3] یہ کلمہ اور سورۂ صافات میں لا الی الجحیم ان دونوں کا رسم خط بعض مصاحف میں الف کی زیادتی کے ساتھ ہے اور بعض میں بلا الف ہے اور (لا اوضعوا) سورۂ توبۃ میں اجلہ اہل رسم کے نزدیک بالالف ہے اور کلمہ لا اذبحن جو سورۂ نمل میں ہے بالاتفاق جمیع اہل رسم بالالف ہے لیکن کلمہ لا انتم جو سورۂ حشر میں اس میں الف کی زیادتی کسی معتبر طریقہ سے ثابت نہیں صرف کتاب مورد الظمآن میں بالالف بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس کلمہ میں الف کی زیادتی ضعیف درجہ میں ہے علامہ دانی نے اپنی کتاب مقنع میں اور علامۂ شاطبی نے بھی اپنی کتاب رائیہ میں اس کلمہ کو نہیں بیان کیا۔ کما قال الشاطبی۔ وزاد اللام لِفُ الفا۔ لا اوضعوا اجلھم واجمعوا زمراً لا اذبحن وعن خلف معاً لا الی۔ رائیہ مطبوعہ مصر ص۲۰۵ اب

(باقی صفحہ ۴۴ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجے گئے جمع اول اور جمع ثانی میں اتنا فرق ہے کہ پہلی دفعہ میں جمع غیر مرتب تھا اور جمع ثانی میں سورتوں کی ترتیب کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کام کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا کیونکہ یہ کاتب الوحی تھے۔ اور عرضۂ اخیرہ کے مشاہد اور اسی عرضہ کے موافق جناب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنایا تھا۔ اور باوجود سارے کلام مجید مع سبعہ احرف کے حافظ ہونے کے پھر بھی یہ احتیاط اور اہتمام تھا کہ تمام صحابۂ کرام کو حکم تھا۔ کہ جو کچھ جس کے پاس قرآن شریف لکھا ہوا ہو وہ لاکر پیش کریں اور کم از کم دو۔ دو گواہ بھی ساتھ رکھتا ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ لکھا گیا ہے اور جیسا کہ صحابۂ کرام نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا تھا۔ ویسا ہی حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے لکھوایا بلکہ بعض ائمہ اہل رسم اس کے قائل ہیں کہ یہ رسم عثمانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر اور املا سے ثابت ہوئی ہے اس طرح پر یہ قرآن شریف باجماع صحابۂ کرام اس رسم خاص پر غیر معرب غیر منقط لکھا گیا۔ اس کے بعد قرنِ ثانی میں آسانی کی غرض سے اعراب اور نقطے بھی حروف میں دے دئیے گئے اب معلوم ہوا کہ یہ رسم توقیفی ہے ورنہ جس طرح ائمہ دین نے اعراب اور نقطے آسانی کے لیئے دیئے ہیں ایسا ہی رسم غیر مطابق کو مطابق کر دیتے اور یہ بات بعید از قیاس ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہما اور جمیع صحابہ اس غیر مطابق اور زوائد کو دیکھتے اور پھر اس کی اصلاح نہ فرماتے خاص کر قرآن شریف میں اسی واسطے جمیع خلفاء اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ اربعہ وغیرہم نے اس رسم کو تسلیم کیا ہے اور اس کے خلاف کو خلافِ جائز کی جگہ پر جائز نہیں رکھا اور بعض اہلِ کشف نے اس رسم خاص میں بڑے بڑے اسرار بیان کیئے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ رسم بمنزلۂ حروف مقطعات اور آیات متشابہات کے ہے (وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا) اور چوتھے علم قراءت ہے اور یہ وہ علم ہے جس سے اختلاف الفاظ وحی کے معلوم ہوتے ہیں اور قراءت دو قسم ہے ایک تو وہ قراءت ہے جس کا پڑھنا صحیح ہے۔ اور اس کی قرآنیت کا اعتقاد کرنا ضروری اور لازمی ہے اور انکار اور استہزاء گناہ اور کفر ہے۔ اور یہ وہ قراءت ہے جو قراء عشرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) بظاہر یہ شبہ ہوتا ہے کہ مؤلف نے کلمہ کا انتم کو باوجود اس کے ضعف کے بیان فرمایا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اس موقعہ پر مؤلف کو چند ایسی مثالیں دینا مقصود تھا جن کا رسم خط بالالف ہو اور تلفظ بدون الف کے۔

اس سلسلہ میں جو کلمات ذہن میں آگئے وہ بیان کر دیئے قطع نظر اس کے کہ کس کلمہ میں الف کی زیادتی راجح اور قوی ہے اور کس میں ضعیف ہے۔

بعض مصاحف میں کلمہ لانفضوا من حولك (آل عمران) الف کی زیادتی کے ساتھ ہے۔ جو بالکل بے اصل ہے۔ کتب معتبرہ رسم خط میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں۔ ۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بطریق تواتر اور شہرت ثابت ہوتی ہے اور جو قراءت ان سے بطریق تواتر اور شہرت ثابت نہیں ہوئیں یا ان کے ماسوا سے مروی ہیں وہ سب شاذہ ہیں اور شاذہ کا حکم یہ ہے کہ اس کا پڑھنا قرآنیت کے اعتقاد سے یا اس طرح کہ سامع کو قرآن شریف پڑھے جانے کا وہم ہو حرام اور ناجائز ہے آج کل یہ بلا بہت ہو رہی ہے کہ کوئی قراءت متواترہ پڑھے تو مسخرہ پن کرتے ہیں اور ٹیڑھی بانکی قراءت سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض حفاظ قاری صاحب بننے کو تفسیر وغیرہ دیکھ کر اختلاف قراءت سے پڑھنے لگتے ہیں۔ اور یہ تمیز نہیں ہوتی کہ یہ کونسی قراءت ہے آیا پڑھنا صحیح ہے یا نہیں اور شاذ ہے یا متواتر دونوں حضرات کا حکم ماسبق سے معلوم ہو چکا کہ کس درجہ برا کرتے ہیں۔

دُوسری فصل

قرآن شریف کو الحان[1] اور انغام[2] کے ساتھ پڑھنے میں اختلاف ہے بعض حرام۔ بعض مکروہ بعض مباح بعض مستحب کہتے ہیں پھر اطلاق اور تقیید میں بھی اختلاف ہے مگر قول محقق اور معتبر یہ ہے کہ اگر قواعد موسیقیہ کے لحاظ سے قواعد تجوید کے بگڑ جائیں تب تو مکروہ یا حرام ہے ورنہ مباح ہے یا مستحب اور مطلقاً تحسین صوت سے پڑھنا مع رعایت قواعد تجوید کے مستحب اور مستحسن ہے جیسا کہ اہل عرب عموماً خوش آوازی سے اور بلا تکلف بلا رعایت قواعد موسیقیہ کے ذرہ بھر بھی واقف نہیں ہوتے اور نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھتے ہیں اور یہ خوش آوازی ان کی طبعی اور جبلی ہے اسی واسطے ہر ایک کا لہجہ الگ الگ اور ایک دُوسرے سے ممتاز ہوتا ہے۔ ہر ایک اپنے لہجہ کو ہر وقت پڑھ سکتا ہے۔ بخلاف انغام کے کہ ان کے اوقات مقرر ہیں کہ دُوسرے وقت میں نہیں بنتے اور نہ اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہو گیا کہ نغم اور لہجہ میں کیا فرق ہے طرزِ طبعی کو لہجہ کہتے ہیں بخلاف نغم کے اب یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ انغام کسے کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ تحسین صوت کے واسطے جو خاص قواعد مقرر کئے گئے ہیں ان کا لحاظ کر کے پڑھنا یعنی کہیں گھٹانا کہیں بڑھانا کہیں جلدی کرنا کہیں نہ کرنا کہیں آواز کو پست کرنا کہیں بلند کرنا کسی کلمہ کو سختی سے ادا کرنا کسی کو نرمی سے کہیں رونے کی سی آواز نکالنا۔ کہیں کچھ جو جانتا ہو وہ بیان کرے البتہ جو بڑے بڑے اس فن کے ماہر ہیں ان کے قول یہ سُنے گئے ہیں کہ اس سے کوئی آواز خالی نہیں ہوتی ضرور ضرور کوئی نہ کوئی قاعدہ موسیقی کا پایا جائے گا خصوصاً جب انسان ذوق شوق میں کوئی چیز پڑھے گا باوجودیکہ وہ کچھ بھی اس فن سے واقف نہ ہو مگر کوئی نہ کوئی نغم سرزد ہو گا۔ اسی واسطے بعض محتاط لوگوں نے اس طرح پڑھنا شروع کیا ہے کہ تحسین صوت کا ذرہ بھر

---

[1] یعنی لہجہ طبعی [2] راگنیاں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی نام نہ آوے کیونکہ تحسین صوت کو لازم ہے تغم اور اس سے احتیاط ہے اور یہی بعض اہل احتیاط اہل عرب کو کہتے ہیں کہ وہ لوگ توگا کے پڑھتے ہیں حالانکہ یہ تحسین کسی طرح ممنوع نہیں اور نہ اس سے مفر ہے خلاصہ اور ماحصل ہمارا یہ ہے کہ قرآن شریف کو تجوید سے پڑھنا اور فی الجملہ خوش آوازی سے پڑھے اور قواعد موسیقیہ کا خیال نہ کرے کہ موافق ہے یا مخالف اور صحت حروف اور معانی کا خیال کرے اور معنی اگر نہ جانتا ہو تو اتنا ہی خیال کافی ہے کہ مالک الملک عزّ وجل کے کلام کو پڑھ رہا ہوں اور وہ سن رہا ہے اور پڑھنے کے آداب مشہور ہیں۔

الفہ عبد الرحمٰن بن محمّد بشیر خان
عَفَااللہ عَنہُ وَعَنْ والدیہ

تمّ الکتاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ فوائد مکیہ

باب التکبیر

ختم القرآن کے وقت سورۂ والضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورۃ کے آخر میں تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا استحباباً علی التخییر
بنا بر ذکر جلیل اور مسنون ہونے کے جمیع قراء مکہ کا معمول ہے اگرچہ حدیث تکبیر مرفوعاً مسلسل بالا صرف احمد بزی راوی
ابن کثیر ہی سے بلا اختلاف ہے لیکن بسبب مسنون ہونے کے قولاً و فعلاً تمام قراء کے لیئے مشائخ نے تکبیر کو پسند کیا ہے
جیساکہ کتاب غیث النفع فی القراءت السبع مطبوعہ مصر ص۲۸۷ میں ہے۔ وقد اتفقت الحفاظ الذهبی وغیرہ
بان حدیث التکبیر لم یرفعه الی النبی صلی اللہ علیه وسلم الا البزی فروینا عنه باسانید متعددة انه قال
سمعت عکرمة ابن سلیمان یقول قرات علے اسماعیل بن عبد اللہ المکی فلما بلغت والضحی قال لی کبر
عند خاتمة کل سورة حتی تختم واخبره انه قرا علی مجاهد فامره بذالک واخبره مجاهد ان ابن
عباس امره بذلک واخبره ابن عباس ان ابی ابن کعب امره بذلک واخبره ابی ان النبی صلی اللہ علیه
وسلم امره بذلک ورواه ابو عبد اللہ الحاکم فی مستدرکه علی الصحیحین عن ابن یحیی محمد بن
عبد اللہ بن یزید الامام بمکة عن محمد بن علے ابن زید الصائغ عن البزی وقال هذا حدیث صحیح
الاسناد ولم یخرجه البخاری ولا مسلم واما غیر البزی فانما رووه موقوفاً عن ابن عباس ومجاهد
انتهی ترجمہ:- یعنی بیشک حافظ ذہبی وغیرہ نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ حدیث تکبیر بزی کے سوا اور کسی سے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم تک مرفوع نہیں ہے پس روایت کرتے ہیں ہم بزی سے متعدد سندوں کے ساتھ کہا بزی نے کہ سنا میں نے
عکرمہ بن سلیمان سے کہتے ہیں وہ کہ پڑھا میں نے اسمٰعیل بن عبد اللہ مکی سے جب میں سورۂ والضحیٰ پر پہنچا تو کہا مجھ سے کہ
تکبیر کہو ہر سورۃ کے ختم پر قرآن کے ختم تک کیونکہ میں نے پڑھا۔ عبد اللہ ابن کثیر سے پس جب پہنچا میں سورۂ والضحیٰ پر
تو عبد اللہ ابن کثیر نے کہا کہ تکبیر کہو ہر سورت کے ختم پر قرآن کے ختم تک اور عبد اللہ ابن کثیر نے بتلایا کہ پڑھا انہوں نے مجاہد
سے پس مجاہد نے تکبیر کا حکم کیا اور مجاہد نے بتلایا کہ ابن عباس نے مجھے اس کا امر کیا اور ابن عباس نے خبر دی کہ ابی بن
کعب نے اس کا حکم کیا اور ابی بن کعب نے بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کا حکم فرمایا روایت کیا اس کو
ابو عبد اللہ حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بزی کے علاوہ اور جن لوگوں سے تکبیر کی روایت ہے وہ ابن عباس اور مجاہد تک موقوف ہے۔

اور تکبیر کا سبب بعض کے نزدیک یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مدت کے لیئے وحی کا انقطاع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے منافقوں نے طعناً کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور ناراض ہو گیا۔ جب بعد انتظار کے والضحیٰ نازل ہوئی تو آپ نے ختم سورۃ پر بطور شکر کے اللہ اکبر فرمایا اور بقول بعض تکبیر کا سبب یہ ہے کہ سورۂ والضحیٰ کے نزول کے وقت جبریل امین اپنی اصلی صورت میں آئے تھے اس سے متاثر ہو کر آپ نے اللہ اکبر فرمایا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض ایسی خاص نعمتوں کا تذکرہ اور وعدہ کیا گیا ہے جو نہایت مہتم بالشان ہیں بالخصوص آیتہ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ اس آیتہ میں ایسی عطا اور ایسی نعمت کا وعدہ ہے جو سب نعمتوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کا سبب اور موجب صد مسرت وخوشی ہے۔ ان نعمتوں کے شکریہ میں فرط مسرت سے آپ نے ختم سورۃ پر اللہ اکبر فرمایا۔ اسی طرح تاخیر وحی کے اسباب میں بھی مختلف اور متعدد [illegible] ہیں۔ جن کی تفصیل کتب مطولہ میں موجود ہے یہاں اختصاراً اتنا ہی کافی سمجھا۔

اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کی قراءۃ کے آخر میں اور اپنی قراءت سے پہلے تکبیر فرمائی اس وجہ سے تکبیر کا تعلق آخر سورۃ اور اول سورۃ دونوں کے ساتھ محتمل ہے اس وجہ سے ایک جماعت قراء کی اس طرف ہے کہ ابتداء تکبیر کی آخر ضحیٰ سے ہے اور انتہا آخر ناس پر ہے اور کچھ لوگوں نے اول الم نشرح سے اور کچھ لوگوں اول ضحیٰ سے تکبیر کی ابتدا مانی ہے۔ اسی طرح انتہا تکبیر کی بقول بعض اول ناس اور بقول بعض آخر ناس پر ہے۔

اور بطریق ابن حباب تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر بھی تکبیر کے ساتھ زیادہ کیا گیا ہے۔

اور ابوطاہر عبدالواحد اور ابن صباح وغیرہ کے طریق سے تحمید وللہ الحمد کی زیادتی بھی تکبیر کے آخر میں ثابت ہے یعنی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد تہلیل کا اضافہ بدون تحمید کے درست ہے لیکن صرف تحمید کی زیادتی بغیر تہلیل کے جائز نہیں پس تکبیر اور بسملہ کے وصل اور فصل کے اعتبار سے ضربی وجہیں آٹھ نکلتی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) سورۂ اولےٰ کی آخر آیتہ سے تکبیر کا فصل اور بسملہ سے تکبیر کا وصل اور بسملہ کا وصل سورۃ ثانیہ سے مثلاً واما بنعمۃ ربك فحدث ۝ اللہ اکبر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الم نشرح۔

(۲) سورۃ اول کی آخر آیتہ پر وقف اور تکبیر کا وصل بسملہ سے اور بسملہ کا فصل سورۃ ثانیہ سے مثلاً فحدث ۝ اللہ اکبر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الم نشرح یہ دونوں وجہیں اس کا احتمال رکھتی ہیں کہ تکبیر شروع سورہ کے لئے ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) سورۃ اولیٰ کی آخیر آیتہ سے تکبیر کا وصل اور تکبیر کا بسملہ سے فصل بسملہ کا وصل سورۃ ثانیہ سے مثلاً فحدث ۔ اللہ اکبر ہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الم نشرح ۔ (۴) سورۂ اولیٰ کی آخیر آیتہ سے تکبیر کا وصل اور تکبیر کا بسم اللہ سے فصل اور بسملہ کا فصل سورۃ ثانیہ سے مثلاً فحدث اللہ اکبر ہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ الم نشرح۔

یہ دونوں وجہیں اس تقدیر پر ہیں کہ تکبیر کا تعلق آخر سورۃ سے ہے۔

(۵) سورۃ اولیٰ کا وصل تکبیر سے اور تکبیر کا وصل بسملہ سے اور بسملہ کا وصل سورۃ ثانیہ سے مثلاً فحدث اللہ اکبر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الم نشرح ۔ (۶) قطع سورۃ اولیٰ کا تکبیر سے اور تکبیر کا قطع بسملہ سے اور وصل بسملہ کا سورۃ ثانیہ سے مثلاً فحدث ہ اللہ اکبر ہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الم نشرح ۔ (۷) سورۃ اولیٰ کا قطع تکبیر سے اور تکبیر کا قطع بسملہ سے اور بسملہ کا قطع سورۃ ثانیہ سے مثلاً فحدث ہ اللہ اکبر ہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ الم نشرح۔

ان تین وجہوں یعنی نمبر ۵ لغایتہ نمبر ۷ میں تکبیر کے تعلق کا دونوں سورتوں کے ساتھ احتمال ہو سکتا ہے۔

(۸) سورۃ اولیٰ کا وصل تکبیر سے اور تکبیر کا وصل بسملہ سے اور بسملہ کا فصل سورۃ ثانیہ سے مثلاً فحدث اللہ اکبر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ الم نشرح۔

یہ آٹھویں وجہ ناجائز ہے اس وجہ سے کہ اس میں بسم اللہ کا تعلق سورۃ اولے کے ساتھ معلوم ہوگا۔ سورۃ والضحیٰ سے سورۃ ناس تک جن سورتوں کے آخر میں حرف ساکن ہے تو نمبر ۳ لغایتہ نمبر ۵ ان تین وجہوں میں اس ساکن حرف کو کسرہ دے کر لام اسم الجلالہ سے ملا کر پڑھیں گے۔ اور ہمزۂ وصلی بوجہ درج کلام گرا دیا جائیگا مثلاً فحدث اللہ اکبر۔ فارغب اللہ اکبر۔ کفواً احد ہ اللہ اکبر۔ توابا ہ اللہ اکبر۔ اور اگر سورۃ کے آخر میں متحرک حرف ہے تو اس کو اسی حرکت کے ساتھ تکبیر کے اسم الجلالہ میں ملا دیا جائے گا۔ مثلاً باحکم الحاکمین اللہ اکبر۔

لیکن اگر اخیر حرف ہائے ضمیر موصولہ ہے تو اس کا صلہ حذف کیا جائیگا۔ مثلاً لمن خشی ربہ اللہ اکبر۔ شرا یرہ اللہ اکبر۔

اور اگر بقول بعض تہلیل اور تحمید بھی تکبیر کے ساتھ زیادہ کی جائے تو پھر سورۃ اُولیٰ کا اخیر حرف اگر تنوین ہے تو تنوین کا ادغام لام نافیہ میں کر دیا جائے گا۔ مثلاً کفواً احد لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد باقی صورتوں میں ساکن ساکن رہے گا اور متحرک متحرک کوئی تغیر نہ ہوگا۔ اور ہائے ضمیر کا صلہ بھی بدستور باقی رہے گا۔

اور چونکہ آخر سورۂ لیل پر کسی کے نزدیک تکبیر نہیں اس لئے درمیان سورۂ لیل اور سورۂ ضحیٰ کے صرف پانچ وجہیں جائز ہوں گی اور دو وجہیں نمبر ۳ - ۴ جن میں آخر سورۃ کے لئے تکبیر کا احتمال ہے ناجائز ہوں گی۔ اسی طرح درمیان سورۃ الناس اور سورۃ فاتحہ بھی پانچ وجہیں ہوں گی اور دو وجہیں نمبر ۱۔ اور نمبر ۲ ناجائز ہوں گی۔ کیونکہ دونوں اوّل سورۃ کے ساتھ محتمل ہیں اور اوّل فاتحہ میں کسی کے قول سے تکبیر ثابت نہیں۔

علامۂ شاطبی نے جو آخر لیل کہا ہے اس سے بھی اول والضحیٰ ہی مراد ہے جیساکہ سراج القاری شرح شاطبیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صنہ۳ میں ہے وبعض اھل الاداء وصل التکبیر باخر سورۃ واللیل یعنی من اوّل سورۃ والضحی۔ تہلیل کے اوّل چونکہ مدّ منفصل ہے تو جن کی روایت میں صرف قصر ہے ان کے لئے توسط بھی کر سکتے ہیں۔ مبالغۃً للنفی اگر تکبیر والی سورتوں میں سے کسی سورۃ پہ قطع قراۃ کا ارادہ ہو تو آخر سورۃ پر بھی تکبیر کہے۔ اور اگر پھر اگلی سورۃ سے ابتداء کرے تو صرف استعاذہ اور بسملہ پڑھے تکبیر نہ کہے۔ بشرطیکہ آخر سورۃ کے احتمال پر تکبیر کہی ہو ورنہ اگر اوائل سورۃ کے احتمال پر تکبیر کہی ہے تو قطع قراءت کے وقت آخر سورۃ پر تکبیر نہ کہے اور اگر پھر اگلی سورۃ کی ابتداء کرے تو درمیان استعاذہ اور بسملہ کے تکبیر کہے۔

الحال المرتحل

یعنی ایک قرآن مجید کو ختم کرنے کے بعد ہی دُوسرا قرآن مجید بلا فصل شروع کر دینا کتاب غیث النفع فی القراءت السبع مطبوعہ مصر صنہ۳ میں ہے فقد روی عن المکی من طریق درباس مولے ابن عباس عن عبد اللہ بن عباس عن ابی بن کعب رضی اللہ عنھم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا قرأ قل اعوذ برب الناس افتتح من الحمد ثم قرأ من البقرۃ الی واولئک ھم المفلحون ثم دعا ثم قام وروی مسند او مرسلا ان رجلا قال للنبی صلے اللہ علیہ وسلم ای العمل احب الی اللہ تعالیٰ قال الحال المرتحل وھو علے حذف مضاف ای عمل الحال۔ وروی مسندا ومفسرا عن ابن عباس رضی اللہ عنھما بلفظ ان رجلا قال یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ای الاعمال افضل قال علیك بالحال المرتحل قال وما الحال المرتحل قال صاحب القرآن کلما حل ارتحل ای کلما فرغ من ختمۃ شرع فی اخری شبہ بمسافر اذا فرغ من سفرہ وحل منزلہ ثم ارتحل بسرعۃ لسفر اخر۔ (ترجمہ) اور بیشک روایت کیا گیا عبد اللہ ابن کثیر مکی سے بطریق درباس جو کہ مولے ہیں ابن عباس کے (غلام آزاد شدہ) عبد اللہ ابن عباس سے اور وہ روایت کرتے ہیں ابی بن کعب سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۂ ناس پڑھ کر قرآن ختم کرتے تو پھر فاتحہ اور سورۂ بقرہ سے مفلحون تک افتتاحاً پڑھتے پھر دعا مانگ کر کھڑے ہو جاتے اور مسند اور مرسل طریق سے روایت کیا گیا ہے۔ کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالےٰ کو کونسا عمل محبوب ہے تو آپ نے فرمایا کہ حال مرتحل یعنی عمل حال مرتحل اور مسندا ور مفسر طریق پہ روایت کیا گیا ہے۔ ابن عباسؓ سے کہ ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا لازم ہے تجھ پہ حال مرتحل اس شخص نے کہا کہ حال مرتحل کیا ؟ تو آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے والا جب ایک قرآن ختم کرے تو دُوسرا قرآن شروع کرے اس کی مثال اس مسافر کی سی ہے جس نے اپنے سفر کو ختم کرنے اور اپنی جائے قیام میں اترنے اور اپنے پہنچنے کے بعد ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سفر کی تیاری کی اور روانہ ہوگیا اور کتاب اتحاف فی القرآت الاربعۃ عشر مطبوعہ مصر ص۲۷۹ میں ہے
واصل هذا الحديث فى جامع الترمذى من حديث صالح المرى عن قتادہ عن زرارة عن ابن
عباس قيل يارسول اى العمل احب الى الله تعالىٰ قال الحال المرتحل۔
و رواه ابوالحسن بن غلبون وزاد فيه يارسول الله ما الحال المرتحل قال فتح القرآن وختمه
صاحب القرآن يضرب من اوله الى آخره ومن آخره الى اوله كلما حل ارتحل الخ۔
ترجمہ۔ اور اس حدیث کی اصل جامع ترمذی میں صالح مزی کی حدیث ہے۔ کہ وہ روایت کرتے ہیں قتادہ
سے اور قتادہ زرارہ سے اور زرارہ ابن عباس سے کہا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا عمل اللہ کو محبوب ہے
تو فرمایا کہ حال مرتحل اور اسی کو ابوالحسن بن غلبون نے اتنی زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے کہ یارسول اللہ حال مرتحل
کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا کہ صاحب قرآن کا قرآن کو شروع کرنا اور ختم کرنا اور پڑھنا اول سے آخر تک اور آخر
سے اول تک، خلاصہ ان عبارتوں کا جو اوپر بیان ہوئیں یہ ہے کہ قرآن مجید ختم کرنے کے بعد ہی فوراً اسی جلسہ میں
بدون قطع قراءت کے دوسرا قرآن مجید شروع کر دیا جائے یعنی سورۃ فاتحہ اور سورۂ بقر کی چند آیتیں و اولئك
هم المفلحون تک پڑھ لی جائیں۔ اس کو احب الاعمال اور افضل الاعمال کہا گیا ہے اور یہ بھی بر سبیل استحباب
ہے واجب نہیں اور اس پر عمل کرنا افضل اور بہتر ہے۔

تکرار سورۂ اخلاص فی التراویح

آج کل ہندوستان و پاکستان وغیرہ کے اکثر شہروں میں یہ رواج ہوگیا ہے کہ تراویح میں ختم قرآن کے موقع
پر سورۂ اخلاص تین بار پڑھی جاتی ہے حالانکہ تجوید و قرأۃ کی معتبر کتابوں سے اس کا ترک ہی بہتر اور راوسلے معلوم
ہوتا ہے جیسا کہ اتحاف مطبوعہ مصر ص۲۷۹ میں ہے۔
واما ما اعتيد من تكرار سورة اخلاص ثلاث مرات فقال فى النشر انه لم يقرأ به ولا نعلم احدا
نص عليه من القراء والفقهاء سوى ابى الفخر حامد بن على بن حسنويه القزوينى فى كتاب حلية القراء
فانه قال فيه القراء كلهم قرؤا سورة الاخلاص مرة واحدة الا الهروانى بفتح الهاء والراء عن الاعشى
فانه اخذ باعادتها ثلاثا والماثور مرة واحدة قال اعنى صاحب النشر والظاهر ان ذلك كان اختيارا
من الهروانى فان هذا لم يعرف فى رواية الاعشى ولا ذكره احد من علمائنا وقد صار العمل على
هذا فى كثير البلاد عند الختم والصواب ما عليه السلف لئلا يعتقد ان ذلك سنة ولهذا نص ائمة
الحنابلة على انه لا تكرار سورة الصمد قالوا وعنه يعنون احمد لا يجوز انتهى كلام النشر قيل والحكمة

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیہ ما اورد انہا تعدل ثلث القران فیحصل بہ ثواب ختمۃ فان قیل کان ینبغی ان تقرأ اربعا لیحصل ختمتان والجواب ان المراد ان یکون علی یقین من حصول ختمۃ لما التی قرأھا اما التی حصل ثوابہا بتکریر السورۃ فہو جبر لما لعلہ حصل فی القرآن من خلل۔ انتہی۔

ترجمہ:۔ لیکن وہ جو سورۂ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھنے کی عادت ہو گئی ہے تو اس کے متعلق نشر میں کہا کہ ایسا پڑھا نہیں گیا اور نہ کسی قاری یا فقیہہ نے جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس کی تصریح کی بجز ابو الفخر حامد بن علی حسنو قزوینی کے کہ انہوں نے کتاب حلیۃ القراء میں کہا ہے کہ تمام قاریوں نے سورۂ اخلاص کو ایک ہی مرتبہ پڑھا ہے سو ہروانی کے کہ اس نے بروایت اعشی تین مرتبہ پڑھنے کو اخذ کیا ہے حالانکہ منقول ایک ہی مرتبہ ہے صاحب نشر نے کہا ہے ظاہر ہے کہ یہ طریقہ صرف ہروانی کا پسند کیا ہوا ہے اس لئے کہ یہ اعشی کی روایت میں معروف نہیں ہوا اور نہ ہمارے علماء میں سے کسی نے اس کو ذکر کیا۔ اور بہت سے شہروں میں ختم قرآن کے وقت اس پر عمل جاری ہے۔ مگر درست وہ ہے جس پر سلف کا عمل ہے تاکہ اس کے سنت ہونے کا اعتقاد نہ ہو جائے۔ اور اسی لئے ائمہ حنا نے نص کر دیا ہے کہ سورۂ اخلاص مکرر نہ پڑھی جائے۔ انہوں نے کہا کہ امام احمد سے روایت ہے کہ یہ جائز نہیں ہے نشر کا کلام ختم ہوا۔ بعضوں نے کہا کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ سورۃ ایک ثلث قرآن کے برابر ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے اور اس سے ایک ختم کا ثواب مل جاتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ پھر مناسب ہے کہ چار مرتبہ پڑھی جائے تاکہ دو ختم کا ثواب ملے اس کا جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ایک ختم کا ثواب یقینی ہو جائے۔ جو کچھ پڑھا ہے اور سورۃ کے مکرر پڑھنے سے جو ثواب حاصل ہوا ہے وہ اس نقصان کی تلافی ہے جو شاید قراءت قرآن میں کوئی خلل ہو گیا ہو۔ انتہی۔

پس مرقومہ بالا عبارت سے صاف واضح ہو گیا کہ تراویح میں ختم قرآن کے وقت سورۃ اخلاص کا ایک ہی بار پڑھنا بہتر اور اولیٰ ہے تاکہ یہ شبہ نہ ہو سکے کہ تین بار پڑھنا سنت ہے۔ واللہ اعلم۔

ھدایۃ العباد الی حقیقۃ النطق بالضاد

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و قرأ عظام اس مسئلہ میں کہ حرف ضاد کا صحیح تلفظ کیا ہے اور اس کی ادائیگی کا معتبر کیا طریقہ ہے اور صحیح ضاد کی آواز میں ظاء سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ یا دال مہملہ سے اور بجائے مشابہت بالظا خالص ظاء یا خالص دال مہملہ مرققہ یا مفخمہ پڑھی جائے تو کونسی صورت میں نماز فاسد ہو گی اور عوام کے لئے کونسا تلفظ نماز کی صحت کے لئے ضروری یا بہتر اور مناسب ہے اور ضاد کو ظاء سے ممتاز ادا کرنا عوام کے لئے محل تکلیف ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب وھو الموفق للحق والصواب

جواب سے پہلے تمہیداً اوّل چند باتیں ضروری سمجھ لینا چاہئیں تاکہ جواب کے سمجھنے میں سہولت اور آسانی ہو جائے۔ (۱) اہل فن حضرات سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کسی دو حرفوں میں تشابہ کا سبب اشتراک مخرج ہُوا کرتا ہے یا اشتراک صفات پس جو حرف کسی حرف سے ذاتاً و صفتاً جتنا متحد ہو گا اتنا ہی اس سے قریب اور مشابہ ہو گا پس اس قاعدۂ مسلّمہ کے بموجب ضاد کا تقابل حروف مشتبہ الصوت یعنی ظاء ذ ز اور دال مہملہ سے کرکے دیکھنا چاہیئے پس ان چاروں حرفوں میں سے جس حرف کے ساتھ ض اکثر صفات میں متحد اور شریک ہو گا وہی صحیح معنوں میں ضاد کا مشبہ بہ مانا جائے گا۔ نقشۂ ذیل ملاحظہ کرنے کے بعد یہ مسئلہ صاف طور پر سمجھ میں آسکتا ہے۔

نقشہ

حروف	مخارج	صفات
ض	زبان کا بغلی کنارہ اوپر داڑھوں کی جڑ	جہر۔ رخاوت۔ استعلاء۔ اطباق۔ استطالت
ظ	زبان کی نوک کنارہ ثنایائے علیا	〃 〃 〃 〃
ذ	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	〃 〃 استفال انفتاح
ز	زبان کی نوک ثنایائے علیا سفلیٰ کا کنارہ مع اتصال ثنایائے سفلی علیا	〃 〃 〃 〃 صفیرہ
د	زبان کی نوک جڑ ثنایائے علیا	〃 شدت 〃 〃 قلقلہ

اس نقشہ سے معلوم ہو گیا کہ ضاد باعتبار مخرج اور استطالت کے ان چاروں حرفوں سے مختلف ہے اب رہیں بقیہ صفات تو دال مہملہ سے فقط صفت جہر میں متحد ہے باقی صفات شدت استفال انفتاح۔ قلقلہ میں مختلف ہے اور ذ ز ان حرفوں کے ساتھ جہر۔ رخاوت دو صفتوں میں شریک ہے بقیہ صفات استفال انفتاح میں مختلف ہے لیکن ظ کے ساتھ جہر رخوت استعلاء اطباق چار صفتوں میں شریک ہے حاصل یہ نکلا کہ ضاد کو دال مہملہ کے ساتھ بوجہ اتحاد ایک صفت جہر کے نہایت قلیل درجہ کی مشابہت ہے اسی وجہ سے ضاد کا ممتاز ادا کرنا دال مہملہ سے نہایت سہل اور آسان ہے۔ اسی طرح (ز) کے ساتھ بھی معمولی تشابہ ہے اور بوجہ صفت صفیر ضاد کو (ز) سے ممتاز ادا کرنا بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آسان ہے علی ہذا (ذ) کے ساتھ بھی بوجہ اتحاد صفت جہر و رخوت مشابہت ہے لیکن بوجہ اختلاف استعلاء و اطباق ضاد کو ذ سے علیحدہ بچا کر ادا کر لینا آسانی سے ممکن ہے اب ضاد کی مشابہت کاملہ کا دار و مدار بسبب اتحاد اکثر صفات ظا کے ساتھ رہ جاتا ہے اسی وجہ سے حضرات مجوّدین کے نزدیک ان دونوں حرفوں میں امتیاز عسیر اور مشکل سمجھا گیا ہے اور حضرات علماء فقہا نے اس کو فصل بالمشقۃ سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ عنقریب آئندہ کی عبارتوں سے معلوم ہو جائے گا۔ (۲) عام طور پر ایک غلطی یہ پھیلی ہوئی ہے کہ عوام حرف ظ کو بھی غلط ادا کرتے ہیں یعنی (ز) ائے مفخمہ یا زائے مخلوط بالواؤ کے تلفظ کو ظ کی ادائیگی سمجھتے ہیں پس نتیجہ یہ نکلا کہ جب مشبہ بہ غلط ہوا تو مشبہ میں صحت مشابہت کا کوئی صیحح معیار نہ رہا۔

(۳) عوام کے لئے ض کا ظ سے ممتاز ادا کرنا اگر محل تکلیف میں ہوتا تو سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں یہ سوال پیدا ہونا چاہیئے تھا جبکہ غیر عرب عجمی لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے اور ان کی زبان میں یہ حرف نہ تھا اور یہ مسلّم ہے کہ اس وقت یہ سوال نہیں پیدا ہوا۔ (۴) بعض لوگ آج کل کے عربوں کے تلفظ مشابہ بالدال مہملہ کو حجت میں پیش کرتے ہیں حالانکہ اختلاط عجم کے اثرات سے عوام بلکہ بعض خواص عرب بھی جو کثرت سے مخلوط النسب ہیں متعدد حرفوں کو مثل ث اور ق کے بھی غلط بولنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ پس اس صورت میں بقاعدۂ غلط العوام فصیح ان کا غلط تلفظ حجت کے قابل ہے یا نہیں۔

(۵) جس طرح ضاد کا صحیح تلفظ کافی مہارت اور پوری مشق پر موقوف ہے اسی طرح ضاد صحیح کا احساس اور ادراک بھی کافی سماعت پر منحصر ہے۔ اب اس تمہیدی مضمون کے بعد اصل مسئلہ کی طرف توجہ کرنا چاہیئے کہ علمائے قراءت فقہائے امت نے اس مسئلہ میں کیا فیصلہ کیا ہے کتاب النشر مطبوعہ دمشق ج ۱ ص ۲۱۹ والضاد انفرد بالاستطالۃ ولیس فی الحرف ما یعسر علی اللسان مثلہ فان السنۃ الناس فیہ مختلفۃ وقل من یحسنہ فمنہم من یخرجہ ظاء ومنہم من یمزجہ بالدال المہملۃ ومنہم من یجعلہ لاما مفخمۃ ومنہم من یشمہ الزای وکل ذلک لا یجوز انتہی۔

ترجمہ:۔ اور حرف ضاد تنہا اور اکیلا ہے صفت استطالہ میں اور زبان پر کوئی حرف مثل اس کے دشوار نہیں ہے پس لوگوں کی زبانیں اس کی ادائیگی میں مختلف ہیں۔ اور ایسے لوگ کم ہیں جو اس کو اچھی طرح ادا کرتے ہوں بعض لوگ ایسے ہیں جو ضاد کی جگہ ظ نکالتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ممزوج بدال مہملہ نکالتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اس کو لام مفخمہ بنا دیتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو اس میں ز کا خلط کر دیتے ہیں اور یہ سب ناجائز ہیں۔ اور علامہ محمد مکی اپنی کتاب رعایہ باب الضاد ص ۴۵ تا ۴۶ مطبوعہ محبوب المطابع دہلی میں فرماتے ہیں الضاد تخرج من مخرج الرابع من مخارج الفم تخرج من اول حافۃ اللسان وما یلیہ من الاضراس وھو حرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوی لانها مجهور مطبق من حروف الاستعلاء وفیه استطالة وله صفات قد تقدم ذکرها والضاد یشبه لفظها بلفظ الظاء لانها من حروف الاطباق ومن حروف المستعلیة ومن الحروف المجهورة ولولا اختلاف المخرجین وما فی الضاد من الاستطالة لکان لفظها واحدا ولم یختلفا فی السمع فیجب علی القاری ان یتلفظ بالضاد واذا کان بعدها الف بالتفخیم البین کما یلفظ بها اذا یحکی الحروف فیقول صاد ضاد ولابد له من التحفظ بلفظ الضاد حیث وقعت فهو امر یقصر فیه اکثر من رایت من القراء والائمة لصعوبته علی من لم یدربه فلابد للقاری المجود ان یلفظ بالضاد المعجمة المفخمة مستعلیة مطبقة مستطیلة فیظهر صوت خروج الریح عند ضغط حافة اللسان لما یلیه من الاضراس عند اللفظ بها ومتی فرط فی ذالک اتی بلفظ الظاء وبلفظ الذال فیکون مبدلا ومغیرۃ فالضاد اصعب الحروف تکلفاً فی المخرج واشدها صعوبة علی اللافظ فمتی لم یتکلف القاری اخراجها علی حقها اتی بغیر لفظها واخل بقراته ومن تکلف ذلک وتمارٰی علیه صارله التجوید بلفظها عادة وطبعا وسجیة انتھی۔ ترجمہ:۔ منہ کے مخارج میں چوتھے مخرج یعنی شروع کنارہ زبان اور داڑھوں کی جڑ سے ضاد نکلتا ہے اور وہ قوی حرف ہے کیونکہ وہ مستعلیہ مجہورہ مطبقہ ہے اور اس میں صفت استطالت ہے اور اس کی کچھ صفات پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ اور ضاد کا تلفظ ظ کے تلفظ سے مشابہ ہے اس لئے کہ ظ مطبقہ مستعلیہ مجہورہ میں سے ہے اگر ضاد اور ظ میں اختلاف مخرج نہ ہوتا اور ض میں صفت استطالت نہ ہوتی تو دونوں کا ایک تلفظ ہوتا اور سماعت میں مختلف نہ ہوتے پس قاری پر ضروری ہے کہ جب ضاد کے بعد الف آجائے تو ضاد کا تلفظ صاف تفخیم کے ساتھ کرے جیسا کہ مفرد حروف کو ادا کرتا ہے پس کہے صاد ضاد اور قاری کے لئے ضروری ہے کہ جہاں کہیں ضاد آجائے اس کی ادائیگی میں احتیاط سے کام لے۔ پس یہ ایک ایسا مرحلہ ہے کہ میں نے اکثر قراء اور ائمہ کو اس میں کوتاہی کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کی اس دشواری کی وجہ سے خصوصاً اس شخص کے لئے جو اسکی مہارت بھی نہیں رکھتا ہے پس قاری مجوّد کے لئے یہ ضروری ہے کہ ضاد معجمہ کو تفخیم اور استعلاء اور اطباق اور استطالت کے ساتھ ادا کرے ایسی ادائیگی کے وقت جبکہ کنارۂ زبان داڑھوں سے لگے گا تو ایک آواز لطیف ظاہر ہو گی اور جب اس میں تفریط کرے گا تو ضاد کا تلفظ ظ یا ذ سے بدل جائے گا۔ پس ضاد مخرج کی اہمیت کی وجہ سے مشکل ترین حرفوں میں سے ہے اور ادا کرنے والے کے لئے باعتبار دشواری کے سخت ترین ہے پس اگر قاری اس کی ادائیگی میں کما حقہٗ اہتمام نہ کرے گا تو اس کے خلاف تلفظ کرے گا۔ اور اپنی قراءۃ میں خلل انداز ہو گا اور جو شخص اس کو اہتمام کے ساتھ ادا کرے گا اور کچھ عرصہ تک اس کی مواظبت رکھے گا تو اس کے لئے ضاد کی تجوید آسان اور جبلی ہو جائے گی۔ انتہی۔

اور قول المفید فی علم التجوید مطبوعہ مصر صفحہ ۷۱ تا ۷۲ میں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال ابن الجزری فی التمہید اعلم ان ھذا الحرف لیس فی الحروف حرف یعسر علی اللسان غیرہ فان السنة الناس فیہ مختلفة وقل من یحسنهٗ فمنهم من یخرجہ ظاء معجمة لانہ یشارک الظاء فی صفاتها کلها الا الاستطالة فلولا الاستطالة واختلاف المخرجین لکانت ظاء وھم اکثر الشامیین و بعض اھل المشرق وھذا لا یجوز فی کلام اللہ تعالیٰ لمخالفتہ المعنی الذی اراد اللہ تعالیٰ اذ اقرا فی الضالین الظالین بالظاء المعجمة لکان معناہ الدائمین وھذا خلاف مراد اللہ تعالیٰ وھو مبطل للصلوة لان الضلال بالضاد ھو ضد الھدی کقولہ ضل من تدعون الا ایاہ ولا الضالین ونحوہ والظلال بالظاء ھو صیرورة کقولہ ظل وجهه مسودًا وشبهه فمثال الذی یجعل الضاد ظاء فی ھذا شبہ کالذی یبدل سین صادا فی نحو قولہ واسروا النجوی او یبدل الصاد سینا فی نحو قولہ واصرّوا واستکبروا فالاول من السر والثانی من الاصرار وقد حکی ابن جنی فی کتابہ التنبیہ وغیرہ ان من العرب من یجعل الضاد ظاء مطلقا فی جمیع کلامهم وھذا غریب وفیہ توسع للعامة ومنهم من لا یوصلها الی مخرجها بل یخرجها دونہ ممزوجة بالطاء المهملة لا یقدرون علی غیر ذلک وھم اکثر المصریین وبعض اھل المغرب ومنهم من یجعلها دالا مفخمة ومنهم من یخرجها لاما مفخمة وھم الزیالع ومن ضاھاھم لان اللام مشارکة لها فی المخرج لا فی الصفات فهی بعکس الظاء لان الظاء تشارک الضاد فی الصفات لا فی المخرج انتهی۔ ابن جزری نے تمہید میں کہا ہے کہ جاننا چاہیئے کہ کوئی حرف حروف میں سے زبان پر مشکل اور دشوار نہیں سوائے ضاد کے پس لوگوں کی زبانیں اس میں مختلف ہیں اور کم ایسے لوگ ہیں جو اس کو عمدہ اور اچھا ادا کرتے ہیں پس بعض لوگ ان میں سے ایسے ہیں جو بجائے ضاد کے ظاء نکالتے ہیں۔ اس لئے کہ ضاد جمیع صفات میں ظا کا شریک ہے سوائے استطالت کے اگر استطالت نہ ہوتی اور دونوں کے مخرج میں اختلاف نہ ہوتا تو ضاد ظا ہوتا۔ اور وہ لوگ ملک شام کے باشندے اور بعض اہل مشرق ہیں اور یہ اللہ کے کلام میں جائز نہیں ہے بسبب مخالفت اس معنی کے جس کا ارادہ اللہ تعالے نے کیا ہے اگر ہم ضالین کی جگہ ظالین یعنی ظاء معجمہ پڑھیں تو اس کے معنی دائمین یعنی ہمیشہ رہنے والے اور وہ نماز کو باطل کرنے والا ہے اس لئے کہ ضلال (گمراہی) ہدایت کی ضد ہے مثل قول اللہ تعالے ضل من تدعون الا ایاہ و لا الضالین وغیرہ کے اور ظلال ظا کے ساتھ۔ اس کے معنی صیرورة یعنی ہو جانا کے ہیں۔ مثل اللہ تعالے کے قول ظل وجهه مسودًا اور اس کے مشابہ ہیں جو شخص کہ اس جگہ اور اس کے مثل میں ضاد کو ظاہر کر دیتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو سین کو صاد سے بدل دیتا ہے۔ واسروا النجوی میں یا صاد کو سین سے بدلتا ہے واصروا واستکبروا وغیرہ کے موقع میں پس پہلا سر سے اور دوسرا اصرار سے ہے اور ابن جنی نے اپنی کتاب التنبیہ میں بیان کیا ہے کہ بعض عرب لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی تمام بات چیت میں ضاد کی جگہ ظاء بولتے ہیں اور یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک نادر اور عجیب بات ہے اور اس تغیر ضاد بالظاء میں عوام کے لئے وسعت اور گنجائش ہے اور بعض لوگ ان میں سے ایسے ہیں جو ضاد کو اس کے پورے مخرج تک نہیں پہنچاتے بلکہ کچھ کمی کے ساتھ طائے مہملہ کے خلط کے ساتھ نکالتے ہیں جو اس کے خلاف نکالنے پر قدرت نہیں رکھتے اور وہ اکثر مصری ہیں اور بعض اہل مغرب اور بعض لوگ ضاد کو دال مفخم کر دیتے ہیں اور بعض لوگ لام مفخمہ ادا کرتے ہیں اور وہ زیالعہ ہیں یعنی وہ لوگ جو حبشہ کی طرف رہنے والے ہیں (کذا فی القاموس) اور وہ جو ان کے مثل ہیں اس لئے کہ لام ضاد کا شریک ہے مخرج میں (علی قول غیر الفراء) صفات میں شریک نہیں۔ بخلاف ظاء کے کہ ظاء ضاد کے صفات میں شریک ہے مخرج میں شریک نہیں۔ مذکورۂ بالا عبارتوں سے ائمہ تجوید و قراء کا مسلک ظاہر اور انتہائی واضح ہونے کے بعد چند باتیں معلوم ہوئیں اوّل ضاد کا ظاء سے بوجہ اشتراک اکثر صفات ذاتیہ بمقابلہ ذال زاء منقوطہ اور دال مہملہ کے زیادہ مشابہ ہونا۔ دوم ضاد کا اداء مشکل اور دشوار ہونا۔ سوم بعض جگہ بجائے ضاد کے ظاء پڑھنے سے معنی میں تغیر ہو جانا۔ چہارم عوام کے لئے بوجہ دشواری تلفظ ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کی وسعت اور گنجائش۔ پنجم ضاد کے صحیح تلفظ کا آسان طریقہ۔ ششم قاری ماہر کے لئے بجائے ضاد کے بقیہ حروف مشتبہ الصوت کا عدم جواز اب اس کے بعد فقہاء و علمائے امت نے جو کچھ اس مسئلہ میں فیصلہ کیا ہے۔

فتح القدیر للعلامۃ الکمال ابن الہمام الحنفی المتوفی سنہ ۸۶۱ھ شرح الہدایۃ مطبوعہ مصر ج ۱ صفحہ ۱۸۱ واما الحروف فاذا وضع حرفا مکان غیرہ فاما خطاء واما عجزا فالاصول ان لم یغیر المعنی و مثلہ فی القرآن نحو ان المسلمون لا تفسد وان لم یغیر ولیس مثلہ فی القرآن نحو قیامین بالقسط والتیابین والحی القیام عندھما لا تفسد وعند ابی یوسف تفسد ان لم یکن مثلہ فی القرآن فلو قرا الشعیر بشین معجمۃ فسدت اتفاقاً فالعبرۃ فی عدم الفساد عدم تغیر المعنی ای عند الطرفین وعند ابی یوسف وجود المثل فی القرآن فلا یعتبر علی ھذا ماذکرا بو منصور العراقی من عسر الفصل بین الحرفین وعدمہ فی عدم الفساد ولا ثبوتہ ولا قرب المخرج وعدمہ کما قال ابن مقاتل ای محمد بن مقاتل الرازی وھو من اصحاب الامام محمد بن الحسن الشیبانی۔ (انتہی)

ترجمہ:۔ اور بہر حال حروف اگر ایک حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف پڑھا تو دو حال سے خالی نہیں یا ایسا کرنا غلطی اور سہواً ہو یا بمجبوری مثل عدم قدرت بر تلفظ صحیح وغیرہ پس اس میں اصل یہ ہے کہ اگر معنی نہ بدلے ہوں اور اس کا مثل قرآن مجید میں موجود ہے جیسے ان المسلمون تو سب کے نزدیک نماز فاسد نہ ہو گی۔ اور اگر معنی نہیں بدلے لیکن اس کا مثل قرآن میں موجود نہیں ہے تو امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہو گی لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فاسد ہو گی پس اگر اصحاب السعیر کی جگہ اصحاب الشعیر شین معجمہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ پڑھا تو سب کے نزدیک فاسد ہو گی۔ کیونکہ معنی بھی بدل گئے۔ اور اس کا مثل بھی قرآن میں نہیں ہے پس طرفین یعنی امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک عدم فساد نماز میں عدم تغیر معنی کا اعتبار کیا گیا ہے خواہ اس کا مثل قرآن میں ہو یا نہ ہو۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عدم تغیر معنی کے ساتھ وجود مثل فی القرآن کا بھی عدم فساد نماز میں اعتبار کیا گیا ہے پس اسی قاعدہ کلیہ کی بنا پر جو کچھ ذکر کیا ہے۔ ابو منصور عراقی نے یعنی عسر الفصل بین الحرفین اور اس کے عدم سے نماز کے فساد و عدم فساد کے متعلق اس کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ اور نہ اس کے ثبوت کا نہ اس کے قرب مخرج اور بعد مخرج کا جیسا کہ کہا ابن مقاتل نے جو کہ امام محمد بن الحسن الشیبانی کے اصحاب سے ہیں۔

فتاوے قاضی خاں معروف بہ خانیہ بہ ہامش فتاویٰ ہندیہ معروف بہ عالمگیری مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱۳۰ وان ذکرنا حرفاً مکان حرف وغیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقة کالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصالحات تفسد عند الکل وان لم یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقة کالظاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ فیه قال اکثرھم لا تفسد صلوته۔ انتھی۔

ترجمہ: اگر ایک حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف پڑھا جس سے معنی بدل گئے پس اگر ان دو حرفوں میں فرق اور امتیاز بغیر مشقت کے آسانی سے ممکن ہو جیسے طاء اور صاد کا فرق مثلاً الصالحات کی جگہ الطالحات پڑھا جاوے تو نماز سب کے نزدیک فاسد ہو گی (کیونکہ ان میں امتیاز آسان ہے) اور اگر دو حرفوں میں فصل کرنا بغیر مشقت کے ممکن نہ ہو جیسے ظاء ضاد کا فرق اور صاد سین کا اور طاء اور تاء کا فرق تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، اکثر نے کہا ہے کہ نماز فاسد نہ ہو گی اور فتاویٰ خانیہ جلد ۱ ص ۱۳۲ میں ہے۔

او الذالین بالذال او الظاء قیل لا تفسد لعموم البلوی فان العوام لا یعرفون مخارج الحروف وکثیر من المشائخ کالامام الصفار ومحمد بن سلمہ افتوابہ۔ انتھی بالذالین ذال یا ظاء کے ساتھ پڑھا گیا تو کہا گیا ہے کہ نماز فاسد نہ ہو گی بسبب ابتلائے عام کے کیونکہ عوام مخارج حروف کو نہیں جانتے اور اکثر مشائخ نے مثلاً امام صفار اور محمد بن سلمہ نے اسی پر فتویٰ دیا اور خلاصۃ الفتاویٰ المعروف بہ خلاصہ للامام المجتہد فی المسائل طاہر بن احمد البخاری الحنفی المتوفی ۵۲۲ھ میں ہے۔

ولو قرأ الضالین بالظاء والذال او الزاء لا تفسد انتھی اگر الظالین ظا یا ذال سے پڑھا یا زاء تو نماز فاسد نہ ہو گی۔

خلاصہ: ائمہ تجوید اور علماء فقہا کے اقوال مذکورۂ بالا سے صراحتاً اور بطور استنباط کے یہ فیصلہ ہو گیا کہ قاری ماہر ضاد کے صحیح تلفظ کرنے کا ضرور مکلف ہے اور ضاد کے صحیح تلفظ میں ظاء کی مشابہت ہو گی اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوام مخارج حروف وغیرہ سے واقف نہیں ہوتے لیکن چونکہ ضاد اور ظاء میں امتیاز کرنا مشقت کے درجہ میں ہے۔ اس لئے عموم بلوے کے لحاظ سے بجائے ضاد کے ظاء پڑھنے سے اکثر فقہاء کے نزدیک نماز فاسد نہ ہو گی۔ یہی مذہب اور مسلک معتدل اور پسندیدہ ہے اور اسی پر فتوٰی ہے۔ واللہ اعلم۔

ضاد کا دال مہملہ سے فصل اور امتیاز چونکہ آسان ہے اور مشقت کے درجہ میں نہیں ہے اس لئے ضاد کی جگہ دال مہملہ مرققہ یا مفخمہ پڑھنے سے چونکہ فتاوی خانیہ میں۔

ولو قرأ الذالین بالدال تفسد صلوٰتہ کا جزئیہ صراحتاً موجود ہے سب کے نزدیک نماز فاسد ہو گی۔

اب اس کے آخر میں استفتاء قراء حرمین بھی جو اعلام العباد مطبوعہ اصح المطابع آسی پریس لکھنؤ ۱۹۳۴ء ملاحظہ ہو وھو ھذا۔

استفتاء من علماء الحرمین الشریفین

ما قول العلماء والقراء فی اداء الضاد المعجمة القرآنیة هل هی شبیهة فی الصوت والسمع باحدٍ من الظاء المعجمة والدال المهملة والغین المعجمة ام لا ؟

فان الناس فی دیارنا تفرقوا فی قرأتها علی ثلاثة فرقٍ احدها ینطق بها بصوتٍ یکون کصوت الدال المهملة فی السمع فیقولون غیر المغدوب او نحوه مکان غیر المغضوب وثانیها یفرئها بحیث یسمع الغین والدال کلاهما فی ادائها فیقولون ولغدالّین او شبهه مکان ولا الضالین۔

وثالثها یتلفظ بها بصوت یکون شبیها بصوتِ الظاء المعجمة الصحیحة فی السمع فقراءة ای فرقةٍ من الفرق الثلثة المذکورة موافقة للحق والصواب بینوا حق اداء الضاد الفصیحة بالتفصیل لعل الله یرفع الخلاف ببیانکم۔

الجواب من شیخ القراء بالمدینة المنورہ

بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده۔ اما بعد فان المومن اذا قال صدق واذا قیل له صدق واختلاف اهل الفضل بغیر دلیل قطعی من کتب المحققین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زيغٌ وباطل والجدال بغير حق عاقبتهٗ الحسرة والندامة فاقول وانا الفقير الى رحمة ربه القدير حسن بن ابراهيم المدرس بالحرم النبوىّ ان نهاية القول فى الضاد هو انها اقرب الى الظاء فقط كما فى الرعاية وجهد المقل وغيرهما فقراءةُ الفرقة الثالثة المذكورة فى الاستفتاء صحيحة و اما كون الضاد شبيهةً بالدال او الغين فما سمعنا به قط ولا وجد فى كتابٍ فمن صلّٰى خلف امام يعتقد ذالك فصلوتهما باطلة والله على ما نقول وكيل كتبه بيده وقرأه بلسانه حسن بن ابراهيم المدرس بالحرم النبوىّ بالمدينة المنورة

راجى عفو ربه القادر
حسن بن ابراهيم الشاعر

الجواب من علماء مكّة المكرّمة

قل ان الهدى هدى الله - يهدى من يشاء الى صراط مستقيم وما كنا لنهتدى لو لا ان هدانا الله فنقول ان الذى استقر عليه رائ جميع اهل الاداء فى كتبهم ان الضاد والظاء اتفقتا فى الاستعلاء والاطباق والتفخيم والجهر والرخاوة واختلفتا فى المخرج وانفردت الضاد بالاستطالة فاذا اعطيت للضاد حقها من مخرجها وصفاتها فقد اتيت بالصواب الذى لا محيد عنه عند علماء القراءة المتقنين وحينئذٍ يكون بها اثر شبه الظاء فى التلفظ كما فى نهاية القول المفيد وغيرها واما كون الضاد قريبة من الدال او الغين فى التلفظ فبعيد عن الحق والله اعلم-

كتبه احمد حامد عبد الرزاق احد القراء
بمدرسة الفلاح بمكة المكرمة
٢٥ ذى القعدة سنہ ١٣٥١ھ

مدرسة الفلاح
اسست سنہ ١٣٣٠ هجرية
بمكة المكرمة

مدير مدرسة الفلاح	احد القراء مدرسة الفلاح	المعاون الاول مدرسة الفلاح
المركشى محمد طيب	حامد احمد	ابو بكر بن احمد الحبيشى
مدرس بمدرسة الفلاح	مدرس بمدرسة الفلاح	مدرس بمدرسة الفلاح
		والله اعلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل سجدۂ تلاوت کے بیان میں

مذہب احناف میں بلا اختلاف کسی امام از ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ رحمہم اللہ تعالےٰ۔ قرآن مجید میں سجدۂ تلاوت چودہ ہیں جو چودہ سورتوں میں ہیں ان میں سے ہر ایک مقام کی آیات متعینہ مخصوصہ کی تلاوت اور سماعت سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور یہ کل سجدے واجب ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے اذقرا ابن اٰدم السجدۃ اعتزل الشیطن یبکی یقول یا ویلاہ امر ابن آدم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود فابیت فلی النار اخرجہ مسلم وغیرہ فی الایمان ویؤیدہ ای الوجوب فی ذم الکفار واذا قرئ علیھم القراٰن لا یسجدون۔ لہٰذا ان سجدوں میں کسی مقام کا سجدہ چھوٹ گیا اور عمر بھر ادا نہ کیا تو تارک سجدہ گنہگار ہوگا۔ لیکن بعض خاص حالتوں میں سجدہ تلاوت نہ تو تالی پر واجب ہوتا ہے اور نہ سامع پر۔ مگر ان میں سے بعض صورتوں میں شیخینؒ امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واجب نہیں ہوتا ہے لیکن امام محمدؒ کے نزدیک تالی اور سامع دونوں پر واجب ہو جاتا ہے ان چودہ سجدوں میں سے پہلا سجدہ سورۂ اعراف کی اخیر آیتہ ان الذین عند ربک تا ختم آیتہ یسجدون پر ہے۔ دُوسرا سجدہ سورہ رعد میں وللہ یسجد من فی السمٰوٰت تا ختم آیتہ والاصال پر ہے۔ تیسرا سورۂ نحل میں وللہ یسجد ما فی السمٰوات سے دُوسری آیت یخافون ربھم کے ختم ویفعلون مایومرون پر ہے۔ چوتھا سورۂ بنی اسرائیل میں یخرون للاذقان سجدًا تا ویزیدھم خشوعا پانچواں سورۂ مریم میں خروا سجدًا وبکیا پر چھٹا سورۂ حج میں الم تران اللہ یسجد سے آیتہ کے ختم ما یشاء پر مطابق مذہب امام ابو حنیفہؒ۔ لیکن امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک سورۂ حج کے آخر میں یعنی یا ایھا الذین اٰمنوا ارکعوا تا ختم آیتہ تفلحون پر بھی سجدہ ہے اس لئے حنفی کو بھی احتیاطاً اس جگہ سجدہ کر لینا چاہیئے۔ کذا فی عمدۃ الرعایتہ مولانا عبد الحی۔ ساتواں سجدہ سورۂ فرقان میں واذا قیل لھم اسجدوا آیتہ کے ختم تک۔ آٹھواں سورۂ نمل میں اللہ لا الٰہ الا ھو رب العرش العظیم پر بشرطیکہ الا یسجدوا میں الا کو مشدد پڑھا جائے جیسا کہ اکثر قرأت ہے اور اگر الا کو مشدد نہ پڑھا جائے تو پھر کسائی کی قرأت کے موافق ویعلم ما تخفون وما تعلنون پر ہے نواں سورۂ الم السجدۃ میں انما یؤمن بایٰتنا الذین تا ختم آیتہ۔ دسواں سورہ ص تا وحسن ماٰب۔ گیارھواں سورۂ النجم میں واعبدوا پر۔ بارھواں سورۂ حٰم سجدہ میں لا یسئمون تک مطابق مذہب ابو حنیفہؒ اور امام شافعی کے نزدیک اس سے پہلی آیتہ ان کنتم ایاہ تعبدون پر۔ تیرھواں سورۂ انشقاق میں اذا قرئ علیھم القراٰن لا یسجدون پر چودھواں سورۂ علق میں واسجد واقترب پر۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدۂ تلاوت کے متعلق فقہی مسائل

سجدہ کی آیات پڑھنے یا سُننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے خواہ سننے کے قصد سے بیٹھے یا بغیر قصد سُنے۔ اس لئے چاہیئے کہ آہستہ پڑھے تاکہ سننے والے پر واجب نہ ہو۔ آیتہ سجدہ تلاوت کی خواہ پوری آیت یا صرف اس لفظ کی جس میں سجدہ ہے۔ اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملائے اور خواہ آیتہ سجدہ کی بعینہٖ تلاوت کی جائے یا اس کا ترجمہ کسی اور زبان میں اور خواہ تلاوت کرنے والا خواہ اپنی تلاوت کو سُنے یا نہ سُنے مثلاً کوئی بہرا تلاوت کرے تو پڑھنے والے پر ان سب صورتوں میں سجدہ واجب ہوگا (شامی) بشرطیکہ تالی بحالت نماز کسی دُوسرے کا مقتدی نہ ہو۔ ہدایہ ج ۱ ص ۱۴۲

آیتہ سجدہ تلاوت کرنے والا اگر انسان ہے تب سامع پر سجدہ واجب ہوگا خواہ پوری آیتہ سُنے یا صرف لفظ سجدہ سے ایک لفظ ماقبل یا مابعد۔ اور خواہ عربی زبان میں سُنے یا کسی اور زبان میں اور سامع خواہ جانتا ہو کہ یہ آیتہ سجدہ ہے یا نہ جانتا ہو۔ لیکن نہ جاننے کی صورت میں ادائے سجدہ میں جو تاخیر ہو گی اس میں وہ معذور سمجھا جائیگا کسی جانور مثل طوطے وغیرہ سے آیتہ سجدہ سُنے تو سجدہ واجب نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے سجدۂ تلاوت انہیں لوگوں پر واجب ہے جن پہ نماز واجب ہے۔ اداءً یا قضاءً حیض ونفاس والی عورت پر اور نابالغ پر اُس مجنون پر واجب نہیں جس کی مدت جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو خواہ اُس کے بعد جنون زائل ہو یا نہ ہو۔ اگر جنون ایک دن رات کامل رہا ہو یا کچھ کم تو پھر سجدہ واجب ہے خواہ وہ تالی ہو یا سامع اسی طرح سجدۂ تلاوت واجب ہے مست اور جنبی پر بھی آیتہ سجدہ کی تلاوت یا سماعت کے وقت اگر وضو نہ ہو تو پھر جس وقت وضو ہو سجدہ ادا کر لیا جائے تاخیر مکروہ ہے۔

نماز کی حالت میں اگر آیتہ سجدۂ تلاوت کی تو اُسی وقت سجدہ میں جائے پھر باقی قرآۃ پڑھ کر رکوع کرے۔ اگر فوراً سجدہ نہ کیا بلکہ آیتہ سجدہ کے بعد اور دو تین آیتیں پڑھ کر سجدہ کیا تو بھی درست ہے لیکن تاخیر نہ کرنا بہتر ہے۔ نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی اور خارج نماز سجدہ کیا تو ادا نہ ہوگا۔ اگر آیت سجدہ پڑھتے ہی فوراً رکوع کر دیا اور رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کر لی جب بھی سجدہ ادا ہو جائے گا۔ لیکن اگر نماز با جماعت کی حالت میں ہو تو امام اور مقتدی میں سے ہر ایک کو مستقلاً نیت ادائے سجدۂ تلاوت رکوع میں کرنا پڑےگی پس بحالت مذکورہ امام کو چاہیئے کہ مقتدیوں کو نماز شروع کرنے سے پہلے اطلاع دے دے۔ مگر بہتر اور افضل با جماع یہی ہے کہ سجدۂ تلاوت بہیئت سجدہ نماز ہی ادا کیا جائے۔ ورنہ اس طریقہ سجدہ فی الرکوع کے قرار اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ رواج سے اصل طریقۂ سجدہ فی ہیئتِ نماز کے مفقود اور متروک ہو جانے کا احتمال ہے۔

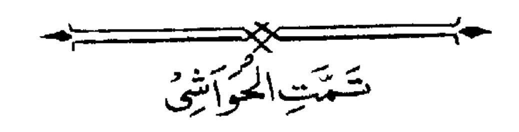
نماز پڑھنے میں کسی سے آیتہ سجدہ سُنی خواہ وہ نماز میں ہو یا نہ ہو تو سجدہ خارج نماز ادا کرے اگر نماز ہی میں ادا کر لیا تو ادا نہ ہوگا۔ اور گنہگار ہوگا۔

ایک جگہ بیٹھ کر کئی بار ایک ہی آیتہ سجدہ پڑھی تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اگر کئی مختلف آیات سجدہ پڑھیں تو جتنی آیات سجدہ پڑھیں اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے۔

اگر آیت سجدہ متعدد بار تلاوت کی اور ہر بار جگہ بدلتا رہا تو جتنی جگہ بدلی ہیں اتنے سجدے واجب ہوں گے۔

حاصل یہ ہے کہ آیت سجدہ پڑھنے یا سُننے سے خواہ کسی حالت میں ہو سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔

اگر عمر بھر میں کبھی نہ ادا کیا تو گنہگار ہوگا۔ علاوہ ان چند صورتوں کے جن سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے تفصیل کے لئے کتب فقہ میں دیکھیں یہاں مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔



تمت الحواشی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمدہ کتابیں

مقدمۃ الجزری معہ تحفۃ الاطفال آف سیٹ پر نہایت عمدہ طباعت، بہترین کتابت اور دیدہ زیب سفید کاغذ پر چھاپی گئی ہے آخر میں ترتیب وار اشعار کا ترجمہ ہے۔ قیمت، ۰۰۔۳

تیسیر التجوید محشّٰی تالیف ماہر فن حضرت مولانا قاری عبدالخالقؒ صاحب سہارنپوری۔ تجوید کے مسائل میں جامع اور مستند کتاب ہے، اور حاشیہ میں جابجا عمدہ تشریحات ہیں۔ قیمت، ۵۰۔۳

شرح شاطبیہ (اردو) از اظہار احمد تھانوی۔ غیرضروری طوالت سے خالی، آسان اور عام فہم اردو میں ہر شعر کی مختصر تشریح ہے۔ طلباء کے لئے نہایت مفید ہے۔ ضخامت تقریباً سوا چار سو صفحات، قیمت، ۰۰۔۱۰

خلاصۃ التجوید :- تقریباً چالیس اسباق پر مشتمل، تجوید کی تمام چھوٹی اور بڑی کتابوں کا ماحصل وخلاصہ۔ آسان اور عام فہم عبارت میں گویا دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے، مستقل تجوید کے طلباء اور سکول کے بچوں، دونوں کیلئے یکساں مفید ہے، غرض کتاب کی قدر وقیمت اس کے مطالعہ سے ہی واضح ہو سکتی ہے (زیر طبع)

الجواہر النقیّہ شرح اردو مقدمۃ الجزریہ۔ از اظہار احمد تھانوی۔ مقدمۃ الجزریہ کی مکمل اور مبسوط شرح مع ترجمہ وحل ترکیب ولغات قیمت -/۱۵

ملنے کا پتہ :- **اظہار احمد تھانوی مدرسہ تجوید القرآن۔ کوچہ کندیگراں لاہور**

اردو ڈائجسٹ پرنٹرز بیرون لوہاری گیٹ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

إِقْرَءُوا الْقُرْآنَ بِلُحُونِ الْعَرَبِ

رواه مالك والنسائی عن حذیفہؓ



المقدمة الجزرية

معه

تحفة الاطفال

الطبع والنشر

من العبد اظهار احمد التھانوی المدرس بتجوید القرآن

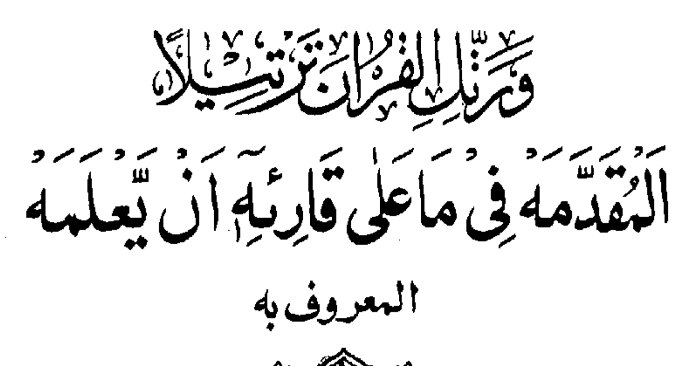
موتی بازار، لاهور ۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



المعروف به



للعلّامة الشيخ ابی الخير شمس الدّين مُحمّد بن محمّد بن مُحمّد الجزريّ الشّافعی المتوفّی ۸۳۳ھ

مع متن



للعلامة الشيخ سُليمان الجمزوری رحمه الله

وَقَدِ اهْتَمَّ بِطَبْعِهٖ وَبِتَرْجَمَتِهٖ

العبد اظهار احمد التهانوی غفرلہ

المدرس بمدرسة تجويد القرآن

الواقعة فی کوچہ کنديگراں، موتی بازار، ببلدة لاهور عاصمة باکستان العربية

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ جزری رحمہ اللہ

شمس الدین، ابوالخیر محمد بن محمد بن علی جزری، دمشق میں ۲۵ رمضان ۷۵۱ھ (مطابق ۱۳۵۰ء) کو پیدا ہوئے، پندرہ سولہ سال کی عمر میں حفظ قرآن کے علاوہ فقہ شافعی کی کتاب التنبیہ، قراءت میں الشاطبیۃ اور التیسیر حفظ کیں۔ تقی الدین بغدادی، ابن الحسین حنفی اور شیخ ابن اللبان وغیرہ آپ کے اساتذہ ہیں، فقہ میں جمال الاسنوی، ابن رسلان اور ابوالبقاء سبکی وغیرہ سے استفادہ کیا۔ حدیث میں ابن عبدالکریم حنبلی، بہاؤ الدین امینی، ابن المحب مقدسی اور علامہ ابن کثیر وغیرہم آپ کے شیوخ ہیں۔ شیخ بکری زادہ فرماتے ہیں: "... الحدیث من جماعۃ"۔ ایک لاکھ حدیث کے حافظ تھے۔ حدیث، فقہ اور قراءت تینوں میں مہارت پیدا کی۔ سخاوی فرماتے ہیں۔ اذن لہ غیر واحد بالافتاء والتدریس والاقراء۔ تقریباً چالیس ... سے دمشق، مکہ، مدینہ، قاہرہ اور اسکندریہ گھوم پھر کر علم قراءت میں استفادہ کیا، چنانچہ دمشق میں شیخ القراء کے منصب پر فائز ہوئے۔ اس زمانہ میں شام مملکت مصر کا ایک صوبہ تھا۔ شاہ مصر ملک ظاہر سیف الدین برقوق نے آپ کو الجامعۃ الصلاحیہ میں امور تعلیمی کا ناظم مقرر کیا، گورنر شام امیر التمش نے ۷۹۳ھ میں آپ کو شام کے عہدہ قضا پر مامور کیا، لیکن امور قضا کے بعض اہم واقعات میں آپ کو حکومت سے اختلاف ہوا۔ حاسدوں کی ریشہ دوانیوں سے مرکزی حکومت نے سخت گیری اور ناروا سلوک کیا۔ مجبوراً آپ نے دمشق کو چھوڑ کر بروصا (روم) کی ہجرت اختیار کی۔ شاہ روم بایزید بن عثمان جس نے علامہ جزری کی شہرہ پہلے ہی سنا تھا، آپ سے بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ اور بروصا میں مستقل قیام کی درخواست کی جس کو آپ نے منظور فرمایا۔ تدریس و تالیف کا فیض جاری ہوا، علوم کے قدر دانوں بالخصوص علم قراءت کے پروانوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۸۰۵ھ میں امیر تیمور لنگ نے ترکی اور روم کی سلطنت پر زبردست حملہ کیا جس کے نتیجہ میں یہ سلطنت تباہ ہو گئی۔ سلطان بایزید نے تیمور کے ہاتھوں گرفتار ہو کر بے بسی کے عالم میں وفات پائی۔ امیر تیمور کو زر و جواہر کے علاوہ چیدہ چیدہ ماہرین علوم و فنون کو بھی اپنے دارالسلطنت سمرقند میں جمع کرنے کا شوق تھا، چنانچہ علامہ جزری اور دیگر چند منتخب علماء کو باعزت تمام اپنے ہمراہ چلنے پر مجبور کیا۔ شاہی لشکر کے ہمراہ ماوراء النہر کے بڑے بڑے علمی شہروں میں تشریف لے گئے دوران قیام بڑے بڑے مقامی علماء نے آپ سے استفادہ کو نعمت کبریٰ سمجھا۔ وجہ یہ کہ آپ کی تصانیف پہلے ہی علماء کے ہاتھوں میں پہونچ چکی تھیں۔ تیمور کو آپ سے بہت عقیدت تھی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ یہ صاحب مکاشفہ ہیں جب چاہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ ۸۰۷ھ میں تیمور کا انتقال ہو گیا۔ آپ خراسان، ہرات، یزد اور اصفہان ہوتے ہوئے ۸۰۸ھ میں شیراز پہونچے۔ حاکم شیراز پیر محمد جو تیمور کا پوتا تھا۔ علامہ کا بے حد معتقد تھا اس نے آپ کو شیراز میں قیام پر مجبور کیا۔ اور قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ ایک مدت بعد ۸۲۷ھ میں حج کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں سے قاہرہ پہونچے علماء اور طلباء نے دور دور سے حاضر ہو کر آپ کی زیارت کی۔ قاہرہ میں سیکڑوں قراء اور علماء کا ہجوم تھا۔ بطور برکت کے سب نے آپ سے قراءت میں چند آیات سنیں اور اجازت حاصل کی۔ انہیں علماء میں شارح بخاری، حافظ ابن حجر ابھی جوان تھے، موجود تھے۔ علاوہ ازیں مسند احمد اور مسند شافعی وغیرہ کا بھی درس دیا اور اجازت مرحمت فرمائی۔ شیراز واپس تشریف لائے ایک بہت بڑا مدرسہ دارالقراء قائم فرمایا۔ واضح رہے کہ دمشق میں بھی ایک درسگاہ اسی نام سے آپ قائم فرما چکے تھے۔ نیز یاد رہے کہ بعض حضرات نے مدرسہ کا نام دارالقرآن لکھا ہے۔ یہ ان کا وہم ہے۔

علم قراءت میں آپ کے دور سے لے کر آج تک کوئی آپ کا ہمسر نہیں ہوا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: انتہت الیہ ریاسۃ علم القراءات فی الممالک، علامہ شوکانی فرماتے ہیں: قد تفرد بعلم القراءات فی جمیع الدنیا، علامہ سیوطی فرماتے ہیں: لا نظیر لہ فی القراءات فی الدنیا فی زمانہ حافظاً للحدیث، حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محل فرماتے ہیں " واز مجددین صدی ہشتم زین الدین عراقی و شمس الدین جزری و سراج الدین بلقینی"۔ علامہ نے مختلف فنون پر تقریباً پینتالیس کتابیں تصنیف کیں، جن میں سے النشر، تقریب النشر، الدرۃ، منجد المقرئین، مقدمۃ الجزریۃ، تحبیر التیسیر، طبقات القراء، التمہید، الطیبہ، اور حصن حصین، مشہور ہیں۔ ۸۲ سال کی عمر میں ۵ ربیع الاول ۸۳۳ھ (مطابق ۱۴۲۹ء) میں وفات پائی۔ اور مدرسہ دارالقرآن میں سپرد خاک ہوئے۔ سقی اللہ ثراہ رحمۃ

اظہار احمد تھانوی - ۱۵ رجب ۱۳۸۹ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَقُولُ رَاجِي عَفْوِ رَبٍّ سَامِعِ ۱ مُحَمَّدُ بْنُ الْجَزَرِيِّ الشَّافِعِيْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ صَلَّى اللّٰهُ ۲ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَ مُصْطَفَاهُ

مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ ۳ وَمُقْرِئِ الْقُرْاٰنِ مَعْ مُحِبِّهٖ

وَبَعْدُ اِنَّ هٰذِهٖ مُقَدِّمَهْ ۴ فِيْمَا عَلٰى قَارِئِهٖ اَنْ يَّعْلَمَهْ

اِذْ وَاجِبٌ عَلَيْهِمُ مُحَتَّمُ ۵ قَبْلَ الشُّرُوْعِ اَوَّلًا اَنْ يَّعْلَمُوْا

مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ وَالصِّفَاتِ ۶ لِيَلْفِظُوْا بِاَفْصَحِ اللُّغَاتِ

مُحَرِّرِي التَّجْوِيْدِ وَ الْمَوَاقِفِ ۷ وَمَا الَّذِيْ رُسِّمَ فِي الْمَصَاحِفِ

مِنْ كُلِّ مَقْطُوْعٍ وَّمَوْصُوْلٍ بِهَا ۸ وَتَاءِ اُنْثٰى لَمْ تَكُنْ تُكْتَبْ بِهَا

لِيَلْفِظُوْا رَسْمِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ

مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَةَ عَشَرْ ۹ عَلَى الَّذِیْ یَخْتَارُہٗ مَنِ اخْتَبَرْ

فَاَلِفُ الْجَوْفِ وَ اُخْتَاهَا وَهِیْ ۱۰ حُرُوْفُ مَدٍّ لِّلْهَوَآءِ تَنْتَهِیْ

ثُمَّ لِاَقْصَی الْحَلْقِ هَمْزٌ هَآءٌ ۱۱ ثُمَّ لِوَسْطِهٖ فَعَیْنٌ حَآءٌ

اَدْنَاہُ غَیْنٌ خَآءُهَا وَ الْقَافُ ۱۲ اَقْصَی اللِّسَانِ فَوْقُ ثُمَّ الْکَافُ

اَسْفَلُ وَالْوَسْطُ فَجِیْمُ الشِّیْنُ یَا ۱۳ وَالضَّادُ مِنْ حَافَتِهٖ اِذْ وَلِیَا

الْاَضْرَاسَ مِنْ اَیْسَرَ اَوْ یُمْنَاهَا ۱۴ وَاللَّامُ اَدْنَاهَا لِمُنْتَهَاهَا

وَالنُّوْنُ مِنْ طَرَفِهٖ تَحْتُ اجْعَلُوْا ۱۵ وَالرَّا یُدَانِیْهِ لِظَهْرٍ اَدْخَلُ

وَ الطَّآءُ وَ الدَّالُ وَ تَا مِنْهُ وَمِنْ ۱۶ عُلْیَا الثَّنَایَا وَ الصَّفِیْرُ مُسْتَکِنْ

مِنْهُ وَمِنْ فَوْقِ الثَّنَایَا السُّفْلٰی ۱۷ وَالظَّآءُ وَ الذَّالُ وَثَا لِلْعُلْیَا

مِنْ طَرَفَیْهِمَا وَمِنْ بَطْنِ الشَّفَهْ ۱۸ فَالْفَا مَعَ اَطْرَافِ الثَّنَایَا الْمُشْرِفَهْ

لِلشَّفَتَیْنِ الْوَاوُ بَآءٌ مِّیْمُ ۱۹ وَغُنَّةٌ مَّخْرَجُهَا الْخَیْشُوْمُ

بَابُ الصِّفَاتِ

صِفَاتُهَا جَهْرٌ وَّرِخْوٌ مُّسْتَفِلْ ۲۰ مُنْفَتِحٌ مُّصْمَتَةٌ وَّ الضِّدَّ قُلْ

مَهْمُوْسُهَا فَحَثَّهٗ شَخْصٌ سَکَتْ ۲۱ شَدِیْدُهَا لَفْظُ اَجِدْ قَطٍ بَکَتْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَبَيْنَ رِخْوٍ وَّالشَّدِيْدِ لِنْ عُمَرْ ۲۲ وَسَبْعُ عُلْوٍ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ حَصَرْ

وَصَادُ ضَادٌ طَآءٌ ظَآءٌ مُّطْبَقَهْ ۲۳ وَفِرَّ مِنْ لُّبِّ الْحُرُوْفُ الْمُذْلِقَهْ

صَفِيْرُهَا صَادٌ وَّ زَايٌ سِيْنُ ۲۴ قَلْقَلَةٌ قُطْبُ جَدٍ وَّ اللِّيْنُ

وَاوٌ وَّ يَآءٌ سَكَنَا وَانْفَتَحَا ۲۵ قَبْلَهُمَا وَ الْاِنْحِرَافُ صُحِّحَا

فِي اللَّامِ وَ الرَّا وَ بِتَكْرِيْرٍ جُعِلْ ۲۶ وَلِلتَّفَشِّيْ الشِّيْنُ ضَادٌ اِسْتَطِلْ

بَابُ مَعْرِفَةِ التَّجْوِيْدِ

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ ۲۷ مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرَانَ اٰثِمٌ

لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا ۲۸ وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا

وَهُوَ اَيْضًا حِلْيَةُ التِّلَاوَةِ ۲۹ وَزِيْنَةُ الْاَدَآءِ وَ الْقِرَآءَةِ

وَهُوَ اِعْطَآءُ الْحُرُوْفِ حَقَّهَا ۳۰ مِنْ صِفَةٍ لَّهَا وَ مُسْتَحَقَّهَا

وَرَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ لِاَصْلِهٖ ۳۱ وَاللَّفْظُ فِيْ نَظِيْرِهٖ كَمِثْلِهٖ

مُكَمَّلًا مِّنْ غَيْرِ مَا تَكَلُّفِ ۳۲ بِاللُّطْفِ فِي النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفِ

وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ تَرْكِهٖ ۳۳ اِلَّا رِيَاضَةُ امْرِئٍ بِفَكِّهٖ

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْحُرُوْفِ

فَرَقِّقَنْ مُّسْتَفِلًا مِّنْ اَحْرُفِ ۳۴ وَحَاذِرَنْ تَفْخِيْمَ لَفْظِ الْاَلِفِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهَمْزَ الْحَمْدُ أَعُوذُ اِهْدِنَا ٣٥ اَللهِ ثُمَّ لَامِ لِلّٰهِ لَنَا

وَلْيَتَلَطَّفْ وَعَلَى اللهِ وَلَا الضْ ٣٦ وَالْمِيمِ مِنْ مَّخْمَصَةٍ وَّمِنْ مَّرَضْ

وَبَاءِ بَرْقٍ بَاطِلٍ بِهِمْ بِذِي ٣٧ وَاحْرِصْ عَلَى الشِّدَّةِ وَالْجَهْرِ الَّذِي

فِيهَا وَفِي الْجِيمِ كَحُبِّ الصَّبْرِ ٣٨ رَبْوَةٍ اجْتُثَّتْ وَحَجِّ الْفَجْرِ

وَبَيِّنَنْ مُّقَلْقَلًا إِنْ سَكَنَا ٣٩ وَإِنْ يَّكُنْ فِي الْوَقْفِ كَانَ أَبْيَنَا

وَحَاءَ حَصْحَصَ أَحَطتُّ الْحَقُّ ٤٠ وَسِينَ مُسْتَقِيمَ يَسْطُوا يَسْقُوا

بَابُ الرَّآءَاتِ

وَرَقِّقِ الرَّآءَ إِذَا مَا كُسِرَتْ ٤١ كَذَاكَ بَعْدَ الْكَسْرِ حَيْثُ سَكَنَتْ

إِنْ لَّمْ تَكُنْ مِّنْ قَبْلِ حَرْفِ اسْتِعْلَا ٤٢ أَوْ كَانَتِ الْكَسْرَةُ لَيْسَتْ أَصْلَا

وَالْخُلْفُ فِي فِرْقٍ لِّكَسْرٍ يُّوجَدُ ٤٣ وَأَخْفِ تَكْرِيرًا إِذَا تُشَدَّدُ

بَابُ اللَّامَاتِ

وَفَخِّمِ اللَّامَ مِنَ اسْمِ اللهِ ٤٤ عَنْ فَتْحٍ اَوْ ضَمٍّ كَعَبْدُ اللهِ

بَابُ الِاسْتِعْلَآءِ وَالْإِطْبَاقِ

وَحَرْفَ الِاسْتِعْلَآءِ فَخِّمْ وَاخْصُصَا ٤٥ الِاطْبَاقَ أَقْوٰى نَحْوُ قَالَ وَالْعَصَا

وَبَيِّنِ الْإِطْبَاقَ مِنْ أَحَطتُّ مَعْ ٤٦ بَسَطتَّ وَالْخُلْفُ بِنَخْلُقْكُّمْ وَقَعْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحرص على السكون في جعلنا ۴۷ انعمت والمغضوب مع ضللنا

وخلص انفتاح محذورا عسى ۴۸ خوف اشتباهه بمحظورا عصى

وراع شدة بكاف وبتا ۴۹ كشرككم وتتوفى فتنتا

باب الإدغام

وأولى مثل وجنس إن سكن ۵۰ أدغم كقل رب وبل لا وأبن

في يوم مع قالوا وهم وقل نعم ۵۱ سبحه لا تزغ قلوب فالتقم

باب في الفرق بين الظاء والضاد

والضاد باستطالة ومخرج ۵۲ ميز من الظاء وكلها تجي

في الظعن ظل الظهر عظم الحفظ ۵۳ يقظ وأنظر عظم ظهر اللفظ

ظاهر لظى شواظ كظم ظلما ۵۴ أغلظ ظلام ظفر انتظر ظما

أظفر ظنا كيف جا وعظ سوى ۵۵ عضين ظل النحل زخرف سوا

وظلت ظلتم وبروم ظلوا ۵۶ كالحجر ظلت شعرا نظل

يظللن محظورا مع المحتظر ۵۷ وكنت فظا وجميع النظر

إلا بويل هل وأولى ناضره ۵۸ والغيظ لا الرعد وهود قاصره

والحظ لا الحض على الطعام ۵۹ وفي ضنين الخلاف سامي

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ التَّحْذِيرَاتِ

وَاِنْ تَلَاقَيَا الْبَيَانُ لَازِمٌ ٦٠ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ يَعَضُّ الظَّالِمُ

وَاضْطُرَّ مَعَ وَعَظْتَ مَعْ اَفَضْتُمُ ٦١ وَصَفِّ هَاجِبَا هُمُ عَلَيْهِمُ

بَابٌ فِيْ اَحْكَامِ النُّوْنِ وَالْمِيْمِ الْمُشَدَّدَتَيْنِ

وَاَظْهِرِ الْغُنَّةَ مِنْ نُّوْنٍ وَّمِنْ ٦٢ مِيْمٍ اِذَا مَا شُدِّدَا وَاَخْفِيَنْ

اَلْمِيْمَ اِنْ تَسْكُنْ بِغُنَّةٍ لَّدَا ٦٣ بَآءٍ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ اَهْلِ الْاَدَا

وَاَظْهِرَنْهَا عِنْدَ بَاقِي الْاَحْرُفِ ٦٤ وَاحْذَرْ لَدٰى وَاوٍ وَّفَا اَنْ تَخْتَفِيْ

بَابٌ فِيْ اَحْكَامِ النُّوْنِ السَّاكِنَةِ وَالتَّنْوِيْنِ

وَحُكْمُ تَنْوِيْنٍ وَّنُوْنٍ يُّلْفٰى ٦٥ اِظْهَارٌ ادْغَامٌ وَّقَلْبٌ اِخْفَا

فَعِنْدَ حَرْفِ الْحَلْقِ اَظْهِرْ وَادَّغِمْ ٦٦ فِي اللَّامِ وَالرَّا لَا بِغُنَّةٍ لَّزِمْ

وَاَدْغِمَنْ بِغُنَّةٍ فِيْ يُوْمِنُ ٦٧ اِلَّا بِكِلْمَةٍ كَدُنْيَا عَنْوَنُوْا

وَالْقَلْبُ عِنْدَ الْبَا بِغُنَّةٍ كَذَا ٦٨ اِلْخْفَا لَدٰى بَاقِي الْحُرُوْفِ اُخِذَا

بَابُ الْمَدَّاتِ

وَالْمَدُّ لَازِمٌ وَّوَاجِبٌ اَتٰى ٦٩ وَجَائِزٌ وَّهُوَ وَقَصْرٌ ثَبَتَا

فَلَازِمٌ اِنْ جَآءَ بَعْدَ حَرْفِ مَدٍّ ٧٠ سَاكِنُ حَالَيْنِ وَبِالطُّوْلِ يُمَدُّ

www.KitaboSunnat.com

وَوَاجِبٌ اِنْ جَآءَ قَبْلَ هَمْزَةٍ ۞ مُتَّصِلًا اِنْ جُمِعَا بِكِلْمَةٍ

وَجَآئِزٌ اِذَا اَتٰى مُنْفَصِلًا ۞ اَوْ عَرَضَ السُّكُوْنُ وَقْفًا مُّسْجَلًا

بَابُ مَعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ

وَبَعْدَ تَجْوِيْدِكَ لِلْحُرُوْفِ ۞ لَابُدَّ مِنْ مَّعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ

وَالِابْتِدَآءِ وَهِيَ تُقْسَمُ اِذَنْ ۞ ثَلَاثَةً تَامٌ وَّ كَافٍ وَّحَسَنْ

وَهِيَ لِمَا تَمَّ فَاِنْ لَّمْ يُوْجَدِ ۞ تَعَلُّقٌ اَوْ كَانَ مَعْنًى فَابْتَدِیْ

فَالتَّامُ فَالْكَافِيْ وَلَفْظًا فَامْنَعَنْ ۞ اِلَّا رُءُوْسَ الْاٰيِ جَوِّزْ فَالْحَسَنْ

وَغَيْرُمَا تَمَّ قَبِيْحٌ وَّلَهٗ ۞ يُوْقَفُ مُضْطَرًّا وَّيُبْدَ اقَبْلَهٗ

وَلَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ وَّقْفٍ وَّجَبْ ۞ وَلَا حَرَامٌ غَيْرُ مَا لَهٗ سَبَبْ

بَابُ مَعْرِفَةِ الْمَقْطُوْعِ وَالْمَوْصُوْلِ

وَاعْرِفْ لِمَقْطُوْعٍ وَّ مَوْصُوْلٍ وَّتَا ۞ فِيْ مُصْحَفِ الْاِمَامِ فِيْمَا قَدْ اَتٰى

فَاقْطَعْ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ اَنْ لَّا ۞ مَعْ مَلْجَأً وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

وَتَعْبُدُوْا يٰسِيْنَ ثَانِيْ هُوْدَ لَا ۞ يُشْرِكْنَ تُشْرِكْ يَدْخُلَنْ تَعْلُوْا عَلٰى

اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا لَآ اَقُوْلَ اِنْ مَّا ۞ بِالرَّعْدِ وَالْمَفْتُوْحَ صِلْ وَعَنْ مَّا

نُهُوْا اقْطَعُوْا مِنْ مَّا بِرُوْمٍ وَّالنِّسَا ۞ خُلْفُ الْمُنَافِقِيْنَ اَمْ مَّنْ اَسَّسَا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فُصِّلَتِ النِّسَا وَ ذِبْحٍ حَيْثُ مَا ۸۴ وَاَنْ لَّمِ الْمَفْتُوحَ كَسْرَاِنَّ مَا

الْاَنْعَامِ وَالْمَفْتُوحَ يَدْعُونَ مَعَا ۸۵ وَخُلْفُ الْاَنْفَالِ وَنَحْلٍ وَّقَعَا

وَكُلِّ مَا سَاَلْتُمُوهُ وَ اخْتُلِفْ ۸۶ رُدُّوا كَذَا قُلْ بِئْسَ مَا وَالْوَصْلَ صِفْ

خَلَفْتُمُونِي وَاشْتَرَوْا فِي مَا اقْطَعَا ۸۷ اُوحِي اَفَضْتُمْ اِشْتَهَتْ يَبْلُوا مَعَا

ثَانِيْ فَعَلْنَ وَقَعَتْ رُومِ كِلَا ۸۸ تَنْزِيلِ شُعَرَا وَغَيْرَهَا صِلَا

فَاَيْنَمَا كَالنَّحْلِ صِلْ وَمُخْتَلِفْ ۸۹ فِي الشُّعَرَا الْاَحْزَابِ وَالنِّسَآ وُصِفْ

وَصِلْ فَاِلَّمْ هُودَ اَلَّنْ نَّجْعَلَا ۹۰ نَجْمَعَ كَيْلَا تَحْزَنُوا تَاْسَوْا عَلَى

حَجٌّ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَّ قَطْعُهُمْ ۹۱ عَنْ مَّنْ يَّشَاۤءُ مَنْ تَوَلّٰى يَوْمَ هُمْ

وَمَالِ هٰذَا وَالَّذِيْنَ هٰٓؤُلَآ ۹۲ تَحِيْنَ فِي الْاِمَامِ صِلْ وَوُهِّلَا

كَالُوهُمُ اَوْ وَّزَنُوهُمْ صِلِ ۹۳ كَذَا مِنَ اَلْ وَهَا وَيَا لَا تَفْصِلِ

بَابُ هَاۤءِ التَّاْنِيْثِ الَّتِيْ رُسِمَتْ تَاۤءً

وَرَحْمَتُ الزُّخْرُفِ بِالتَّا زَبَرَهْ ۹۴ الْاَعْرَافِ رُومٍ هُودٍ كَافَ الْبَقَرَهْ

نِعْمَتُهَا ثَلٰثُ نَحْلٍ اِبْرَهَمْ ۹۵ مَعًا اَخِيْرَاتٌ عُقُودُ الثَّانِ هَمّْ

لُقْمَنْ ثُمَّ فَاطِرٌ كَالطُّورِ ۹۶ عِمْرَنَ لَعْنَتَ بِهَا وَ النُّورِ

وَامْرَاَتٌ يُّوسُفَ عِمْرَنَ الْقَصَصْ ۹۷ تَحْرِيمِ مَعْصِيَتِ بِقَدْ سَمِعَ يُخَصّْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَجَرَتَ الدُّخَانِ سُنَّتْ فَاطِرِ ۹۸ كُلًّا وَّ الاَنْفَالِ وَ اُخْرٰى غَافِرِ

قُرَّتُ عَيْنٍ جَنَّتٌ فِيْ وَقَعَتْ ۹۹ فِطْرَتْ بَقِيَّتْ وَ ابْنَتٌ وَّ كَلِمَتْ

اَوْسَطَ الْاَعْرَافِ وَ كُلُّ مَا اخْتُلِفْ ۱۰۰ جَمْعًا وَّ فَرْدًا فِيْهِ بِالتَّآءِ عُرِفْ

بَابُ هَمْزِ الْوَصْلِ

وَابْدَأْ بِهَمْزِ الْوَصْلِ مِنْ فِعْلٍ بِضَمْ ۱۰۱ اِنْ كَانَ ثَالِثٌ مِّنَ الْفِعْلِ يُضَمْ

وَاكْسِرْهُ حَالَ الْكَسْرِ وَالْفَتْحِ وَفِيْ ۱۰۲ الْاَسْمَآءِ غَيْرِ اللَّامِ كَسْرُهَا وَفِيْ

اِبْنٍ مَّعَ ابْنَةِ امْرِئٍ وَّ اثْنَيْنِ ۱۰۳ وَامْرَأَةٍ وَّ اسْمٍ مَّعَ اثْنَتَيْنِ

بَابُ الرَّوْمِ وَ الْاِشْمَامِ

وَحَاذِرِ الْوَقْفَ بِكُلِّ الْحَرَكَهْ ۱۰۴ اِلَّا اِذَا رُمْتَ فَبَعْضَ الْحَرَكَهْ

اِلَّا بِفَتْحٍ اَوْ بِنَصْبٍ وَّ اَشِمْ ۱۰۵ اِشَارَةً بِالضَّمِّ فِيْ رَفْعٍ وَّ ضَمْ

خَاتِمَةُ الْكِتَابِ

وَقَدْ تَقَضّٰى نَظْمِيَ الْمُقَدِّمَهْ ۱۰۶ مِنِّيْ لِقَارِئِ الْقُرَانِ تَقْدِمَهْ

اَبْيَاتُهَا قَافٌ وَّ زَايٌ فِي الْعَدَدْ ۱۰۷ مَنْ يُّحْسِنِ التَّجْوِيْدَ يَظْفَرْ بِالرَّشَدْ

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ لَهَا خِتَامُ ۱۰۸ ثُمَّ الصَّلٰوةُ بَعْدُ وَ السَّلَامُ

عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى مُحَمَّدَا ۱۰۹ وَ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ ذَوِي الْهُدٰى

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُحْفَةُ الْاَطْفَالِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَقُوْلُ رَاجِيْ رَحْمَةِ الْغَفُوْرِ ۱ دَوْمًا سُلَيْمَانُ هُوَ الْجَمْزُوْرِيْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُصَلِّيًا عَلٰى ۲ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ مَنْ تَلَا

وَبَعْدُ هٰذَا النَّظْمُ لِلْمُرِيْدِ ۳ فِي النُّوْنِ وَ التَّنْوِيْنِ وَالْمُدُوْدِ

سَمَّيْتُهٗ بِتُحْفَةِ الْاَطْفَالِ ۴ عَنْ شَيْخِنَا الْمِيْهِيِّ ذِي الْكَمَالِ

اَرْجُوْبِهٖ اَنْ يَّنْفَعَ الطُّلَّابَا ۵ وَالْاَجْرَ وَ الْقَبُوْلَ وَ الثَّوَابَا

اَحْكَامُ النُّوْنِ السَّاكِنَةِ وَالتَّنْوِيْنِ

لِلنُّوْنِ اِنْ تَسْكُنْ وَ لِلتَّنْوِيْنِ ۶ اَرْبَعُ اَحْكَامٍ فَخُذْ تَبْيِيْنِيْ

فَالْاَوَّلُ الْاِظْهَارُ قَبْلَ الْاَحْرُفِ ۷ لِلْحَلْقِ سِتٌّ رُتِّبَتْ فَلْتَعْرِفِ

هَمْزٌ فَهَاءٌ ثُمَّ عَيْنٌ حَاءٌ ۸ مُهْمَلَتَانِ ثُمَّ غَيْنٌ خَاءٌ

وَالثَّانِ اِدْغَامٌ بِسِتَّةٍ اَتَتْ ۹ فِيْ يَرْمَلُوْنَ عِنْدَهُمْ قَدْ ثَبَتَتْ

لٰكِنَّهَا قِسْمَانِ قِسْمٌ يُّدْغَمَا ۱۰ فِيْهِ بِغُنَّةٍ بِيَنْمُوْ عُلِمَا

اِلَّا اِذَا كَانَ بِكِلْمَةٍ فَلَا ۱۱ تُدْغِمْ كَدُنْيَا ثُمَّ صِنْوَانٍ تَلَا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالثَّانِ اِدْغَامٌ بِغَيْرِ غُنَّهْ ۱۲ فِي اللَّامِ وَالرَّا ثُمَّ كَرِّرَنَّهْ

وَالثَّالِثُ الْاِقْلَابُ عِنْدَ الْبَآءِ ۱۳ مِيمًا بِغُنَّةٍ مَّعَ الْاِخْفَاءِ

وَالرَّابِعُ الْاِخْفَآءُ عِنْدَ الْفَاضِلِ ۱۴ مِنَ الْحُرُوفِ وَاجِبٌ لِّلْفَاضِلِ

فِي خَمْسَةٍ مِّنْ بَعْدِ عَشْرٍ رَّمْزُهَا ۱۵ فِي كِلْمِ هٰذَا الْبَيْتِ قَدْ ضَمَّنْتُهَا

صِفْ ذَا ثَنَا كَمْ جَادَ شَخْصٌ قَدْ سَمَا ۱۶ دُمْ طَيِّبًا زِدْ فِي تُقًى ضَعْ ظَالِمَا

حُكْمُ الْمِيمِ وَ النُّونِ الْمُشَدَّدَتَيْنِ

وَغُنَّ مِيمًا ثُمَّ نُونًا شُدِّدَا ۱۷ وَسَمِّ كُلًّا حَرْفَ غُنَّةٍ بَدَا

اَحْكَامُ الْمِيمِ السَّاكِنَةِ

وَالْمِيمُ اِنْ تَسْكُنْ تَجِي قَبْلَ الْهِجَا ۱۸ لَا اَلِفٍ لَّيِّنَةٍ لِّذِي الْحِجَا

اَحْكَامُهَا ثَلَاثَةٌ لِّمَنْ ضَبَطْ ۱۹ اِخْفَاءٌ اِدْغَامٌ وَّ اِظْهَارٌ فَقَطْ

فَالْاَوَّلُ الْاِخْفَاءُ عِنْدَ الْبَآءِ ۲۰ وَسَمِّهِ الشَّفْوِيَّ لِلْقُرَّآءِ

وَالثَّانِ اِدْغَامٌ بِمِثْلِهَا اَتٰى ۲۱ وَسَمِّ اِدْغَامًا صَغِيرًا يَّا فَتٰى

وَالثَّالِثُ الْاِظْهَارُ فِي الْبَقِيَّهْ ۲۲ مِنْ اَحْرُفٍ وَّ سَمِّهَا شَفْوِيَّهْ

وَاحْذَرْ لَدٰى وَاوٍ وَّفَا اَنْ تَخْتَفِي ۲۳ لِقُرْبِهَا وَ الْاِتِّحَادِ فَاعْرِفِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حُكمُ لَامِ اَلْ وَ لَامِ الْفِعْلِ

لِلَامِ اَلْ حَالَانِ قَبْلَ الْاَحْرُفِ ٢٤ اُوْلَاهُمَا اِظْهَارُهَا فَلْيُعْرَفِ

قَبْلَ اَرْبَعٍ مَّعْ عَشْرَةٍ خُذْ عِلْمَهٗ ٢٥ مِنْ اَبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ

ثَانِيْهِمَا اِدْغَامُهَا فِيْ اَرْبَعٍ ٢٦ وَعَشْرَةٍ اَيْضًا وَّرَمْزُهَا فَعِ

طِبْ ثُمَّ صِلْ رَحِمًا تَفُزْ ضِفْ ذَا نِعَمْ ٢٧ دَعْ سُوْءَ ظَنٍّ زُرْ شَرِيْفًا لِلْكَرَمْ

وَاللَّامُ الْاُوْلٰى سَمِّهَا قَمَرِيَّهْ ٢٨ وَاللَّامُ الْاُخْرٰى سَمِّهَا شَمْسِيَّهْ

وَاَظْهِرَنَّ لَامَ فِعْلٍ مُّطْلَقَا ٢٩ فِيْ نَحْوِ قُلْ نَعَمْ وَقُلْنَا وَالْتَقٰى

بَابٌ فِيْ اِدْغَامِ الْمِثْلَيْنِ وَالْمُتَقَارِبَيْنِ وَالْمُتَجَانِسَيْنِ

اِنْ فِي الصِّفَاتِ وَالْمَخَارِجِ اتَّفَقْ ٣٠ حَرْفَانِ فَالْمِثْلَانِ فِيْهِمَا اَحَقْ

وَاِنْ يَّكُوْنَا مَخْرَجًا تَقَارَبَا ٣١ وَفِي الصِّفَاتِ اخْتَلَفَا يُلَقَّبَا

مُتَقَارِبَيْنِ اَوْ يَكُوْنَا اتَّفَقَا ٣٢ فِيْ مَخْرَجٍ دُوْنَ الصِّفَاتِ حُقِّقَا

بِالْمُتَجَانِسَيْنِ ثُمَّ اِنْ سَكَنْ ٣٣ اَوَّلُ كُلٍّ فَالصَّغِيْرَ سَمِّيَنْ

اَوْ حُرِّكَ الْحَرْفَانِ فِيْ كُلٍّ فَقُلْ ٣٤ كُلٌّ كَبِيْرٌ وَّافْهَمَنْهُ بِالْمُثُلْ

اَقْسَامُ الْمَدِّ

وَالْمَدُّ اَصْلِيٌّ وَّ فَرْعِيٌّ لَّهٗ ٣٥ وَسَمِّ اَوَّلًا طَبِيْعِيًّا وَّ هُوَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مَا لَا تَوَقُّفُ لَهُ عَلَى سَبَبْ ۳۶ وَلَا بِدُونِهِ الْحُرُوفُ تُجْتَلَبْ

بَلْ اَيُّ حَرْفٍ غَيْرِ هَمْزٍ اَوْ سُكُونْ ۳۷ جَا بَعْدَ مَدٍّ فَالطَّبِيعِيَّ يَكُونْ

وَالْاٰخَرُ الْفَرْعِيُّ مَوْقُوفٌ عَلَى ۳۸ سَبَبْ كَهَمْزٍ اَوْ سُكُونٍ مُّسْجَلَا

حُرُوفُهُ ثَلَاثَةٌ فَعِيهَا ۳۹ مِنْ لَفْظِ وَايٍ وَّهِيَ فِيْ نُوحِيهَا

وَالْكَسْرُ قَبْلَ الْيَا وَقَبْلَ الْوَاوِ ضَمْ ۴۰ شَرْطٌ وَّفَتْحٌ قَبْلَ اَلِفٍ يُّلْتَزَمْ

وَ اللِّيْنُ مِنْهَا الْيَا وَ وَاوٌ سُكِّنَا ۴۱ اِنِ انْفِتَاحٌ قَبْلَ كُلٍّ اُعْلِنَا

اَحْكَامُ الْمَدِّ

لِلْمَدِّ اَحْكَامٌ ثَلَاثَةٌ تَدُومْ ۴۲ وَهِيَ الْوُجُوبُ وَالْجَوَازُ وَ اللُّزُومْ

فَوَاجِبٌ اِنْ جَآءَ هَمْزٌ بَعْدَ مَدْ ۴۳ فِيْ كِلْمَةٍ وَّ ذَا بِمُتَّصِلٍ يُعَدْ

وَجَآئِزٌ مَدٌّ وَّ قَصْرٌ اِنْ فُصِلْ ۴۴ كُلٌّ بِكِلْمَةٍ وَّ هٰذَا الْمُنْفَصِلْ

وَمِثْلُ ذَا اِنْ عَرَضَ السُّكُونْ ۴۵ وَقْفًا كَتَعْلَمُونَ نَسْتَعِيْنْ

اَوْ قُدِّمَ الْهَمْزُ عَلَى الْمَدِّ وَذَا ۴۶ بَدَلْ كَاٰمَنُوْا وَ اِيْمَانًا خُذَا

وَلَازِمٌ اِنِ السُّكُونُ اُصِّلَا ۴۷ وَصْلًا وَّ وَقْفًا بَعْدَ مَدٍّ طُوِّلَا

اَقْسَامُ الْمَدِّ اللَّازِمِ

اَقْسَامُ لَازِمٍ لَّدَيْهِمْ اَرْبَعَهْ ۴۸ وَتِلْكَ كِلْمِيٌّ وَّحَرْفِيٌّ مَّعَهْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كِلَاهُمَا مُخَفَّفٌ مُّثَقَّلٌ ٤٩ فَهٰذِهٖ اَرْبَعَةٌ تُفَصَّلُ

فَاِنْ بِكَلِمَةٍ سُكُوْنٌ اِجْتَمَعْ ٥٠ مَعْ حَرْفِ مَدٍّ فَهُوَ كِلْمِيٌّ وَّقَعْ

اَوْفِيْ ثُلَاثِيِّ الْحُرُوْفِ وُجِدَا ٥١ وَالْمَدُّ وَسْطُهٗ فَحَرْفِيٌّ بَدَا

كِلَاهُمَا مُثَقَّلٌ اِنْ اُدْغِمَا ٥٢ مُخَفَّفٌ كُلٌّ اِذَا لَمْ يُدْغَمَا

وَاللَّازِمُ الْحَرْفِيُّ اَوَّلَ السُّوَرْ ٥٣ وُجُوْدُهٗ وَفِيْ ثَمَانٍ اِنْحَصَرْ

يَجْمَعُهَا حُرُوْفُ كَمْ عَسَلْ نَقَصْ ٥٤ وَعَيْنُ ذُوْ وَجْهَيْنِ وَالطُّوْلُ اَخَصْ

وَمَا سِوَى الْحَرْفِ الثُّلَاثِيْ لَا اَلِفْ ٥٥ فَمَدُّهٗ مَدًّا طَبِيْعِيًّا اُلِفْ

وَذَاكَ اَيْضًا فِيْ فَوَاتِحِ السُّوَرْ ٥٦ فِيْ لَفْظِ حَيٍّ طَاهِرٍ قَدِ انْحَصَرْ

وَيَجْمَعُ الْفَوَاتِحَ الْاَرْبَعَ عَشَرْ ٥٧ صِلْهُ سُحَيْرًا مَّنْ قَطَعَكَ ذَا اشْتَهَرْ

خَاتِمَةُ الْكِتَابِ

وَتَمَّ ذَا النَّظْمُ بِحَمْدِ اللّٰهِ ٥٨ عَلٰى تَمَامِهٖ بِلَا تَنَاهِيْ

ثُمَّ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَبَدَا ٥٩ عَلٰى خِتَامِ الْاَنْبِيَاءِ اَحْمَدَا

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ وَكُلِّ تَابِعِ ٦٠ وَكُلِّ قَارِئٍ وَّكُلِّ سَامِعِ

اَبْيَاتُهٗ نَدٌّ بَدَا لِذِى النُّهٰى ٦١ تَارِيْخُهٗ بُشْرٰى لِمَنْ يُّتْقِنُهَا

٦١ — ١١٩٨ھ

كتبه الاحقر نفيس الحسينى السيالكوتى ١٣٨٩ھ ١٩٦٩ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بالترتیب



مترجم

احقر اظہار احمد تھانوی عفی عنہ

شعبہ تجوید مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ کہتا ہے امیدوار، سننے والے پروردگار کی معافی کا محمد ابن جزری شافعی

۲ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے اپنے نبی اور اپنے پسندیدہ پیغمبر

۳ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور آپ کی اولاد پر، اور آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) پر اور قرآن پڑھانے والوں پر، ساتھ ہی قرآن کو دوست رکھنے والے پر۔

۴ اور اس کے (یعنی حمد وصلوٰۃ کے) بعد تحقیق یہ ایک ابتدائی کتاب ہے ان باتوں میں کہ لازم ہے قرآن پڑھنے والے پر کہ وہ انکو جانے

۵ اس لئے کہ ضروری ہے ان (قرآن پڑھنے والوں) پر، قطعاً کہ (قرآن) شروع کرنے سے پہلے، ابتدا ہی میں، جان لیں۔

۶ حرفوں کے مخارج اور صفات کو تاکہ ادا کریں (قرآنی حرفوں کو) فصیح ترین زبان (یعنی عربی) میں۔

۷ اس حال میں کہ وہ تجوید کے ماہر ہوں اور وقف کے موقعوں کے، اور اس (رسم) کے جو لکھا گیا مصاحف (عثمانیہ) میں۔

۸ یعنی ہر وہ کلمہ جو ان مصاحف میں کاٹ کر اور ملا کر لکھا ہوا ہے اور وہ تا ہ تانیث جو نہیں لکھی گئی ہے ھا کی دگول صورت میں۔

حرفوں کے مخارج کا بیان

۹ حرفوں کے مخارج سترہ ہیں، اس قول پر کہ اختیار کرتا ہے اس کو وہ جو بڑا باخبر ہوا ہے۔

(مراد خلیل ابن احمد فراہیدی نحوی متوفی ۱۷۰ھ ہے)

۱۰ پس الف اور اس کے دو ساتھی (یعنی واو مدہ اور یا ء مدہ) مخرج ان کا جوف ذہن ہے اور یہ حروف مدہ ہیں جو ہوا پر ختم ہوتے ہیں۔

۱۱ پھر اقصائے حلق کے واسطے ہمزہ اور ھا ہیں پھر وسط حلق کے لئے عین اور حا ہیں

۱۲ ادنائے حلق، غین اور اس کے ساتھی خا ء کا (مخرج) ہے، اور قاف راس کا مخرج) اقصائے لسان (زبان کی جڑ) ہے اس حالت میں کہ وہ (جڑ کا) بالائی حصہ ہے۔ اس کے بعد کاف ہے۔

۱۳ جو ذرا (منہ کی طرف) نیچے والا حصہ ہے اور (تالو زبان کا) درمیانی حصہ پس اس سے جیم شین اور یا (غیر مدہ نکلتے ہیں اور ضاد (ادا ہوتا ہے) زبان کی کروٹ سے، جب کہ وہ (کروٹ) لگے۔

۱۴ داڑھوں سے خواہ) ان داڑھوں کی بائیں طرف سے یا داہنی طرف سے، اور لام (ادا ہوتا ہے) ادنائے حافہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے منتہائے زبان تک۔

۱۵ اور نون، زبان کے کنارہ سے (لام کے مخرج سے) ذرا نیچے سے ادا کرو۔ اور راء (مخرج میں) نون ہی کے قریب قریب ہے (البتہ) پشت کو زیادہ دخل ہے۔

۱۶ اور طاء اور دال اور تاء، طرفِ لسان اور ثنایا علیا (کی جڑ) سے (نکلتے ہیں) اور حروف صفیر (سین، صاد زاء) قرار پکڑنے والے ہیں۔

۱۷ اس (طرف لسان) سے، اور ثنایا سفلی کے اوپر سے اور ظاء اور ذال اور ثا، ثنایا علیا کے لئے ہیں۔

۱۸ ان دونوں (یعنی زبان اور ثنایا علیا) کے کناروں سے اور نچلے ہونٹ کے شکم سے، پس فاء (ادا ہوتی) ہے کناروں کے ساتھ ثنایا علیا کے۔

۱۹ دونوں ہونٹوں کے لئے واؤ اور باء اور میم ہیں اور غنہ اس کا مخرج خیشوم ہے۔

صفات کا بیان

۲۰ صفات ان (حرفوں) کی جہر، اور رخاوت، اور استفال، اور انفتاح اور اصمات ہیں۔ اور (ان کی) ضدوں کو (بھی) کہہ تو

۲۱ مھموسہ ان (حرفوں) کے فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَکَتْ ہیں اور شدیدہ، ان (حروف) کے لفظ اَجِدُ قَطٍ بَکَتْ ہیں۔

۲۲ اور درمیان رخوۃ اور شدیدہ کے (حروف) لِنْ عُمَرْ ہیں اور سات حروف مستعلیہ، خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ نے جمع کیا ہے (ان کو)

۲۳ اور صاد، ضاد، اور طا، ظاء حروف مطبقہ ہیں، اور فِرَّ مِنْ لُبِّ حروف مذلقہ ہیں۔

۲۴ اور صفیرہ ان (حروف) کے صاد اور زاء اور سین اور (حروف) قلقلہ (قطب جد) ہیں، اور (حروف) لین،

۲۵ وہ واؤ اور یاء ہیں جو ساکن ہوں، اور مفتوح ہو، ماقبل ان کا، اور (صفت) انحراف صحیح قرار دی گئی ہے۔

۲۶ لام اور راء ہیں۔ اور (صفت) تکریر کے ساتھ وہ راء خاص کی گئی ہے اور (صفت) تفشی کے لئے شین ہے اور ضاد میں (صفت) استطالت ادا کر۔

تجوید سیکھنے کا بیان

۲۷ اور حاصل کرنا تجوید کا واجب ہے ضروری ہے جو تجوید کیساتھ قرآن نہ پڑھے (وہ) گنہگار ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸ کیونکہ وہ قرآن اس (تجوید) کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اور اسی طرح (یعنی تجوید ہی کے ساتھ) اس (اللہ تعالیٰ سے) ہم تک پہنچا ہے۔

۲۹ اور وہ (علم تجوید) تلاوت کا زیور بھی ہے اور فن ادا اور علم قرات کے لئے زینت ہے۔

۳۰ اور وہ (تجوید) دینا ہے حرفوں کو حق ان کا یعنی صفت (لازمہ) ان کی، اور مقتضیٰ ان کا۔

نوٹ۔ مستحق سے صفات عارضہ مراد ہیں۔

۳۱ اور لوٹانا ہر ایک حرف کو اسکی اصل کی طرف (یعنی ہر حرف کو اس کے مخرج سے ادا کرنا) اور لفظ اپنی نظیر میں مانند اپنے مثل کے ہوتا ہے۔

نوٹ۔ یعنی تجوید کا تقاضا یہ ہے، کہ تمام مدود، غنات اور ارقاف کی مقادیر یکساں ہوں، اسی طرح ہر لفظ مخارج وصفات سے یکساں مزین ہو۔

۳۲ اس حال میں کہ (وہ قاری) کامل ادا کرنے والا ہو، بغیر کسی تکلف کے ادا میں عمدگی کے ساتھ بغیر بے راہ چلنے کے۔

۳۳ اور نہیں ہے اس تجوید کے درمیان اور درمیان اسکو چھوڑنے کے (فرق) مگر آدمی کا ریاضت کرنا اپنے منہ کیساتھ۔

حرفوں کی عملی ادائیگی کا بیان

۳۴ پس ہمزہ باریک پڑھ تو مستفلہ کو حرفوں میں سے، اور ہمزہ بچ تو، تفخیم سے، الف کے تلفظ میں۔
نوٹ۔ یعنی باریک حرفوں کے بعد الف ہو تو اس کو تفخیم سے بچانا چاہیے۔

۳۵ اور (ہمزہ باریک پڑھ تو) ہمزہ کو اَلْحَمْدُ اور اِهْدِنَا اور اَللّٰهُ کے پھر لام کو لِلّٰهِ اور لَنَا کے

۳۶ اور لام کو وَلْيَتَلَطَّفْ اور عَلَى اللّٰهِ اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے، اور (باریک پڑھ) میم کو مَخْمَصَةٍ اور مرض کی۔

۳۷ اور (باریک پڑھ) باء کو بَرْقٌ باطلٌ، بِرِهِمْ اور بِذِي کی اور کوشش کر (صفت) شدت اور جہر کی ادا پر جو کہ

۳۸ اس (باء) میں اور جیم میں ہیں، جیسے حُبِّ، اَلصَّبْرِ، رَبْوَةٍ، اُجْتُثَّتْ اور حَجِّ اور اَلْفَجْرِ

۳۹ اور خوب ظاہر کر حرف قلقلہ کو اگر وہ ساکن ہو، اور اگر ہو وہ وقف میں تو ہو گا زیادہ ظاہر۔

۴۰ اور خوب باریک کر حاء کو حصحص، اَحَطْتُّ اور اَلْحَقُّ کی اور سین کو مُسْتَقِيْم، يَسْطُوْنَ، اور يَسْقُوْنَ کے

راء کی حالتوں کا بیان

۴۱ اور باریک پڑھ، راء کو جبکہ وہ کسرہ دی گئی ہو، اسی طرح (یعنی باریک پڑھ) بعد کسرہ کے، جبکہ وہ ساکن ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۲ اگر نہ ہو وہ (راء ساکنہ بعد الکسر) پہلے حرف استعلاء سے، اور نہ ہو (ماقبل کا) کسرہ غیر اصلی۔

نوٹ۔ کَانَتْ ۔ تَکُنْ مِنْ قَبْلُ پر معنیً معطوف ہے لہٰذا کَانَتْ سے پہلے حرف نفی مقدر سمجھا جائے مطلب یہ کہ راء ساکنہ بعد الکسر اس وقت باریک ہوگی جب کہ اس سے ماقبل کا کسرہ غیر اصلی (عارضی) نہ ہو بلکہ اصلی ہو یا بمعنی اِلَّااَنْ ہے، تو بغیر کسی تقدیر کے ترجمہ یہ ہو جائے گا

"مگر یہ کہ ہو کسرہ، کہ نہ ہو اصلی" سَمِعْنَاہُ عَنْ شَیْخِنَا

۴۳ اور خلف فِرْقٍ (شعراء ع ۴) میں، بوجہ کسرہ کے پایا جاتا ہے اور چھپا (صفت) تکریر کو جب مشدد ہو وہ (یعنی راء کو نرمی سے ادا کر)

لام کی حالتوں کا بیان

۴۴ اور پُر پڑھ لام کو اللہ کے نام میں بعد فتحہ یا ضمہ کے۔ جیسے عَبْدُ اللہ

استعلاء اور اطباق کا بیان

۴۵ اور حرف استعلاء کا پُر پڑھ، اور خاص کر حرفِ اطباق کو (مزید تفخیم کے ساتھ) دراں حالیکہ وہ زیادہ قوی (التفخیم) ہوتا ہے جیسے قَالَ اور عَصَا۔

۴۶ اور ظاہر کر اطباق کو اَحَطْتُ میں مع بَسَطْتَ وغیرہ کے اور خلف اَلَمْ نَخْلُقْکُمْ میں واقع ہوا ہے۔

۴۷ اور کوشش کر سکون (ادا کرنے) پر جَعَلْنَا، اَنْعَمْتَ اور اَلْمَغْضُوْبِ میں مع ضَلَلْنَا کے

۴۸ اور صفائی سے ادا کر (صفت) انفتاح کو مَحْذُوْرًا اور عَسٰی کی بوجہ خوف ہونے ان کے ہم شکل ہو جانے سے مَحْظُوْرًا اور عَصٰی کے ساتھ

۴۹ اور خیال رکھ (صفت) شدت کا کاف اور تاء میں جیسے شِرْکِکُمْ اور تَتَوَفّٰی اور فِتْنَۃً

ادغام کا بیان

۵۰ اور مُتَمَاثِلَیْن اور مُتَجَانِسَیْن کے پہلے حرف اگر ساکن ہوں (تو ان کا مابعد کے حرف متحرک میں) ادغام کر جیسے قُلْ رَّبِّ اور بَلْ لَّا اور اظہار کر

۵۱ فِیْ یَوْمٍ میں ساتھ ہی قَالُوْا وَھُم اور قُلْ نَعَمْ اور سَبِّحْہُ اور لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا اور فَالْتَقَمَہُ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضاد اور ظاء کے درمیان فرق کا بیان

۵۲ اور ضاد کو (صفت) استطالت اور مخرج کے ساتھ جدا کر ظاء سے اور (ظاء) کے تمام الفاظ آتے ہیں .....

۵۳ ظعن ، ظل ظھر ، عظم ، حفظ ، ایقظ ، انظر ، عظم ، ظھر اور لفظ میں

۵۴ اور ظاہر ، لظی ، شواظ ، کظم ، ظلم ، اغلظ ، ظلام ، ظفر ، انتظر اور ظما میں

۵۵ اور اظفر اور ظنا میں ، اور جس طرح بھی آئے لفظ (غظ) میں ۔ سوائے عضین (حجر ع ۶) کے اور ظل نحل (ع ۸) اور زخرف (ع ۲) کا ایک جیسا ہے ۔

۵۶ اور ظلت (طٰہٰ ع ۵) اور فظلتم (واقعہ ع ۲) میں اور روم (ع ۵) میں ظلوا مثل حجر (ع ۱ والے فظلوا) کے ہے اور (وہ ظاء آتی ہے) فظلت اور فنظل میں ، جو شعراء (ع ۱ اور ع ۵) میں ہیں ۔

۵۷ اور یظللن (شوریٰ ع ۴) میں ، اور محظورا (اسراء ع ۲) میں مع المحتظر (قمر ع ۲) کے اور کنت فظا (آل عمران ع ۱۷) میں ، اور تمام (الفاظ) نظر میں

۵۸ مگر سورہ ویل (تطفیف) اور سورہ ھل اتی (دہر) اور پہلے ناضرہ (قیامہ) میں (یعنی ان تینوں جگہ نضر ضاد سے آیا ہے) اور (ظاء آتی ہے) غیظ میں ، نہ کہ رعد اور ہود میں ، دراں حالیکہ وہ (رعد و ہود والا لفظ) کمی کے معنی والا ہے ۔

نوٹ ۔ یعنی تغیض الارحام (رعد ع ۲) وغیض الماء (ہود) کا مادہ غیض ظاء سے نہیں بلکہ ضاد سے ہے

۵۹ اور (ظاء آتی ہے) حظ میں ، نہ کہ اس حض میں جو علی الطعام کے ساتھ ہے (اور حاقہ ، فجر اور ماعون میں ہے) اور ضنین میں اختلاف مشہور ہے ۔

نوٹ ۔ یعنی سورہ تکویر میں بضنین میں قرآئت مختلف فیہ ہے ، مکی ، بصری اور کسائی ظاء اور باقی ضاد پڑھتے ہیں

احتیاط والی باتوں کا بیان

۶۰ اور اگر وہ (ضاد و ظاء) پاس پاس آئیں تو دونوں کو جدا جدا کرنا ضروری ہے جیسے انقض ظھرک اور یعض الظالم

۶۱ اور (جدا جدا کرنا ضروری ہے) اضطر میں (ضاد و طاء کو) مع وعظت (کی ظاء و تاء) کے اور مع افضتم (کے ضاد و تاء) کے ، اور صاف صاف پڑھ جباھھم اور علیھم کی ہاء کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نون و میم مشدّد اور میم ساکن کا بیان

۶۲ اور ظاہر کر غنہ کو، نون اور میم کے جب وہ مشدد ہوں، اور ضرور اخفاء کر..........

۶۳ میم میں غنہ کے ساتھ، اگر وہ ساکن ہو، نزدیک با کے (واقع ہوتے ہوئے) پسندیدہ قول پر اہل ادا کے۔

۶۴ اور خوب ظاہر کرکے پڑھ اس (میم ساکنہ) کو نزدیک باقی حرفوں کے، اور احتیاط کر نزدیک واؤ اور فا کے (اس میم کے) مخفی ہونے سے۔

نون ساکنہ اور تنوین کا بیان

۶۵ اور حکم تنوین اور نون (ساکنہ) کا پایا جاتا ہے۔ اظہار، ادغام، قلب اور اخفاء

۶۶ پس تو نزدیک حرف حلقی کے اظہار کر، اور ادغام کر، لام ورا میں جو غنہ کے ساتھ ضروری نہیں ہے۔

نوٹ (یاد رہے کہ صاحب نظم علامہ جزری کے طریق میں نافع، مکی، بصری، شامی اور حفص کیلئے لام ورا میں نون وتنوین کا ادغام بالغنّہ اور بلا غنہ دونوں طرح جائز ہے مگر نون کے لئے یہ شرط ہے کہ مرسوم ہو ورنہ صرف بلا غنہ ہوگا، اور بطریق علامہ شاطبی صرف بلا غنہ ادغام ہے علامہ جزری نے اپنے طریق کیمطابق فرمایا کہ "غنہ ضروری نہیں ہے")

۶۷ اور ضرور ادغام کر، غنہ کے ساتھ یُوْمِنُ (کے حروف) میں مگر ایک کلمہ میں، (ادغام نہ ہوگا) جیسے دُنْیَا اور صِنْوَانٌ۔

۶۸ اور قلب، با کے نزدیک غنہ کے ساتھ ہوتا ہے، اسی طرح (یعنی غنہ کے ساتھ) اخفاء نزدیک باقی حرفوں کے لیا گیا ہے۔

مدوں کا بیان

۶۹ اور مد لازم اور واجب آیا ہے اور (ایک قسم) مد جائز ہے اس حال میں کہ (اس مد جائز میں) وہ (مد) اور قصر دونوں صحیح ہوئے ہیں۔

۷۰ پس مد لازم ہے اگر آئے بعد حرف مد کے، ایسا حرف جو دونوں حالوں میں (یعنی وصل و وقف میں) ساکن ہو اور طول کے ساتھ یہ کھینچا جاتا ہے (اس شعر میں مد لازم کی چاروں قسمیں، اور مد لازم لین پانچ قسمیں آگئیں)

۷۱ اور مد واجب ہے اگر آئے وہ (حرف مد) ہمزہ سے پہلے، اس حال میں کہ متصل ہو، اگر وہ دونوں حرف مد اور ہمزہ جمع کئے گئے ہوں ایک کلمہ میں (اس شعر میں مد متصل کا بیان ہو گیا)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۲ اور مد جائز ہے، جب آئے وہ (حرف مد) اس حالت میں کہ (ہمزہ سے) جدا ہو، یا عارض ہو جائے سکون، وقف میں، اس حالت میں کہ یہ سکون مطلق ہے (یعنی خواہ بصورت سکون خالص ہو یا بصورت اشمام ہو، احتراز مقصود ہے وقف بالروم سے جس میں صرف قصر ہوتا ہے) (اس شعر میں مد منفصل معارض وقفی اور مد عارض لین تینوں قسمیں مراد میں) نوٹ :- یاد رہے کہ مُنْجَلاً بمعنی مُنْفَتًا، وَقْفًا کی صفت نہیں بلکہ اَلسُّکُوْنُ سے حال ہے۔

وقفوں کی پہچان کا بیان

۷۳ اور بعد تیرے عمدہ ادا کرنے کے حرفوں کو۔ ضروری ہے پہچاننا وقفوں کا.........

۷۴ اور ابتداء کا۔ اور وہ (اوقاف) تقسیم کئے جاتے ہیں اس وقت تین قسموں پر (یعنی تامّ، کافی اور حسنؔ

۷۵ اور یہ (تینوں قسمیں کہ مَا تَمَّ مَعْنَاہُ جہاں بات پوری ہو جائے) کی ہیں پس اگر نہ پایا جائے (مابعد سے) کوئی تعلق (یعنی نہ لفظی نہ معنوی) یا ہو تعلق معنوی (اور تعلق لفظی نہ ہو) تو (ان دونوں صورتوں میں آگے سے) ابتداء کر پس

۷۶ (پہلی قسم جہاں مابعد سے کوئی تعلق نہ ہو) وقف تام ہے اور دوسری قسم، جس میں مابعد سے لفظی تعلق تو نہ ہو صرف معنوی ہو) وقف کافی ہے اور وہ تعلق لفظاً (بھی) ہو تو، تو منع کر (ابتداء سے کیونکہ اس وقت اعادہ ضروری ہے، مگر رؤس آیات پر جائز سمجھ تو (یعنی ابتداء کو) اور یہ وقف حسن ہے۔

۷۷ اور غَيْرُ مَا تَمَّ مَعْنَاہُ (جہاں بات پوری نہ ہوئی ہو) وقف قبیح ہے، اور اس (یعنی غیر ماتم معناہ) پر وقف کیا جاتا ہے، مجبوری کی حالت میں، اور ابتداء کی جائے اس کے ماقبل سے

۷۸ اور نہیں ہے قرآن میں کوئی وقف جو واجب ہو، اور نہ حرام، بجز اس کے کہ اس کے لئے کوئی سبب ہو۔

مقطوع اور موصول کی پہچان کا بیان

۷۹ اور پہچان تو مقطوع اور موصول اور تاء (تانیث) کو مصحف عثمانی میں جیسا کہ بتحقیق آیا ہے۔

۸۰ پس قطع کر کے لکھ دس کلمات میں اَنْ لَّا کو

(۱) مَلْجَاَ (توبہ رکوع ۱۴) کے ساتھ (۲) اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا (ہود ع ۲ انبیاء ع ۲) کے ساتھ۔

۸۱ (۳) اور (ان کو) لَا تَعْبُدُوْا کے ساتھ یٰسٓ (ع ۴) میں (۴) اور دوسرے لَا تَعْبُدُوْا کے ساتھ، سورہ ہود (ع ۳) میں (۵) اور لَا یُشْرِکْنَ (ممتحنہ ع ۲) کے ساتھ (۶) اور لَا تُشْرِکْ (حج ع ۴) کے ساتھ (۷) اور لَا یَدْخُلَنَّھَا (ن ع ۱) کے ساتھ (۸) اور ان لَا تَعْلُوْا عَلَی (دخان ع ۱) کے ساتھ

۸۲ (۹) اور (ان کو) لَا یَقُوْلُوْا اعراف ع ۲۱) (۱۰) اور لَآ اَقُوْلَ (اعراف ع ۱۳) کے ساتھ لَا یَدْخُلَنَّھَا (اور قطع کر کے لکھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عَنْ مَّا . . . .
اِنْ مَّا کو سورۂ رعد (رکوع ۶) میں۔ اور اَمَّا مفتوح کو (ہر جگہ) ملا کر لکھ اور عَنْ مَّا . . . .

۸۳ نُهُوْا (اعراف ع ۲۱) کو قطع کر کے لکھو، اور (قطع کر کے لکھ) مِنْ مَّا کو سورہ روم (ع ۴) میں، اور سورۂ نساء (ع ۴) میں
اور (ثابت ہوا) ہے خلف، منافقین (ع ۲) والے مِنْ مَّا) میں
اور (قطع کر کے لکھ) اَمْ مَّنْ اَسَّسَا (توبہ ع ۱۳) کو

۸۴ اور (اَمْ مَّنْ کو) سورہ فُصِّلَتْ (یعنی حٰمٓ سجدہ ع ۵) میں، اور سورہ نساء (ع ۱۶) میں، اور سورہ ذبح (یعنی والصّٰفّٰت
ع ۱) میں، اور (قطع کر کے لکھ) حَيْثُ مَا (بقرہ ع ۱۷ و ع ۱۸) کو، اور اَنْ لَّمْ مفتوح کو، (جیسا کہ سورۂ بلد میں ہے)
اور (قطع کر کے لکھ) کسرہ والے اِنَّ مَا کو . . . .

۸۵ سورہ انعام (ع ۱۶) میں۔ اور (قطع کر کے لکھ) فتح والے (اَنَّ مَا) کو یَدْعُوْنَ کے ساتھ۔ دونوں جگہ (حج ع ۸ و لقمٰن ع ۳)
اور اَنْفَالَ (ع ۵) اور نَحْلَ (ع ۱۳) والے میں خلف واقع ہوا ہے۔ (اَنَّ مَا غَنِمْتُمْ اور اِنَّ مَا عِنْدَ اللّٰہِ میں)

۸۶ اور (قطع کر کے لکھ) كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ (ابراہیم ع ۵) کو، اور اختلاف کیا گیا ہے كُلَّ مَا رُدُّوْا (نساء ع ۱۲) میں۔ اسیطرح
قُلْ بِئْسَ مَا (بقرہ ع ۱۱) میں، (بھی اختلاف ہوا ہے) اور وصل بیان کر۔ . . . .

۸۷ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ (اعراف ع ۱۸) میں، اور بِئْسَمَا اشْتَرَوْا (بقرہ ع ۱۱) میں، اور فِیْ کو مَا سے قطع کر کے لکھ اُوْحِیَ (انعام ع ۱۸)
کے ساتھ، اور اَفَضْتُمْ (نور ع ۲) کے ساتھ، اور اِشْتَهَتْ (انبیاء ع ۷) کے ساتھ۔ اور يَبْلُوْا کے ساتھ دونوں جگہ
(یعنی لِيَبْلُوَكُمْ فِیْ مَا، مائدہ ع ۷، اور انعام ع ۲۰)

۸۸ اور (فِیْ کو مَا سے قطع کر کے لکھ) دوسرے فَعَلْنَ (بقرہ ع ۳۱) کے ساتھ اور واقعہ میں (فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ع ۲) اور روم (ع ۴)
میں، اور سورۂ تنزیل (زمر) کے دونوں فِیْ مَا (یعنی ع ۱ و ع ۵) مقطوع ہیں۔ اور شعراء (ع ۸) میں بھی، اور ان کے علاوہ کو ملا کر لکھ۔

۸۹ فَاَيْنَمَا (بقرہ ع ۱۴) کو مانند سورۂ نحل والے (ع ۱۰) کے ملا کر لکھ، اور مختلف فیہ شعراء (ع ۵) احزاب (ع ۸) اور نساء (ع ۱۱)
میں بیان کیا ہے۔

۹۰ اور ملا کر لکھ فَاِلَّمْ کو سورۂ ہود (ع ۲) میں، اور اَلَّنْ نَّجْعَلَ (کہف ع ۶ والے) کو اور اَلَّنْ نَّجْمَعَ (قیامہ ع ۱) کو۔ اور
لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا (آل عمران ع ۱۶) کو، اور لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى (حدید ع ۳) کو۔

۹۱ اور سورۂ حج والا (یعنی لِكَيْلَا يَعْلَمَ ع ۱) اور عَلَيْكَ حَرَجٌ (احزاب ع ۶) والا۔ اور قطع اہل رسم کا (ثابت) ہے۔
عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ (نور ع ۶) میں، اور عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى (نجم ع ۲) میں، اور يَوْمَ هُمْ (مومن ع ۲) ذاریات ع ۱) میں،

۹۲ اور (قطع ثابت ہے) مَالِ هٰذَا (کہف ع ۶ اور فرقان ع ۱) میں، اور فَمَالِ الَّذِيْنَ (معارج ع ۲) میں، اور فَمَالِ هٰؤُلَآءِ
(نساء ع ۱۱) میں
اور لَاتَ حِيْنَ (ص ع ۱) کو مصحف امام کی موافقت میں ملا کر لکھ۔ اور یہ (ملا کر لکھنا) مصنف کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۳ اور کَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ (تطفیف میں ہر دو فعلوں کو ضمیر هُمْ کے ساتھ) ملا کر لکھ تو۔ اسی طرح اَلْ اور ھا اور یا سے (ان کے مدخولوں کو) جدا نہ کر تو

تائے تانیث کے رسم کا بیان

۹۴ اور (اہل رسم نے) سورۂ زخرف (ع ۳) میں لفظ رَحْمَتْ کو (ہر دو جگہ، لمبی) تاء کے ساتھ لکھا ہے، (نیز) اعراف (ع ۷) میں، اور روم (ع ۵) میں، اور هود (ع ۷) اور کاف (یعنی مریم ع ۱) میں، اور بقرہ (ع ۲۷) میں،

۹۵ اور نِعْمَتْ اس (سورہ بقرہ ع ۲۹) میں۔ اور تین لفظ نِعْمَتْ سورۂ نحل کے، (یعنی رکوع ۱۰ و ۱۱ و ۱۵) اور ابراہیم (رکوع ۵) میں دونوں۔ اس حال میں کہ یہ (بقرہ اور نحل اور ابراہیم کے) آخری الفاظ ہیں، (لہذا جو پہلے آئے ہیں وہ نکل گئے) اور عقود (مائدہ ع ۲) میں دوسرا نِعْمَتْ هَمَّ کے ساتھ۔

۹۶ اور لقمان (ع ۴) میں، پھر فاطر (ع ۱) والا (نِعْمَتْ) مثل طور (ع ۲) والے کے ہے۔ اور آل عمران (ع ۱۱) میں بھی اور لفظ لَعْنَتْ (لمبی تاء کے ساتھ ہے) آل عمران (ع ۶) میں اور نور (ع ۱) میں۔

۹۷ اور لفظ اِمْرَاَتْ یوسف (ع ۴ و ع ۷) آل عمران (ع ۴) قصص (ع ۱) اور تحریم (ع ۲) میں لمبی تاء کے ساتھ) ہے۔ اور لفظ مَعْصِیَتْ (لمبی تاء کے ساتھ) قَدْ سَمِعَ (مجادلہ ع ۲) کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے۔ (یعنی دونوں موقعوں میں)

۹۸ اور لفظ شَجَرَتْ دخان (ع ۳) کا، اور لفظ سُنَّتْ فاطر (ع ۵) کا ہر جگہ (جو فاطر میں تین جگہ ہے) اور انفال ع ۵ کا، اور غافر (مومن ع ۹) کا آخری لفظ سُنَّتْ، (یہ تمام لمبی تاء کے ساتھ ہیں)

۹۹ اور قُرَّتْ عَیْنٍ (قصص ع ۱) اور جَنَّتْ واقعہ (ع ۲) میں، اور فِطْرَتْ (روم ع ۴) اور بَقِیَّتْ (هود ع ۸) اور ابْنَتْ (تحریم ع ۲) اور کَلِمَتْ ....

۱۰۰ اعراف کے وسط میں (ع ۱۶)۔ اور وہ تمام الفاظ تانیث جو (قرأت میں) جمع اور مفرد ہونے کے اعتبار سے مختلف فیہ ہیں، وہ (لمبی) تاء کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں۔

ہمزۂ وصل کا بیان

۱۰۱ اور ابتدا کر فعل کی ہمزۂ وصل مضمومہ کے ساتھ، اگر ہو تیسرا حرف فعل کا مضموم ....

۱۰۲ اور کسرہ دے اس کو (تیسرے حرف کے) کسرہ اور فتحہ کی حالت میں۔

اور اسماء (مصادر) میں علاوہ لام تعریف کے، اس (ہمزۂ وصل) کا کسرہ ہوتا ہے، اور ....

۱۰۳ اِبْن میں مع اِبْنَتْ اور اِمْرِئٌ اور اِثْنَیْنِ اور اِمْرَاَةٍ اور اِسْم کے مع اِثْنَتَیْنِ کے (کہ ان ساتوں میں بھی ہمزۂ وصل مکسور ہوتا ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روم اور اشمام کا بیان

۱۰۴ اور بیچ وقف کرنے سے پوری حرکت کے ساتھ۔ مگر جب تو روم کرے تو حرکت کا کچھ حصہ (پڑھ)۔

۱۰۵ مگر فتحہ یا نصب میں (روم نہ کر) اور اشمام کر، اشارہ کرتے ہوئے انضمام شفتین کے ساتھ رفع اور ضمہ میں۔



خاتمہ

۱۰۶ اور تحقیق ختم ہوا، میرا نظم کرنا۔ اس مقدمہ کو۔ میری طرف سے قرآن کے پڑھنے والوں کے لئے (یہ) تحفہ ہے۔

۱۰۷ اس مقدمہ کے اشعار قاف اور زاء ہیں عدد میں۔ جو اچھی طرح تجوید میں ماہر ہوجاتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے ہدایت پانے میں۔

نوٹ: ابجد کے حساب کے مطابق ق کے ۱۰۰ اور زاء کے ۷ عدد ہوتے ہیں، اشارہ ہے کہ قز (ریشم) کی طرح یہ اشعار نرم و ملائم تعداد میں ایک سو سات ۱۰۷ ہیں۔ ناظم کے اشعار یہاں تک ختم ہوتے۔ آگے آنے والے اشعار ظاہر تر یہ ہے کہ وہ ناظم رح کے کسی شاگرد کا اضافہ ہیں۔

۱۰۸ اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ یہی اس مقدمہ کا خاتمہ ہے۔ پھر رحمت کاملہ۔ اور اس کے بعد سلام ہو.....

۱۰۹ نبی برگزیدہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب صاحبان ہدایت پر۔



احقر اظہار احمد تھانوی، خادم قرآن مدرسہ تجوید القرآن

۲۳ شوال ۱۳۸۶ھ ـــــــ کوچہ کندیگراں لاہور

02963

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب تجوید و قرآت

فوائد مکیہ مع حاشیہ تعلیقات مالکیہ قیمت ۵۰ — ۲

تیسیر التجوید محشیٰ قیمت ۰۰ — ۲

شرح شاطبیہ اُردو قیمت ۰ — ۱۵

الجواہر النقیہ۔ شرح مقدمۃ الجزریہ،

ضخیم، مفصل اور مکمل شرح مقدمۃ الجزریہ ۰۰ — ۱۵

المکتبۃ الرحمانیہ
۹۹-۰۰ بے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ......

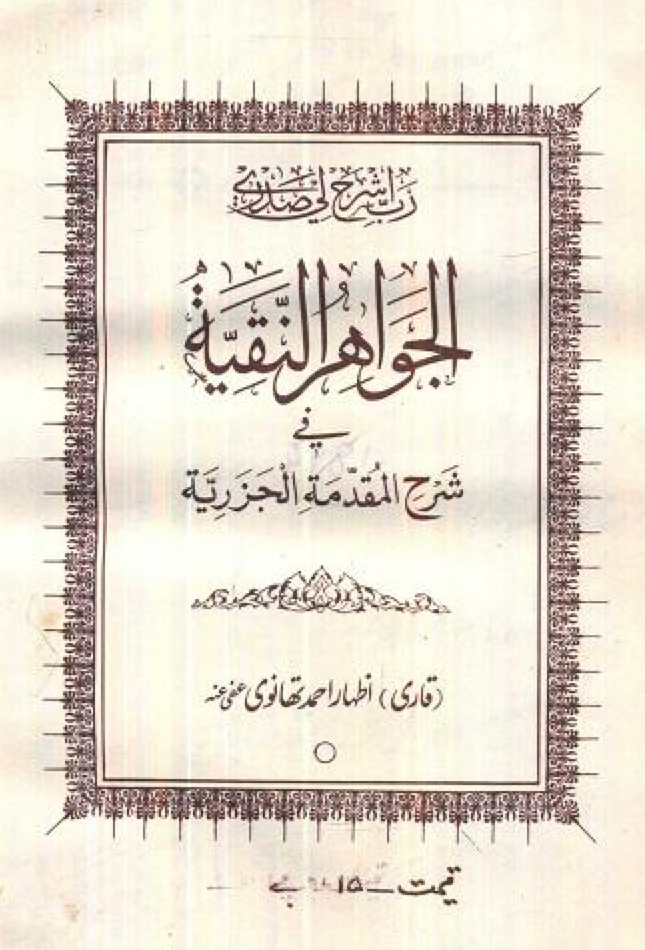
ملنے کا پتہ
اظہار احمد التھانوی
مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1894

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ


رب اشرح لي صدري
الجواهر النقية
في
شرح المقدمة الجزرية
(قاری) اظہار احمد تھانوی عفی عنہ

قیمت — ۱۵/-